طبع چہارم

اے اللہ صرف تیرے لیے

شیخ اسامہ بن محمدؒ بن لادن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے اللہ

صرف تیرے لیے

شیخ اسامہ بن محمد بن لادن حفظہ اللہ

کے ایمان افروز خطبات کا اردو ترجمہ

مترجم : حافظ عمار صدیقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

مجاہدِ ملّت شیخ اسامہ بن محمد بن لادن حفظہ اللہ کے خطبات کی طبع چہارم (خطبۂ عید کے اضافہ کے ساتھ) پیشِ خدمت ہے۔ ان شاء اللہ طبع پنجم میں شیخ حفظہ اللہ کے درسِ حدیثِ کعبؓ اور ملّتِ اسلامیہ کے نام دیگر خطبات شائع کیے جائیں گے۔

مسلمانوں کو صیہونی و صلیبی سازشوں سے آگاہی دلانے اور ان کے خلاف جذبۂ جہاد کی بیداری کے لیے ان خطبات کی توزیع واشاعت میں حصہ لیجیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمانو!......اس شخص کی بات غور سے سنو......

جس کا دعویٰ ہے کہ وہ تمہارے ہی فائدے کی بات کر رہا ہے

اس کے دعوے کو اس کے دلائل پر پرکھو

اگر یہ غلط ہوں تو تمہیں یہ حق ہے کہ اسے غلط کہو

لیکن اگر یہ دلائل درست ہوں تو پھر یہ اُس کا حق ہے کہ تم اس کا ساتھ دو!

اگر تم اس کے دوستوں کو نہیں جانتے تو دیکھو کہ اس کا دشمن کون ہے؟ کیونکہ چیزیں اپنی اضداد سے پہچانی جاتی ہیں!

کیا تم یہ جانتے ہو کہ امت کے بارے میں یہ شخص کیا سوچتا ہے؟

کیا تم یہ بھی جانتے ہو کہ اس شخص کے دشمن کے عزائم خود تمہارے بارے میں کیا ہیں؟

کیا تم نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ صلیبی صیہونی حملوں کے خلاف تمہاری طرف کے مورچے کس نے سنبھال رکھے ہیں؟

باطل کے تیروں کا رخ کس طرف ہے؟

جو لوگ تمہیں باطل سے مذاکرات کی دعوت دے رہے ہیں...... جو باطل کو اپنے بے ضرر ہونے کی سند دے چکے ہیں، اُن سے پوچھو کہ ''امت کو ذلت سے نکالنے کے لئے تمہارے پاس کیا لائحۂ عمل ہے؟ یہود و نصاریٰ کی گولیوں کا تمہارے پاس کیا جواب ہے؟''......ان سے شرعی دلیل مانگو!

مسلمانو!

اللہ کی کتاب کھولو......اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوے اور سلفِ صالحین کے منہج کو سمجھو......حق کو پہچانو......حق والوں کو خود ہی پہچان جاؤ گے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا یہ حقیقت نہیں......؟

(عرضِ مترجم)

کیا یہ حقیقت نہیں کہ اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف ایک نئی صلیبی جنگ کا آغاز ہو چکا ہے؟ اور وقت کا فرعونِ اکبر ۱۶ ستمبر ۲۰۰۱ کو سہ پہر تین بج کر تیئس منٹ پر بیتِ ابیض سے اس صلیبی جنگ کا طبل بجا چکا ہے؟ اس اعلان پر لبیک کہتے ہوئے یہود و نصاریٰ غلبۂ تہذیبِ کفر کے یک نکاتی ایجنڈے پر متفق ہو چکے ہیں، اس فکر سے مزاحم چیدہ چیدہ اسلامی شخصیات کے قتل کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے، شریعتِ اسلامی کی معنوی تحریف کا تسلسل برقرار ہے، نظام و نصابِ تعلیم کو مغربی سانچے میں ڈھالنے کا عمل زوروں پر ہے، مرتد قیادتوں اور اسلام دشمن پارٹیوں کے طاغوتی ممبرانِ اسمبلی کے ذریعے مُنزّل من اللہ شریعت کے مقابلے میں کفری قوانین کی تنفیذ جاری ہے، شعائرِ اسلام کا سرِ عام مذاق اڑایا جا رہا ہے، 'انفارمیشن' کے نام پر مسلط کردہ 'ٹیکنالوجی' کے ذریعے مسلم دنیا کے گلی کوچوں تک میں بے حیائی اور بے راہ روی کو فروغ دیا جا رہا ہے، ذرائع ابلاغ پر گڑے مغربی فکر و فلسفے کے مضبوط پنجوں نے نئی نسل کی آنکھوں میں حق و باطل کی تمیز تک مٹا دی ہے، نوآبادیاتی دور کی کوکھ سے جنم لینے والی مسلم افواج اپنے پرانے آقاؤں کی خدمت میں پھر سے سرگرم ہیں، امتِ مسلمہ کا دفاع کرنے والے علماء، خطباء اور قائدین کو، ہر طریقے سے مسلمانوں کی نظروں میں رسوا کرنے کی کوششیں کی جارہی

ہیں۔اور قرآنِ مجید کی اس آیت کے مصداق کہ

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوۡسٰۤى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنۡ قَوۡمِهٖ عَلٰى خَوۡفٍ مِّنۡ فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۟ئِهِمۡ اَنۡ يَّفۡتِنَهُمۡ...... (یونس : ۸۳)

﴿پس موسیٰ ؑ کی بات پر چند نو جوانوں کے سوا کوئی ایمان نہ لایا، وہ بھی فرعون اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں وہ ان کو تکلیف نہ پہنچائے ﴾......اللہ کے راستے پر چلنے والے نوجوانوں سے بڑھ کر آج کوئی معتوب نہیں۔

عراق، افغانستان، فلسطین وغیرہ میں انتخابات کے ذریعے بین الاقوامی 'جمہوریت' کو مسلط کر دیا گیا ہے، تاکہ

- یہ جہادی ریاستیں بھی جمہوری ریاستوں میں تبدیل ہو جائیں
- قرآن کے بالمقابل اقوام متحدہ کا 'چارٹر' ضابطۂ عمل قرار پائے
- شعائرِ اسلام کا مذاق اڑانے اور راہِ ارتداد اختیار کرنے کے 'بنیادی انسانی حقوق' ہر کسی کو میسّر آ جائیں
- کافروں اور مسلمانوں میں 'مساوات' قائم ہو جائے
- اور یہاں کے باسیوں کو بھی مادر پدر 'آزادی' کا تحفہ دیا جا سکے

اسی پر اکتفا نہیں، بلکہ تمام ستاون اسلامی ریاستوں کے بری، فضائی اور بحری اڈے آج صلیبی اتحادی افواج کے ہیڈ کوارٹر اور سفارتخانے وائسرائے خانے بن چکے ہیں، ایک نئے نوآبادیاتی دور کا نقطۂ عروج ہے، جو رسمی اعلان کی پرانی غلطی سے بچتے ہوئے، عملاً نافذ ہو چکا ہے، ہر آنے والا دن اسلام کو دیس نکالا دینے کے لیے ہزار ہا نئی سازشوں کا کھلا پیغام لے کر طلوع ہوتا ہے۔ دشمنانِ اسلام ہر محاذ پر ہر لحاظ سے مسلح ہیں،

لیکن اپنے اور پرائے، مسلمانوں سے صرف اور صرف ایک ہی مطالبہ کرر ہے ہیں:

''جہاد فی سبیل اللہ کا خیال چھوڑ دو! مورچے خالی کر دو! یہ وقت اس کام کا نہیں!'' انا للّٰہ و انا الیہ راجعون!

کیا ان لوگوں کے پاس قرآنِ مجید کی ہزار ہا آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہّرہ میں سے کوئی ایک دلیل بھی موجود ہے جو ایسی صورتِ حال میں امت کے نوجوانوں کو جہاد سے روکے؟

کیا...... اللہ رب العزت نے ہمیں یہ بتا نہیں دیا کہ

وَلَا یَزَالُوۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ حَتّٰی یَرُدُّوۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِکُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا...... (البقرة:۲۱۷)

﴿اور یہ تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں، اگر ان کا بس چلے﴾

اور کیا...... یہ طے شدہ نہیں کہ

وَلَنۡ تَرۡضٰی عَنۡکَ الۡیَهُوۡدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ......

(البقرة: ۱۲۰)

﴿اور یہ یہود و نصاریٰ آپ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے، یہاں تک کہ آپ ان کی ملت کی پیروی کرنے لگیں﴾

کیا...... یہ کہہ کر کہ

وَاَعِدُّوۡا لَهُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ قُوَّةٍ وَّ مِنۡ رِّبَاطِ الۡخَیۡلِ تُرۡهِبُوۡنَ بِهٖ

عَدُوَّ اللّٰہِ وَ عَدُوَّکُمْ...... (الانفال:٦٠)

﴿ اور تم ان کافروں کے لیے اپنی استطاعت بھر طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے مہیا کیے رکھو، تا کہ ان کے ذریعے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دہشت زدہ کر و﴾...... اور اپنے بس کی حد تک تیاری کا مکلّف ٹھہرا کر، عدم تیاری کے سارے بہانوں کو رد نہیں کر دیا گیا؟

کیا......

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ......(الاحزاب:٢١)

﴿یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ ہے﴾......کا فرمان غزوۂ خندق کے موقع پر پیٹ پہ پتھر باندھ کر مورچے کھودنے والے رسولؐ کے متعلق ہی نہیں نازل کیا گیا تھا؟

کیا......

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَ لَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جٰھَدُوْا مِنْکُمْ وَ یَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ o (اٰل عمرٰن : ١٤٢)

﴿ کیا تمہارا گمان ہے کہ تم یونہی جنت میں چلے جاؤ گے جب کہ ابھی تک اللہ نے یہ معلوم ہی نہیں کیا کہ تم میں سے جہاد کرنے والے کون ہیں اور صبر کرنے والے کون ہیں﴾......کی شرط انہی صحابہؓ پر عائد نہیں کی گئی تھی جن سے بڑھ کر برگزیدہ کسی نبی کے اصحاب نہ تھے؟

کیا......

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ......(المائدۃ: ١١٩)

﴿اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے﴾...... کا پروانہ صحابہؓ کو اسی وقت نہیں دیا گیا تھا جب وہ بدر واُحد اور احزاب وحنین کے معرکوں سے گزر رہے تھے؟

اور کیا......

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ٥ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥

(الصف : ۱۰،۱۱)

﴿اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں تمہیں وہ تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے؟ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو﴾...... کہہ کر کامیاب ترین تجارت کا راستہ ہمیں دکھلا نہیں دیا گیا؟

کیا......

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥ (التوبة : ۴۱)

﴿نکلو، خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو﴾...... فرما کر تمام حیلوں بہانوں کا توڑ نہیں کر دیا گیا؟

کیا......

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ

يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ......

(المائدة:۵۴)

﴿اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی بھی اپنے دین سے پھر جائے ،تو عنقریب اللہ ایک ایسی قوم لے آئے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے،مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے اور کفار پر سخت اور تیز ، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے خوف نہ کھائیں گے﴾...... کہہ کر ارتداد سے بچنے کا لائحہ عمل سمجھا نہیں دیا گیا؟

کیا قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو یہ کہہ کر کفّار کے خلاف جہاد کرنے کا حکم نہیں دے دیا گیا کہ......

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ۝

(التوبة : ۲۹)

﴿قتال کرو ان اہلِ کتاب سے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے ،اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی حرام کردہ اشیاء کو حرام نہیں ٹھہراتے اور نہ سچّے دین کو قبول کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ذلیل وخوار ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں﴾

اور کیا......

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ

رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ o (آلِ عمران:۱۶۹)

﴿ اور اللہ کی راہ میں مارے جانے والوں کو مردہ مت سمجھو، بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق پا رہے ہیں﴾......کی بشارت سنا کر ہمیں جنت کی کنجی نہیں تھما دی گئی؟

اگر یہ سب آیات سچ ہیں، اور یقیناً سچ ہیں، تو:

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ......(یونس:۳۲)

﴿ پھر حق کے بعد کیا رہ جاتا ہے بجز گمراہی کے؟ ﴾

کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ خبر نہیں دی کہ

لَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلٰی اَمْرِ اللّٰہِ قَاهِرِیْنَ عَلٰی عَدُوِّهِمْ لَا یَضُرُّهُمْ مَّنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ وَ هُمْ عَلٰی ذٰلِکَ (صحیح مسلم: کتاب الامارۃ)

(میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم کے مطابق قتال کرتا رہے گا، دشمن پر قہر بن کر ٹوٹے گا، کسی کی مخالفت انہیں نقصان نہیں پہنچائے گی، یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی اور وہ اسی راہ پر قائم ہوں گے)

اور کیا یہ بھی ایک تاریخی حقیقت نہیں کہ صرف اس اطلاع پر کہ قیصرِ روم اپنی کفری طاقت کو لے کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کا ارادہ رکھتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک جیسا عظیم غزوہ برپا کر دیا تھا؟......تو کیا سرزمینِ مکّہ و مدینہ سمیت پورے عالمِ اسلام پر صلیبی و صیہونی یلغار کے بعد بھی جہاد فرض نہیں ہوا؟

اگر یہ ساری باتیں حق ہیں، تو اللہ کی قسم جہاد فی سبیل اللہ کی ہر وہ پکار بھی حق ہے جو ان احکامات کی بنیاد پر مشارق الارض سے لے کر اس کے مغارب تک، قیامت تک آنے والے ہر دور میں دی جاتی رہے گی۔ اس پکار پر لبیک کہنے والے قیامت تک اللہ کے دشمنوں پر، کسی ملامت کی پرواہ کیے بغیر، قہر برساتے رہیں گے!

آخر میں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اس پکار کے بلند کرنے والے کسی بھی شخص سے اختلاف کیا جا سکتا ہے، لیکن اختلاف کرنے والے سے یہ فرض تو ساقط نہیں ہو جاتا کہ وہ اس پکار سے زیادہ موثر اور ثابت پکار بلند کرے اور آگے بڑھ کر بہتر انداز میں اسلام کے لشکروں کی پاسبانی کرے اور مورچے سنبھال لے... کیونکہ اس سے کم پر تو بات بنتی نظر نہیں آتی!

وَ لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً.....(التوبة:٤٦)

﴿اور اگر ان کا واقعی (جہاد کے لیے) نکلنے کا ارادہ ہوتا تو اس کے لیے کچھ تیاری ضرور کرتے﴾

و ما علينا الا البلاغ المبين

حافظ عمّار صدّیقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمانو!

اپنے مقدّسات کے تحفظ کی خاطر اٹھو!

شیخ اسامہ بن محمد بن لادن کا عیدالفطر کے اجتماع سے خطاب

(شوال ۱۴۲۰ھ۔جنوری ۲۰۰۰ء، قندھار، افغانستان)

خطبہء اُولیٰ

یقیناً تمام تعریف کی مستحق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ہم اسی کی تعریف بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے مغفرت و ہدایت طلب کرتے ہیں۔ہم اپنے نفسوں کے شر اور اپنے اعمالِ بد کے برے نتائج سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ o
(اٰل عمران:۱۰۲)

﴿اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو﴾

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآئَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا٥ (النسآء:۱)

﴿لوگو! اپنے ربّ سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا۔ اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے۔ اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتوں اور قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین رکھو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے﴾

يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا٥ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا٥ (الاحزاب:۷۱-۷۰)

﴿اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کیا کرو۔ (اس کے صلے میں) وہ تمہارے سب اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور جو کوئی بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو یقیناً وہ بڑی کامیابی پا گیا﴾

امّا بعد! آج امّتِ مسلمہ پر عید ایک بار پھر لوٹ آئی ہے۔ عید کا یہ مبارک دن ہم پر بھی اپنی تمام تر خوشیوں سمیت طلوع ہوا ہے۔ حق تو یہ تھا کہ امّت کا ہر فرد اس خوشی میں برابر کا شریک ہوتا، مگر افسوس کہ یہ عید اپنے دامن میں بہت سی خوشیوں کے ساتھ ساتھ بے پناہ غم بھی سمیٹے ہوئے ہے۔ امّتِ مسلمہ آج سنگین مسائل سے دوچار ہے۔

یہ عید ماہِ جہاد کے بعد آئی ہے...... ماہِ قرآن کے بعد آئی ہے...... رمضان کے مبارک مہینے...... ماہِ صیام و قیام اور ماہِ تقویٰ کے بعد آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَآَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ (البقرة:۱۸۳)

﴿اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسا کہ تم سے پچھلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، توقع ہے کہ اس سے تم میں تقویٰ پیدا ہوگا﴾

اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں یہ مبارک مہینہ عطا کیا تا کہ ہم تقوے میں آگے سے آگے بڑھ سکیں۔

تقویٰ ہمیں شریعت کے احکام کی پابندی اور اس عظیم دین کے حقوق ادا کرنے کی طاقت عطا کرتا ہے۔ تقوے کے بغیر ہمارے لیے سیدھی راہ پر قائم رہنا ہرگز ممکن نہیں۔ اس دین کے احکامات بڑے زبردست اور بھاری ہیں، مگر اللہ جس سے محبت رکھے اس کے لیے ان احکامات پر عمل کرنا آسان بنا دیتا ہے...... اور اس دین کے بعض احکامات تو ایسے ہیں جو انسانی طبیعت پر انتہائی شاق گزرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِتَالُ وَ هُوَ كُرۡهٌ لَّكُمۡ وَ عَسٰٓى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـًٔا وَّ هُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ وَعَسٰٓى اَنۡ تُحِبُّوۡا شَيۡـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمۡ وَ اللّٰهُ يَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝ (البقرۃ: ۲۱۶)

﴿تم پر قتال فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہیں ناگوار گزرتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تمہیں ایک چیز ناگوار ہو اور وہی تمہارے لیے بہتر ہو، اور ہوسکتا ہے کہ تمہیں ایک چیز پسند ہو اور وہی تمہارے لیے بری ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے﴾

جہاد اسلام کا افضل ترین عمل ہے، جس کے لئے (حدیث میں) ذِرْوَةُ سِنَامِ کے الفاظ آئے ہیں...... اور یہ عمل وہی شخص کرسکتا ہے جسے اللہ توفیق بخشے اور تقویٰ کے مراتب پہ

فائز کرے،اسی لیے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی متقین میں شامل فرمائے!

آج، جب ہم یہاں بیٹھے عید منا رہے ہیں تو ہمارے ہی بہت سے مسلمان بھائی مقبوضہ فلسطین میں اپنی عید گزار رہے ہیں۔اسی طرح عید کا یہ دن لبنان،عراق،سوڈان اور صومالیہ کے رہنے والوں پر بھی طلوع ہوا ہے۔ یہ عید بوسنیا اور شیشان میں بھی منائی جا رہی ہے...... اور آپ کو کیا معلوم کہ ہمارے شیشانی بھائیوں کی عید کن حالات میں گزر رہی ہے؟! وہ ایک ایسی سرزمین پر عید منا رہے ہیں جو گولہ بارود کے دھماکوں سے بری طرح لرز رہی ہے...... جہاں صبح و شام معصوم لوگوں پر ہوائی جہازوں سے آگ برسائی جا رہی ہے......ایسے کمزور اور بے بس لوگوں پر جن کا اللہ کے سوا کوئی سہارا اور کوئی دفاع نہیں...... جہاں تمام عالمِ کفر،اسلام اور اہلِ اسلام کو مٹانے کے لیے کمر کس چکا ہے......شہر اور قصبے تباہ اور گھر مسمار کیے جا رہے ہیں......معصوموں کا لہو پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے......عزتیں لوٹی جا رہی ہیں......آہ......کہ آج دنیا میں مسلمانوں کے خون سے ارزاں کوئی شے نہیں، **لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ**! مسلمانوں کے زخم گہرے ہیں...... بہت گہرے! یہ زخم امّت کے جسم پر جا بجا لگے ہوئے ہیں......

لیکن آج امّت کا سب سے گہرا گھاؤ وہ ہے جو دشمنوں نے اس کے مقدس ترین مقام، اللہ کے گھر......بیتِ عتیق......خانہء کعبہ کی سرزمین پہ لگایا ہے......اس سرزمین پہ جہاں ہمارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے۔اس سے پہلے ہماری ہی غفلتوں اور اغیار کی سازشوں نے ہم سے ہمارا قبلۂ اول اور واقعۂ معراج کی یادگار، مسجدِ اقصیٰ چھنوائی۔آج صلیبی صیہونی اتحاد ہمارے دوسرے مقدس مقام، سرچشمہء اسلام، سرزمینِ حجاز میں اپنے ناپاک پنجے گاڑ چکا ہے۔ اور یقیناً ہمارے پاس اللہ بزرگ و برتر کے سوا کوئی بچاؤ اور قوت نہیں۔ بلاشبہ ہمارے باقی زخم بھی رس رہے ہیں، لیکن سرزمینِ مکہ و مدینہ پر لگنے والا یہ گھاؤ سب سے زیادہ تکلیف دہ، اور سب سے زیادہ ہیبت ناک ہے۔

اس سرزمین کی عظمت سے کون واقف نہیں؟ یہاں خانہء کعبہ ہے، دنیا کی سب سے پہلی عبادت گاہ، جو لوگوں کے لئے بنائی گئی! اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس مبارک گھر کی تعمیر کے لیے ایک صاحبِ عزم ہستی ابوالانبیاءؑ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو چنا ...... کیوں؟ اس لئے کہ ربّ العزت اپنے اس گھر کی عزت و توقیر کو ظاہر فرمانا چاہتا تھا، چنانچہ اس گھر کی تعمیر معماروں اور مزدوروں کے بجائے دو معزز ترین نبیوں سے کروائی۔ اس گھر کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ہماری پنجگانہ نمازیں اس وقت تک قبول نہیں ہوتیں جب تک اس کی طرف رخ نہ کرلیا جائے۔

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر آج تک ......اس امّت کی پوری تاریخ میں، ہم پر کبھی اتنی بڑی مصیبت نہیں ٹوٹی۔ کفار کو کبھی بھی یہ جرأت نہیں ہوئی تھی کہ وہ اللہ کے گھر کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائیں۔ البتہ نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عیسائیوں نے ایک بار ایسا کرنے کی کوشش کی تھی۔ تب کفر کا سرغنہ ابرہہ، ساٹھ (٦٠) ہزار کا لشکر لے کر نکلا تھا تاکہ اللہ کے گھر کو (نعوذ باللہ من ذٰلک) تباہ کیا جاسکے۔ اہلِ عرب جاہلیت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں تھے مگر کعبہ شریف کی تعظیم ان چند چیزوں میں سے تھی جو دینِ ابراہیمیؑ کی یادگار کے طور پر ابھی تک اُن کے ہاں باقی تھیں۔ چنانچہ جب عیسائیوں کے لشکر نے پیش قدمی کی تو کئی عرب قبائل، باوجود اس کے کہ وہ خود جاہلیت کے پیروکار تھے، ان فوجوں کا راستہ روکنے کے لیے میدان میں آگئے۔ ان قبائل نے اپنے وجود کو محض خانہء کعبہ کے دفاع کی خاطر خطرے میں ڈالا، لیکن اللہ کو کچھ اور منظور تھا۔ ابرہہ کے لشکر نے ان قبائل کو کچل ڈالا اور آگے بڑھتا گیا، یہاں تک کہ طائف تک پہنچ گیا۔

اب ابرہہ کسی ایسے شخص کی تلاش میں تھا جو اسے کعبہ تک کا رستہ دکھائے، وہاں اسے ملا بھی تو کون؟ ......زمانے کا ایک بدبخت ترین آدمی، جس نے غاصبوں کو بیت اللہ تک

پہنچانے کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔اس شخص کا نام ابو رغال تھا۔اس نے اللہ کے گھر کے خلاف ناپاک عزائم لے کرآنے والوں کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔کتنا برا تھا یہ رہنما......جس نے ایسی ذلّت کمائی ۔اللہ عزو جل نے مکہ اور طائف کے درمیان ہی اس ظالم پہ موت مسلط کر دی......لیکن مرنے کے بعد بھی لوگوں کی نفرت سے اس ملعون کی جان کہاں چھوٹنے والی تھی...... چنانچہ انہوں نے ابورغال کی قبر پر پتھر برسانے کی رسم جاری کر دی تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں اور آئندہ کوئی بھی شخص کعبۃ اللہ کے خلاف کسی سازش میں شریک ہونے کی جرأت نہ کرے۔ جاہلیت زدہ ہونے کے باوجود لوگوں نے اس طرح کعبے کی پاسبانی کی۔

ابھی ابرہہ ملعون کا لشکر آگے بڑھنے کی کوششوں میں تھا کہ ہمارے قہار و جبار ربّ نے ایک معجزہ دکھانے کا فیصلہ کیا۔لشکر کے ہاتھیوں نے اپنے طرزِ عمل سے دنیا والوں کے سامنے اس امر کی شہادت دی کہ یہ گھر اللہ کا گھر ہے......اوراس گھر کی تعظیم کرنا واجب ہے، چنانچہ اپنے ربّ کی عظمت اور جلال کے باعث ہاتھی زمین پر بیٹھ گئے۔ یہ بے زبان جانور بھی جانتے تھے کہ اس گھر کی حرمت کس قدر ہے۔انہیں مارا گیا، نیزوں سے کچوکے دیے گئے ،مگر وہ کسی بھی طرح اللہ کے گھر کی طرف ......ایک قدم تک بڑھانے کے لئے تیار نہ ہوئے ، کیونکہ وہ اس گھر والے کی عظمت سے واقف تھے۔

عبدالمطلب نے خانہء کعبہ کے دفاع کی ٹھانی ،مگر دفاع کیسے ممکن ہوتا جب کہ ایک طرف ساٹھ (٦٠) ہزار کا لشکر تھا اور دوسری طرف اہلِ مکہ کی کل آبادی ہی اس وقت چند سو تھی ۔ چنانچہ وہ بیت اللہ سے چمٹ گئے اور لگے اللہ کے دربار میں آہ وزاری کرنے۔ رو رو کر دعائیں مانگیں کہ اے اللہ! تو ہی اپنے گھر کی حفاظت فرما!اس کے بعد یہ سب قریش والے اپنے چھوٹوں بڑوں کو لے کے حرم کی قریبی پہاڑیوں پہ چڑھ گئے ...... یہ دیکھنے کے لئے کہ اب ہوتا کیا ہے؟

عزت وجلال والے ربّ نے اس موقع پر اپنی ایک اور عظیم نشانی نازل فرمائی۔ اللہ نے پرندوں کے جھنڈ اس گھر کے دفاع کے لیے بھیجے۔ مقابلہ اہلِ ایمان اور کفار کا نہیں، مشرکینِ قریش اور اہلِ کتاب عیسائیوں کا تھا، مگر خانہء کعبہ ایسی عظمت والا مقام ہے کہ اللہ نے پھر بھی ابابیلوں کو بھیج کر اس گھر کا دفاع کیا اور ساٹھ (٦٠) ہزار عیسائیوں کے لشکر کو چند پرندوں کے ہاتھوں مروا ڈالا۔ ان میں سے ہر ایک ظالم چن چن کر مارا گیا، اللہ ایسوں کے لئے پروا بھی نہیں فرماتا کہ وہ کس وادی میں گر کر ہلاک ہوتے ہیں۔

ربّ کعبہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے اسی متعلق ایک سورۃ نازل فرمائی جس کی تلاوت قیامت تک کی جاتی رہے گی اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی جسے اپنے سینوں میں محفوظ رکھیں گے۔ اس مبارک سورۃ، یعنی سورۃ الفیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ربِّ ذوالجلال اپنے گھر کے بارے میں کتنا غیرت مند ہے۔ یہ سورۂ مبارکہ ہمیں پیغام دیتی ہے کہ اللہ کے گھر کے خلاف سازش کرنے والوں کا انجام بہت بھیانک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِo اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ o (الفیل: ٢-١)

﴿ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے ربّ نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اس نے اُن کی تدبیر کو اکارت نہیں کر دیا؟ ﴾

یقیناً ایسا ہی ہوا! اللہ نے ان کی ساری چالیں ناکام کر دیں اور بیت اللہ کو خراش تک نہ آئی۔

یہ ایسی عظمت والا گھر ہے کہ اس کی خاطر اللہ تعالیٰ شوکت وقوت والی ایک پوری فوج تباہ کر ڈالے گا، جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَغْزُو جَيْشٌ الْكَعْبَةَ......يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَ اٰخِرِهِمْ

((قیامت کے قریب اللہ کے گھر کو گرانے کے لئے) ایک لشکر کعبے پر چڑھ آئے گا......

اوّل سے آخر تک یہ سب لوگ زمین میں دھنسا دیے جائیں گے)

(پوچھا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!)

......فِيْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ

(......اُن میں تو ان کے بازار (اور بازار والے یا راہ چلتے لوگ) بھی ہوں گے اور وہ بھی جو

اُن میں سے نہیں ہوں گے (یا جنہیں زبردستی نکلنے پر مجبور کیا گیا ہوگا))

قَالَ : يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَ اٰخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اول سے آخر تک سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا،

پھر قیامت کے دن یہ سب اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے)

(بخاری: کتاب البیوع ،باب ما ذکر فی الاسواق.مسلم : کتاب الفتن و اشراط الساعة)

دیکھ لیجئے اس گھر کے خلاف سازش کرنے والوں کی ہم نشینی کا انجام! دیکھ لیجئے اس گھر کے دفاع سے ہاتھ کھینچنے کا انجام! اگر آپ کو مجبور کیا جا رہا ہو تب بھی ایسوں کا ساتھ دینے کا نتیجہ یہی ہوگا۔ بے شک اس محترم گھر کے دشمنوں کے ساتھ چلنے والا زمین میں دھنسا دیے جانے کا مستحق ہے۔ہم ایسی رسوائی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

الغرض ہاتھی والوں کے عبرت ناک انجام کے بعد امّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چودہ سو (۱۴۰۰) سالہ تاریخ میں دوبارہ کوئی ابورغال پیدا نہیں ہوا......لیکن آج ایک مرتبہ پھر اللہ کو ہمارا امتحان مقصود ہے......وہ ہمارے ایمان کو آزمانا چاہتا ہے...... یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اس کے گھر کے دفاع کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور کون بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھا رہتا ہے؟

...... **چنانچہ آج امّت کو ایک بار پھر ابورغال** اور اولادِ ابورغال کا سامنا ہے۔ یہ لوگ مکہ و مدینہ کی سرزمین کو اُجاڑنے کے درپے ہیں...... یہ اس لیے اٹھے ہیں کہ یہاں ہر طرف امریکی اڈّوں کا جال بچھ جائے...... یہ پاک مٹی ان کے ٹینکوں تلے روندی جا سکے۔ آج یہ مقدس زمین امریکی فوجیوں کی چراگاہ اور یہود و نصاریٰ کی صاحبزادیوں کی تفریح گاہ بن چکی ہے...... یہ ناپاک وجود اُس زمین کو اپنے پیروں تلے روندرہے ہیں، جو ہمارے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش ہے، جہاں جبریلِؑ امین آسمان سے وحی لے کر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتے تھے۔

اس سرزمین کی شان اتنی بلند ہے کہ اللہ کے نزدیک دنیا کا سب سے محبوب علاقہ بھی یہی ہے، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے......اور آپ کیا جانیں کہ یہاں واقع بیت اللہ، اللہ کے نزدیک کتنی عظمت کا حامل ہے؟ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات میں ہمیں اپنی عبادت کا حکم دیا ہے، مگر کئی حکمتوں کی بنا پر سورۃ القریش میں یہ حکم بیت اللہ العتیق کے ذکر کے ساتھ دیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ (القریش:۳۔۴)

﴿پس انہیں چاہیے کہ اس گھر کے ربّ کی عبادت کریں، جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو عطا کیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا﴾

اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس گھر کی عزت و عظمت کے اظہار کے لیے اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

بِوَادٍ غَيۡرِ ذِىۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَيۡتِكَ الۡمُحَرَّمِ (ابراهيم: ٣٧)

﴿(میں نے اپنی کچھ اولاد) اس بے کھیتی کے جنگل میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس (بسائی ہے)﴾

یہ تو ممکن نہیں کہ اس مختصر سے خطبے میں اس گھر کے تمام فضائل کا احاطہ کیا جا سکے، بس اجمالاً یہ کہ اس گھر کی شان، اہمیت اور عظمت کو ذہنوں میں راسخ اور دلوں میں پیوست کر لینا چاہیے۔ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بدنصیبوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

اَبۡغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلاَ ثَةٌ: مُلۡحِدٌ فِى الۡحَرَمِ......

(بخاری: کتاب الدیّات)

(اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ترین آدمی تین ہیں: (پہلا ان میں) وہ شخص (ہے) جو حرم میں الحاد (زیادتی) کا مرتکب ہو......)

حرم میں (معمولی سا) گناہ (یا اس کا ارادہ) کرنے کو بھی ''الحاد'' کہا گیا ہے، حالانکہ ''الحاد'' کتنی سخت چیز ہے۔ بیت اللہ العتیق میں......اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حرم میں ...... گناہ اور نافرمانی کے ارتکاب پر کئی گنا سخت پکڑ ہوتی ہے، کیونکہ جس طرح حرم میں نیکیوں کا ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے، جیسے ایک رکعت ایک لاکھ رکعات کے برابر ہو جاتی ہے، اسی طرح یہاں ایک معمولی سا گناہ بھی کئی گنا شدت وسنگینی کا حامل بن جاتا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کب تک مسلمان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نصرت اور اس کے گھر کے دفاع سے غافل ہو کر بیٹھے رہیں گے؟ دنیا بھر کے اہلِ ایمان آخر کب اُٹھیں گے؟...... کب صلیبیوں اور صیہونیوں کی نجاست سے اس مقدّس زمین کو پاک کریں گے؟ یہ تو اللہ ربّ العزت کا حکم ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (التوبة: ۲۸)

﴿اے ایمان والو! مشرک بالکل ہی ناپاک ہیں! پس وہ اس سال کے بعد مسجدِ حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں﴾

کیا مسلمان یہ بھول گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے مرض الموت میں ایسا ہی حکم صادر فرمایا تھا۔ ایک حدیث میں مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا:

يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَ مَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ!

(جمعرات کا دن، ہائے جمعرات کا دن!)

پھر آپؓ اتنا روئے کہ آپؓ کے آنسوؤں سے زمین کی کنکریاں بھیگ گئیں ...... پھر آپؓ نے فرمایا:

اِشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَجَعُهٗ

(اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدت اختیار کر گئی تھی)

اور اسی بیماری کے عالم میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت فرمائی کہ:

اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَب

(مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو) **(بخاری: كتاب الجهاد و السير)**

قیامت کے دن جب ان احکامات کے بارے میں پوچھا جائے گا تو ہم کیا جواب دیں گے؟ یومِ حساب میں اللہ کا سامنا کرنے کے لیے ہم نے کیا تیاری کی ہے؟ کیا ہم

یہ بہانہ بنائیں گے کہ ہم مستضعفین تھے؟ ...... بے بس تھے؟ اللہ تو ہمارے دلوں تک کے احوال سے باخبر ہے! یہ امّت آج تباہی و بربادی کی تاریک اور گہری کھائی کے کنارے کھڑی ہے!

امریکی افواج کو سرزمینِ مکہ و مدینہ میں داخل ہوئے دس (۱۰) سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ اسراو معراج کی یادگار، قبلہ اوّل پر یہود کا قبضہ ہوئے تقریباً ستّر (۷۰) سال ہونے کو ہیں...... ہم اس ذلت وغلامی کے دور میں جی رہے ہیں! اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم کتاب اللہ کی طرف واپس لوٹیں، اسی سے اپنی بربادی کے اسباب اور اپنے امراض سمجھیں، اسی سے راہ نجات معلوم کریں۔ اس کتاب سے پوچھیں کہ کیوں ہم اس حال کو پہنچے کہ اللہ کے گھر...... اس عظمت والے گھر، جس کا پروانہ وار طواف کیے بغیر ارکانِ اسلام کا ایک بنیادی رکن مکمل نہیں ہوتا...... کیوں ہم اس کی حفاظت میں ناکام رہے؟

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قرآن پر غوروفکر شروع کریں، کیونکہ یہی وہ جامع ہدایت نامہ ہے جو ہر معاملے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں:

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (الانعام: ۳۸)

﴿ہم نے کوئی چیز نہیں چھوڑی (جس کا تذکرہ) اس کتاب میں نہ ہو﴾

یہ کتاب بڑی وضاحت سے ہمیں بتاتی ہے کہ قتال سے منہ پھیرنا اور دنیا کی محبت میں غرق ہونا ہی ہماری مشکلات اور ہماری ذلت وخواری کا بنیادی سبب ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنی پاک کتاب میں فرماتے ہیں:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَھُمْ کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقِتَالُ اِذَا فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ يَخۡشَوۡنَ النَّاسَ كَخَشۡيَةِ اللّٰهِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡيَةً وَ قَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ كَتَبۡتَ عَلَيۡنَا الۡقِتَالَ لَوۡ لَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡيَا قَلِيۡلٌ وَ الۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَ لَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ○ اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا يُدۡرِكْكُّمُ الۡمَوۡتُ وَ لَوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُرُوۡجٍ مُّشَيَّدَةٍ (النسآء: ۷۷۔۷۸)

﴿ کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں حکم دیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور نمازیں پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ پھر جب انہیں قتال کا حکم دیا گیا تو اسی وقت ان کی ایک جماعت لوگوں سے اس قدر ڈرنے لگی جیسے اللہ سے ڈرنا چاہیے، بلکہ اس بھی زیادہ، اور وہ کہنے لگے: اے ہمارے ربّ! تو نے ہم پر قتال کیوں فرض کر دیا؟ کیوں نہ ہمیں ابھی اور مہلت دی؟ ان سے کہو کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور پرہیزگاروں کے لیے تو آخرت ہی بہتر ہے اور تم پر ایک دھاگے کے برابر بھی ستم روا نہ رکھا جائے گا۔ رہی موت، تو جہاں بھی تم ہو وہ بہرحال تمہیں آ کر رہے گی خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں ہو ﴾

اللہ اکبر...... کتنا عظیم ہے وہ ربّ جس نے یہ مکمل اور ہمہ گیر منہج ہمیں عطا فرمایا! ذرا غور کیجیے ان آیات پر۔ اللہ فرماتے ہیں:

قَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ كَتَبۡتَ عَلَيۡنَا الۡقِتَالَ لَوۡ لَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ

﴿ کہنے لگے: اے ہمارے ربّ! تو نے ہم پر قتال کیوں فرض کر دیا؟ کیوں نہ ہمیں کچھ اور مہلت دی؟ ﴾

یہ مہلت مانگنے والے، قتال کو مؤخر کرنے کی باتیں کرنے والے ہمیشہ سے یوں ہی بہانے بناتے چلے آئے ہیں، ان کی مانگی ہوئی مہلت کبھی ختم نہیں ہوتی، بہانے بازی کا یہ سلسلہ یونہی چلتا جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہاں ان کے بہانوں کی تفصیل بیان نہیں فرمائی

بلکہ جواباً ان بہانوں کی تہہ میں چھپے اصل مرض پر سے پردہ اٹھا دیا اور فرمایا:

قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡیَا قَلِیۡلٌ

﴿ان سے کہو کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے﴾

یہ ہے بہانوں کی جڑ......دنیا اور اس کی زندگی سے لگاؤ! اللہ ربّ العزت ہمیں، ہم سے بہتر جانتے ہیں اور ہمارے سینوں میں چھپے ''حبُّ الدُّنیا'' کے مرض کے علاج کے لئے ہمیں یہ باور کراتے ہیں کہ دنیا کی زندگی اور اس کی نعمتیں بس ایک مختصر سی مدت کے لیے ہیں۔لیکن اس کے باوجود ہمارا رویہ یہ ہے کہ ہم اُس جان کو اللہ کی راہ میں کھپانے سے گریز کرتے ہیں جو اللہ ہی نے ہمیں دی ہے!......اور اپنا یہ مال اس کی راہ میں لگاتے ہوئے کنجوسی کرتے ہیں جو محض اللہ کی عطا ہے؟

قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡیَا قَلِیۡلٌ وَ الۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی وَ لَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا

﴿ان سے کہو کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور پرہیز گاروں کے لیے تو آخرت ہی بہتر ہے اور تم پر ایک دھاگے کے برابر بھی ستم روا نہ رکھا جائے گا﴾

دنیا کی محبت اور موت کا خوف دونوں باہم لازم و ملزوم ہیں، چنانچہ اگلی آیت اس تعلق کو واضح کرتے ہوئے، دنیا سے محبت رکھنے والوں کو مخاطب کر کے، بڑی صراحت سے کہتی ہے کہ:

اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَ لَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ

﴿تم جہاں بھی ہو گے موت تمہیں آن پکڑے گے خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں ہو﴾

پس اللہ تعالیٰ جس کسی کی بصیرت کو ایمان کے نور سے منور کر دے، وہ ان آیات کا پیغام سمجھ کر اپنی جان اس ربّ کی راہ میں پیش کر دیتا ہے جو اس کا خالقِ حقیقی ہے۔

اے آدم کے بیٹے ! تعجب ہے تیرے رویے پر! تو وہ چیز خرچ کرنے میں کنجوسی کرتا ہے جس کا مالک تو خود نہیں۔ تیرے جان و مال تو اللہ ربّ العزت کی ملکیت ہیں، پھر یہ بخل کیسا؟ اپنے مالک کے اس فرمان پر غور کر:

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ وَاَمۡوَالَھُمۡ بِاَنَّ لَھُمُ الۡجَنَّۃَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَ یُقۡتَلُوۡنَ وَعۡدًا عَلَیۡہِ حَقًّا فِی التَّوۡرٰۃِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ وَالۡقُرۡاٰنِ وَ مَنۡ اَوۡفٰی بِعَھۡدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَیۡعِکُمُ الَّذِیۡ بَایَعۡتُمۡ بِہٖ (التوبۃ:۱۱۱)

﴿یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں، جس میں قتل کرتے بھی ہیں اور قتل کیے بھی جاتے ہیں۔ تورات، انجیل اور قرآن میں یہ سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے۔ اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہو؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے خدا سے چکا لیا ہے﴾

سبحان اللہ! یہ کیسا زبردست سودا ہے جس کا ذکر تورات، انجیل اور قرآن میں ہے...... یہ درحقیقت زمین و آسمان کے ربّ اور اِس کمزور مخلوق کے درمیان ایک معاہدہ ہے۔ یہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے، مگر جس کا دل ایمان کی دولت سے محروم ہو وہ کیا جانے کہ اللہ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لیے کیا انعامات تیار کر رکھے ہیں؟ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو نورِ ایمان سے مزین کر دے اور کفر و فسق اور نافرمانی کی کراہت ہمارے دلوں میں بٹھا دے۔

قرآنِ کریم کی کئی دیگر آیات بھی اسی معنی اور مفہوم کی حامل ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اہلِ ایمان پر......بعض صحابہ کرامؓ پر......گرفت کرتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ ''مَالَکُمۡ؟'' ......''تمہیں کیا ہو گیا ہے؟''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَا لَكُمۡ اِذَا قِيۡلَ لَكُمُ انۡفِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اثَّاقَلۡتُمۡ اِلَى الۡاَرۡضِ اَرَضِيۡتُمۡ بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا مِنَ الۡاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا فِى الۡاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيۡلٌ (التوبة : ۳۸)

﴿اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے کہا گیا کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے؟ کیا تم آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے ہو؟ سنو! دنیا کی زندگی کا ساز و سامان تو آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے﴾

قتال سے منہ پھیرنے والو......تم جتنے مرضی بہانے بناؤ، عبادات اور نیکی کے کاموں میں مشغولیت کے عذر پیش کرو، لیکن یاد رکھنا...... صحابۂ کرامؓ ہر اعتبار سے ہم سے افضل تھے...... جن عبادات و طاعات میں آج ہم مشغول ہیں، وہ ہم سے کہیں بڑھ کر ان میں مشغول رہتے تھے......لیکن اس سب کچھ کے باوجود جب بھی ان کو پکارا جاتا کہ ''یا خَيۡلَ اللّٰه ! اِرۡكَبِى ''...... اے اللہ کے شہسوارو! کود پڑو... تو وہ ہر چیز چھوڑ کر میدانِ جہاد کا رخ کرتے...... ہلکے ہوتے یا بوجھل، بہرحال اللہ کے حکم پر لبیک کہتے......اور اگر اُنؓ میں سے کوئی جہاد سے پیچھے رہ جاتا تو اس پر گرفت کرنے کے لیے آسمانِ بالا سے آیات نازل ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیتِ مبارکہ میں فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَا لَكُمۡ اِذَا قِيۡلَ لَكُمُ انۡفِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اثَّاقَلۡتُمۡ اِلَى الۡاَرۡضِ اَرَضِيۡتُمۡ بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا مِنَ الۡاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا فِى الۡاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيۡلٌ (التوبة : ۳۸)

﴿اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے کہا گیا کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے؟ کیا تم آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے ہو؟ سنو! دنیا کی زندگی کا ساز و سامان تو آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے﴾

یہ مسئلہ بالکل واضح ہے، اس میں کوئی ابہام نہیں۔

اب کسی تردد، تذبذب، سوچ وبچارا ور مزید انتظار کا موقع نہیں...... کیونکہ اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ جہاد سے فرار اختیار کرنے والوں کے لئے دوٹوک فیصلہ سنا رہے ہیں:

اِلَّا تَنۡفِرُوۡا يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا وَّيَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ وَلَا تَضُرُّوۡهُ شَيۡـًٔا (التوبة:۳۹)

﴿اگر تم نہ نکلے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ کسی اور گروہ کو لے آئے گا اور تم اسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے﴾

اے اللہ! ہم تجھ سے تیری اعلیٰ صفات اور تیرے پاکیزہ ناموں کے واسطے سے سوال کرتے ہیں کہ جس طرح تو نے ہمیں یہ توفیق دی کہ ہم افغانستان میں جہاد کریں......وہ افغانستان جس میں ہم آج جمع ہیں......اور جس طرح تو نے ہمیں امریکہ، اس کے حواریوں اور اس کے معاونین کے خلاف جہاد کی توفیق دی......ایسے ہی ہم تجھ سے یہ توفیق بھی طلب کرتے ہیں کہ ہم اس راہ پر استقامت سے جمے رہیں، یہاں تک کہ تجھ سے ملاقات کا دن آن پہنچے اور تو ہم سے راضی ہو۔ (آمین)

خطبہء ثانیة

آیاتِ مبارکہ کی روشنی میں ہم یہ بات اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ جہاد چھوڑ بیٹھنے کا اصل سبب دنیا کی محبت اور موت کا خوف ہوتا ہے۔ یہی بات حضرت ثوبانؓ کی روایت میں بھی ہے (جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''قریب ہے کہ کفر کی امتیں تمہارے خلاف جنگ کرنے کے لیے ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دے کر بلائیں گی جس طرح بھوکے ایک دوسرے کو دسترخوان پر دعوت دے کر بلاتے ہیں۔ اس پر ایک پوچھنے والے نے پوچھا کہ کیا اس

وقت ایسا ہماری قلتِ تعداد کی وجہ سے ہوگا ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نہیں) بلکہ اس وقت تو تمہاری تعداد بہت زیادہ ہوگی لیکن تم سیلابی پانی کے میل کچیل (اور جھاگ) کی طرح ہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے ضرور ہی تمہارا رعب ختم کردیں گے ......) اس حدیث میں رسول اللہ نے ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا کہ:

...... **يُلْقٰى فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ**

(......تمہارے دلوں میں وھن (یعنی ضعف) ڈال دیا جائے گا)

قَالُوْا وَ مَا الْوَهْنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟

(صحابہؓ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ وھن (ضعف) کیا ہوگا ؟)

قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے نفرت)

جب کہ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں:

حُبُّكُمُ الدُّنْيَا وَ كَرَاهِيَتُكُمُ الْقِتَال

(دنیا سے تمہاری محبت اور قتال سے تمہاری نفرت)

(مسند احمد:مسند ابی ہریرۃؓ ، سنن ابی داود:باب فی تداعی الامم علی الاسلام)

مسلمان آج جس ذلت و درماندگی کا شکار ہیں اور رسوا ہو رہے ہیں، اس کی وجہ ہمارا یہی طرزِ عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کھول کر یہ اصول بیان فرما دیا ہے کہ وہ کب کسی قوم کو در بدر کر دیتا ہے، بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتا ہے؟ اُس وقت ...... جب وہ اللہ کی نصرت اور اپنے مقدسات کی حفاظت سے ہاتھ کھینچ لیتی ہے۔ یہ ''تِیہ'' (دربدری) اللہ تبارک وتعالیٰ کی

طے شدہ اوراٹل سنت ہے ......اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو بے یار و مددگار چھوڑنے کا یہی انجام ہوتا ہے...... ذلت، تباہی، آپس کی لڑائیاں اور در بدری ان کا مقدر بن جاتی ہے......آج امّتِ مسلمہ کو جن مصائب وآلام کا سامنا ہے، وہ اللہ کے دین اور جہاد کو چھوڑ دینے کا براہِ راست نتیجہ ہے۔ایک صحیح حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا تَبَایَعْتُمْ بِالْعِیْنَۃِ وَ اَخَذْتُمْ اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَ رَضِیْتُمْ بِالزَّرْعِ وَ تَرَکْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ ذُلًّا لَا یَنْزِعُهٗ حَتّٰی تَرْجِعُوْا اِلٰی دِیْنِکُمْ

(سنن ابی داود: باب فی النهی عن العینة)

(جب تم سودی تجارت (عینہ) کرنے لگو گے اور گائے بیلوں کی دمیں پکڑ لو گے، اور کھیتی باڑی (کی زندگی) میں (مگن ہو کر) مطمئن ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تمہارے اوپر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جو وہ اس وقت تک نہیں ہٹائے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہ لوٹ آؤ)

یہ حدیث بالکل واضح ہے،اور ہم سب پر حجت تمام کر دیتی ہے، خصوصاً عربی زبان سمجھنے والوں کے لئے تو اس میں کوئی ابہام نہیں ......اللہ نے ذلت کی یہ چادر انہی وجوہات کی بنا پر ہمارے اوپر تانی ہے......اور یہ اس وقت تک نہیں اٹھائی جائے گی جب تک ہم اپنے دین کی طرف واپس پلٹ نہیں آتے۔لہٰذا میرے مسلمان بھائیو! یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ دین کی طرف رجوع، کبیرہ گناہوں سے اجتناب اور جہاد فی سبیل اللہ کی راہ اختیار کیے بغیر کوئی چارہ نہیں!

جہاں تک امت کے یوں دربدر ہونے کا تعلق ہے، تو اسے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اوران کی قوم کے درمیان ہونے والے مکالمہ میں واضح فرمایا دیا

ہے...... جب انہیں جہاد کا حکم ملالیکن وہ بیٹھے رہے......اور ظاہر ہے کہ یہ واقعہ ہماری ہی ہدایت کے لئے نازل فرمایا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ o قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاحَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ o قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا...... (المائدة: ۲۱۔۲۳)

﴿اے میری قوم!اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جواللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے، پیچھے نہ ہٹو ورنہ ناکام ونامراد پلٹو گے۔انہوں نے جواب دیا:اے موسیٰؑ !وہاں تو بڑے زور آور سرکش لوگ رہتے ہیں، ہم ہرگز وہاں نہیں جائیں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ہاں اگر وہ نکل گئے تو ہم داخل ہونے کے لیے تیار ہیں۔ڈرنے والے لوگوں میں سے دو ایسے شخص جن پر اللہ نے اپنا انعام فرمایا تھا بولے......﴾

اللہ اکبر! اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اُس وسیع وعریض امّت میں سے صرف دوآدمیوں کو یہ توفیق بخشی......دو ایسے آدمیوں کو جواللہ سے ڈرنے والے تھے۔چنانچہ اسی آیت سے یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ خوف اور جہاد کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

خوف اورخشیت کا جہاد سے بڑا گہرا تعلق ہے...... جو شخص جہاد چھوڑ کر بیٹھ جاتا ہے وہ دراصل لوگوں سے خوف کھاتا ہے، اور جو اپنا سر ہتھیلی پہ لے کر میدان میں نکل آتا ہے وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے خوف کھاتا ہے۔میں نے ابتداء میں آپ کے سامنے یہ آیت پڑھی تھی کہ:

......اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ کَخَشْیَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً (النسآء: ۷۷)

﴾......تو ان میں سے ایک گروہ لوگوں سے یوں ڈرتا ہے جیسے اللہ سے ڈرنا چاہیے، یا اس سے بھی بڑھ کر﴿

جو شخص لوگوں سے اتنا ڈرے، اس کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اسے قتال نہ کرنا پڑے، چنانچہ وہ کہتا ہے:

لَوْ لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ (النسآء: ۷۷)

﴾(اے اللہ!) تو نے ہمیں تھوڑی سی مہلت اور کیوں نہ دے دی؟﴿

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں بھی دو ایسے لوگوں کا تذکرہ ہے جو" ڈرتے تھے"......مگر لوگوں سے نہیں...... بلکہ اللہ بزرگ و برتر سے۔

......لہٰذا جس شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ، یومِ آخرت اور حساب کتاب کا خوف ہو وہ سب کچھ چھوڑ کر جہاد کے لیے نکلتا ہے...... کسی چیز کے چھن جانے کا غم نہیں کرتا...... اسی راہ پر آگے بڑھتا جاتا ہے...... یہاں تک کہ اپنے ربّ سے جاملتا ہے اور اس کا ربّ اس سے راضی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں افراد کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا:

رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمَا (المائدۃ: ۲۳)

﴾(اللہ سے) ڈرنے والے لوگوں میں سے دو ایسے شخص جن پر اللہ نے اپنا انعام فرمایا تھا﴿

ابنِ کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ان دونوں افراد پر اللہ کا جو انعام تھا وہ بہت بڑا تھا، ایک عظیم نعمت تھی جو انہیں ملی تھی...... اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمَا!...... اللہ نے ان دونوں پر اپنا انعام فرمایا!

کیا آپ نہیں چاہتے کہ آپ کا شمار بھی ان لوگوں میں ہو جن پر اللہ نے اپنا انعام فرمایا؟ تو پھر دیکھئے کہ انعام یافتہ لوگ ایسے موقع پر کیا کہتے ہیں:

......اُدْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (المائدة: ۲۳)

﴿......ان (جباروں) کے مقابلے میں حملہ کر کے دروازے کے اندر گھس جاؤ، جب تم اندر پہنچ جاؤ گے تو تم ہی غالب ہو کر رہو گے۔اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تم مومن ہو﴾

لیکن ایسی ایمان افروز گفتگو سن کر بھی وہاں کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ کیونکہ جو فرار چاہے، اُسے کوئی میدان میں لا نہیں سکتا اور بزدل کو آگے بڑھانا کسی کے بس میں نہیں ہوتا۔

کیا آج کے بزدلوں کو یہ نظر نہیں آتا کہ......محض اللہ ہی کے احسان اور رحمت سے ......ہمیں میدانِ جہاد کا رخ کیے بیس (۲۰) سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے ......دس (۱۰) سال سے زائد ہم نے روسی ٹینکوں اور طیاروں کی بمباری کا سامنا کیا اور اب تقریباً پھر دس (۱۰) سال ہونے کو ہیں کہ امریکی کروز میزائیل ہمارا تعاقب کر رہے ہیں ......لیکن الحمدللہ ہم بدستور اس راہ پر قائم ہیں۔

اہلِ ایمان یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے جس میں لمحہ بھر کی تاخیر و تقدیم بھی ممکن نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِىْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ (النسآء: ۷۸)

﴿تم جہاں کہیں بھی ہو، موت تمہیں آن دبوچے گی، خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں کیوں نہ ہو﴾

مومن یہ بھی جانتا ہے کہ انسان کو اُس وقت تک موت نہیں آسکتی جب تک اس کا رزق اور عمل کی مہلت باقی ہو۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ارشادات سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے۔ بہر حال، ان دو انعام یافتہ افراد کی نصیحت کے باوجود قوم نے پھر سے بحث شروع کر دی:

قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّکَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (المائدۃ: ۲۴)

﴿وہ بولے: اے موسیٰؑ! ہم کبھی بھی وہاں نہ داخل ہوں گے جب تک وہ (زورآور) لوگ وہاں موجود ہیں۔ پس تم اور تمہارا ربّ دونوں جاؤ اور لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں﴾

لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ! ایسی زبردست بے وفائی! اسی لیے جواباً حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم سے رخ پھیر کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے:

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (المائدۃ:۲۵)

﴿موسیٰ نے کہا: الٰہی! مجھے تو بجز اپنے اور اپنے بھائی کے کسی اور پر کوئی اختیار نہیں۔ پس تو ہم میں اور ان فاسقوں میں فاصلہ پیدا کر دے﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو فاسق قرار دیا اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کا ساتھ چھوڑنے والوں کی سزا کا اعلان ہو گیا:

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یَّتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (المائدۃ:۲۶)

﴿اللہ نے جواب دیا: اچھا، تو یہ ملک چالیس سال تک ان کے ہاتھ نہ لگے گا، یونہی زمین

میں سرمارتے پھرتے رہیں گے۔اس لیےتم ان فاسقوں کے بارے میں غمگین نہ ہو ﴾

دربدری اورٹھوکریں کھاتے پھرنا......یہی اللہ کی طے کردہ سزا ہے جو دین کی نصرت سے منہ موڑنے والوں کوگھیر لیتی ہے......امّتِ مسلمہ آج اسی انجام سے دوچار ہے......دربدر ہے......سرگرداں پھر رہی ہیں۔ یہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعۂ اسراء و معراج کی یادگار،مسجدِ اقصیٰ سے بے وفائی کرنے کی سزا ہے۔اگر ہم نے اب بھی ہوش کے ناخن نہ لیےتو نعوذ باللہ اس سے بھی بڑا عذاب اور دربدری ہم پر مسلط کی جاسکتی ہے!اور اللہ کی مدد کے سوا تو نہ بھلائی کی طاقت ہےاور نہ برائی سے بچاؤ۔

اس سزا سے چھٹکارا پانے کی واحد راہ،ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ دین صحیح بنیادوں پر قائم ہوتو ہمیں رہنمائی اور منہج قرآن وسنّت ہی سے لیناہوں گےاور یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سےہمیں واضح طور پر سمجھا دی گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں اس طرح جہاد کیا کہ جہاد کا حق ادا کردیا،دین کی بھرپور تبلیغ کی اوراس بارِامانت سے سبکدوش ہوکر دنیا سے رخصت ہوئے۔اللہ انہیں وہ بہترین جزادے جو کسی بھی امّت کی طرف بھیجے گئے نبی کودی جاسکتی ہے۔(آمین)

علومِ نبوت کے وارثوں کے لئے بھی آج یہی راستہ ہے کہ وہ حق کو لے کر اُٹھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوے کی پیروی کریں۔ایسی حالت میں دین ٹھیک سے کیسے قائم ہوسکتا ہے جب علمائے امّت ملحدوں، فاجروں، ظالموں اور دشمنانِ دین کے نرغے میں زندگی گزار رہے ہوں...... جہاں وہ کلمۂ حق بھی نہ کہہ سکیں؟ دوسری طرف یہ دیکھئے......کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تیرہ سال رہے......وحیٔ الٰہی کی تائید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی......رُوئے زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر گفتگو کرنے والا کوئی پیدا نہیں ہوا......آپ

صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل دعوت دیتے رہے...... پھر بھی پورے مکی دور میں محض چند سو لوگ ایمان لائے۔ مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی خوشنودی کی خاطر اُس کی راہ میں ہجرت فرمائی تو لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے اور ایک اسلامی حکومت قائم ہوگئی۔

دین کے پھیلاؤ اور غلبے میں ہجرت کو ایک کلیدی حیثیت حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ اہلِ اسلام اپنی تاریخ سنِ ہجری سے شمار کرتے ہیں۔ آج اس عظیم واقعے کو گزرے چودہ سو بیس (۱۴۲۰) سال ہو چکے ہیں اور ہم اس سال کی عید الفطر کے پہلے دن میں یہاں جمع ہیں۔ غاصب صلیبیوں کو سرزمینِ مکّہ و مدینہ میں داخل ہوئے...... اپنے پنجے گاڑے...... دس سال ہو گئے۔ اور یقیناً اگر اللہ ہماری مدد نہ کرے تو اس کے سوا ہمارے پاس کوئی طاقت وقوت نہیں۔ لہٰذا اپنے مرض کو جان لینے کے بعد ہمیں اللہ ہی کی کتاب میں دیکھنا ہے کہ اس کا علاج کیا ہے؟

بھائیو! ہمارے مرض کا علاج ہجرت و جہادِ فی سبیل اللہ ہے۔ وہ اعلیٰ ترین صفات جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے وہ یہی ہیں، یعنی:

- ایمان
- ہجرت اور
- جہاد

اللہ تعالیٰ اپنی عظیم کتاب میں انبیاء علیہم السلام کے بعد دنیا کے بہترین لوگوں، یعنی صحابہء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریف فرماتے ہیں تو انہی تین خوبیوں کو بطورِ خاص گنواتے ہیں...... اللہ کی بات ذرا غور سے سنیے...... اس کی آیات میں تدبر کیجیے۔ سورۃ الانفال کے آخر میں اللہ تعالیٰ صحابہؓ کے بارے میں ان صفات کی گواہی دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا

اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ کَرِیْمٌ (الانفال:۷۴)

﴿اور جو لوگ ایمان لائے ،ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور وہ جنہوں نے پناہ دی اور مدد پہنچائی، یہی لوگ سچے مومن ہیں۔ ان کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے﴾

ایمان لا کر ہجرت اور جہاد کرنے والوں کے سچے ایمان کی گواہی خود اللہ دیتا ہے۔امرِ دین کا ٹھیک ٹھیک قیام ناممکن ہے جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو اس دین کی خاطر اسی انداز میں ہجرت نہ کریں......اور پھر حق کا کھلم کھلا اظہار نہ کریں ......جیسا کہ صحابہ کرامؓ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی،اور یوں حق کی نصرت ہوئی۔اس دین کے معاملے میں اللہ کی سنت یہی ہے۔

پہلی وحی کے نزول کے فوراً بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ورقہ بن نوفل کے درمیان پیش آنے والی گفتگو کا قصہ (جو،ہجرت اور ابتلاء کے بارے میں اللہ کی اس سنت کو واضح کرتا ہے) صحیح بخاری میں امّ المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت کیا گیا ہے۔ ورقہ بن نوفل دورِ جاہلیت میں (بت پرستی چھوڑ کر) نصرانی ہو گئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سامنے وحی کی کیفیت بیان کی تو آپ بے اختیار بول اٹھے:

هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ نَزَّلَ اللّٰهُ عَلٰی مُوْسٰی یَا لَیْتَنِیْ فِیْهَا جَذَعٌ، لَیْتَنِیْ اَکُوْنُ حَیًّا اِذْ یُخْرِجُکَ قَوْمُکَ

(یہ تو وہی (اللہ کا) رازدار فرشتہ ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰؑ پر اتارا تھا۔اے کاش میں اس وقت جوان ہوتا! کاش میں اُس وقت تک زندہ رہتا جب تمہیں تمہاری قوم (اپنے شہر سے) باہر نکال دے گی!)

اللہ کے بندو!......غور کرو اس حدیث پر!

قَالَ : اَ وَ مُخرِجِیَّ هُمْ؟

(رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (سچ ؟) کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟)

قَالَ نَعَمْ لَمْ يَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِیَ وَ اِنْ یُّدْرِكْنِیْ یَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا (بخاری: كتاب بدءِ الوحي)

(ورقہ نے کہا: ہاں! (بے شک نکال دیں گے) کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی بندہ وہ پیغام لے کر آئے جو تم لائے ہو اور لوگ اس کے دشمن نہ ہوئے ہوں۔ اگر میں اس دن تک جیتا رہا تو تمہاری بھرپور مدد کروں گا)

جو شخص بھی حق کی دعوت لے کر اٹھے گا، اس سے ضرور دشمنی کی جائے گی!

لیکن اگر کفار کے مددگار اور اللہ کی شریعت سے ہٹ کر فیصلے کرنے والے کسی شخص سے دشمنی نہیں کر رہے ......تو یقیناً ایسا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہج اور طریقے پر گامزن نہیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسولوں کے منہج کے مطابق آپ بات کریں تو آپ سے دشمنی نہ کی جائے ......اللہ کے دشمن تو اہلِ حق سے تبھی راضی ہوتے ہیں جب وہ مداہنت و مصالحت کرنے پر تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ (القلم:۹)

﴿یہ تو چاہتے ہیں کہ کچھ تم مداہنت کرو تو یہ بھی مداہنت کریں﴾

اگر آپ یہ چاہیں کہ ان ظالموں کے ساتھ آپ کی قربتیں بھی برقرار رہیں اور ساتھ ہی ساتھ آپ کی ذاتی عبادات بھی جاری رہیں، جو ان کے باطل طور طریقوں سے نہ ٹکرائیں، پھر تو یہ واقعتاً آپ کو نہیں چھیڑیں گے۔ البتہ اگر آپ کی خواہش یہ ہو کہ دین سارے

کا سارا اللہ کے لئے خالص ہو جائے، تو اس کا واحد راستہ ہجرت اور جہاد ہی ہے...... خیر البشر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی راستہ اختیار کیا ......اور صحابہؓ نے بھی، جب اُن پر بدترین مظالم توڑے گئے، یہی راہ اپنائی ...... یہ وہی راستہ ہے جسے حضرت ابو بکرؓ نے اختیار کیا جب کہ آپؓ خود سردارانِ قریش میں سے تھے۔ جب آپؓ حبشہ کی طرف ہجرت کو نکلے تو مکہ سے کچھ باہر آپ کو ابن الدغنہ ملا اور اس نے پوچھا:

''ابو بکرؓ! کدھر کا ارادہ ہے؟''

آپؓ نے فرمایا: ''مجھے میری قوم نے نکال دیا ہے، اب میں چاہتا ہوں کہ زمین میں نکل جاؤں اور اللہ کی عبادت کروں۔''

یہ شخص (ابن الدغنہ) ''جاہلی'' تھا، مسلمان نہ تھا، مگر اس گئے گزرے معاشرے میں بھی کچھ نہ کچھ اخلاق و اقدار اور اچھی روایات و معیارات باقی تھے۔ چنانچہ اس نے کہا:

''ابو بکرؓ! آپؓ جیسے لوگ تو یوں نہیں نکلتے، نہ ایسوں کو نکالا ہی جاتا ہے! آپ تو نادار کے لئے کمائی کرتے ہیں، رشتہ داروں سے تعلق جوڑتے ہیں، دوسروں کا بوجھ (قرضہ، کفالت وغیرہ) اٹھاتے ہیں، مہمان کی خاطر داری کرتے ہیں اور حقیقی آفتوں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں، میں آپ کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں، آپ مکہ واپس چلیئے......(**بخاری: کتاب المناقب**)

آپؓ واپس لوٹ تو گئے، مگر علانیہ کلمۂ حق کہنے سے باز نہ آئے، کفار پھر آپؓ پر ٹوٹ پڑے، یہاں تک کہ وہ موقع آیا جب اللہ نے آپؓ کو افضل البشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ ہجرت کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ اسی منظر کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سورۃ التوبہ میں یوں بیان فرماتے ہیں:

اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبة:۴۰)

﴿اگر تم اس کی مدد نہ کرو گے تو (یاد رکھو کہ) وہ اللہ ہی تو تھا جس نے پہلے بھی اس کی مدد کی تھی جب کہ اسے کافروں نے دیس سے نکال دیا تھا، جب وہ صرف دو میں سے دوسرا تھا، وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے﴾

صحابہ کرامؓ نے جب حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ان ہجرت کرنے والوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی بھی اپنے شوہر حضرت عثمانؓ کے ہمراہ موجود تھیں۔ یہ ہجرت اللہ کے دین کی سرفرازی اور کلمۂ حق کے بھرپور اظہار کا ذریعہ بنی، اس کے ذریعے سچائی کا سرِ عام اعلان ہوا اور اللہ نے باطل کو پست کیا۔ یہ گروہِ شرفاء جب حبشہ کی طرف نکلنے لگا تو ایک واقعہ پیش آیا۔ ابنِ ہشامؒ اپنی سیرت کی کتاب میں اُمِّ عبداللہ (بنتِ ابی حثمہؓ) کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ:

''ہم ہجرت کے لیے حبشہ کی سمت روانہ ہوئے تو عامرؓ، یعنی ابوعبداللہ، ہماری ضرورت کی بعض اشیاء لینے چلے گئے۔ اتنے میں ہمیں عمر بن خطابؓ ٹکرا گئے۔''

......اور آپ کیا جانیں کہ جاہلیت میں عمرؓ کیسے تھے؟ انتہائی سخت طبیعت کے حامل...... مشرکینِ قریش کے بنیادی ستونوں میں سے ایک......جنھوں نے مسلمانوں پر بڑے سخت مظالم توڑے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ عمرؓ نے مجھ سے پوچھا:

''اُمِّ عبداللہ! کیا تم یہاں سے کوچ کر رہی ہو؟''

میں نے جواب دیا:

''ہاں! واللہ......تم لوگوں نے ہمیں بہت اذیت پہنچائی، بہت ستم توڑے، اب مزید برداشت ممکن نہیں۔''

عمر بن خطابؓ اس منظر کی تاب نہ لا سکے اور ان کا دل پسیج گیا۔ اس جاہلیت اور شقاوتِ قلبی کے باوجود، عمر بن خطابؓ اُن کمزور و بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کو اس بیچارگی کے عالم میں اپنے گھروں سے نکلتا نہ دیکھ سکے۔ آپؓ میں یہ ہمت نہ تھی کہ ان مجبور اور بے کس لوگوں کو اپنے خاندان، والدین اور اولاد سے جدا ہوتے ہوئے دیکھیں۔ آپؓ کے سینے میں اس وقت ایک زبردست کشمکش بپا تھی......ایک طرف انکارِ حق اور مسلمانوں پہ مظالم توڑنے پر اصرار تھا تو دوسری جانب کلیجے کے ٹکڑے اُڑانے والا یہ منظر! آپؓ دل ہی دل میں سوچ رہے تھے کہ یہ لوگ کیسے جائیں گے؟ یہ کشتیوں میں سوار ہونے چلے ہیں حالانکہ انہیں بحری سفر کا کوئی سابقہ تجربہ نہیں! اَیْنَ یَذْ ھَبُوْن؟...... کہاں جا رہے ہیں؟ ایک ایسے دور دراز علاقے میں جہاں کوئی اپنا نہیں......! جہاں کے لوگوں سے کوئی واقفیت ہے نہ نسبی رشتہ......اور نہ ہی دینی اخوت کا کوئی تعلق!...... بالآخر آپؓ کے اندر موجود خیر کی قوت، شر کی طاقت کو پچھاڑنے میں کامیاب رہی اور آپؓ یہ ہمدردانہ الفاظ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ:

''صَحِبَکُمُ اللہ!''

''اللہ تمہارے ساتھ ہو!''

اللہ اکبر!......اللہ اکبر! جاہلیت والے شقی القلب عمرؓ کا دل بھی چھوٹے چھوٹے بچوں، کمزور و بے بس مردوں، عورتوں کے ہجرت پر مجبور ہونے کا منظر نہ سہار سکا۔ یہ وہ ستم رسیدہ لوگ تھے جنہوں نے محض اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنا وطن چھوڑا......اپنی جاگیر چھوڑی......عزیز و اقارب کا ساتھ چھوڑا، چنانچہ عمرؓ بھی اس منظر کی تاب نہ لا سکے اور بے اختیار بول اُٹھے:

''اللہ تمہارے ساتھ ہو!''

حضرت عامرؓ واپس آئے تو حضرت امِ عبداللہؓ نے ان سے فرمایا:

''کاش تم آج عمر کو دیکھ لیتے!''

اور پھر آپؓ نے پورا واقعہ بیان فرمادیا۔ حضرت عامرؓ نے پوچھا:

''کیا تمہیں امید ہے کہ عمر اسلام قبول کرلے گا؟''

آپؓ نے فرمایا:

''ہاں''

حضرت عامرؓ بولے:

''یہ شخص تب تک اسلام نہیں لاسکتا جب تک خطّاب کا گدھا مسلمان نہ ہوجائے!''

جس شخص کی یہ شہرت تھی...... جو اپنی شدید قومی حمیت کی وجہ سے جانا جاتا تھا......وہ بھی مہاجرین کی بے بسی کے یہ مناظر دیکھ کر تڑپ گیا......اَیـنَ یَذْ ھَبُوْن؟ ...... یہ کہاں جائیں گے؟ ......اور پھر وہ دن بھی آیا کہ اللہ اُس عمرؓ سے راضی ہوگیا......اور عمرؓ بھی اللہ سے راضی ہوگئے! لیکن افسوس! کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں کی حالتِ زار، آج کے پتھر دل قریش کو نہیں پگھلا سکی......

اللہ کی قسم! آج محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے امّتی جزیرۂ عرب کے قید خانوں میں بند ہیں جب کہ امریکیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزمین میں دندنانے کی ...... عیش اُڑانے کی کھلی چھٹی ہے!......کیا لوگوں کے سینوں میں ایمان کی کوئی رمق باقی نہیں بچی؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لئے لوگوں کی غیرت ختم ہوگئی؟

اے اللہ ! میں تیرے حضور میں آج کے ابورغال اور اس کے ساتھیوں کی تمام حرکتوں سے بیزاری اور برأت کا اظہار کرتا ہوں۔

اے اللہ ! میں تیرے دربار میں ان سب مسلمانوں کی طرف سے معذرت پیش کرتا ہوں جنہوں نے تیرے عظمت والے گھر کی نصرت میں کوتاہی کی...... جو بیٹھے رہ گئے!

اے اللہ ! ہمیں بہترین طور پر اپنے دین کی طرف لوٹنے کی توفیق دے!

اے اللہ ! تو اس امّت کی قسمت میں ہدایت کا ایک ایسا دور لکھ دے جس میں تیرے اطاعت گزار باعزت اور تیرے نافرمان ذلیل ٹھہریں، جس میں نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے!

اے اللہ ! مسلم نوجوانوں کے دلوں کو ایمان سے مزین فرما!

اے اللہ ! ان کے دلوں میں کفر وفسق اور نافرمانی کی کراہت بٹھا دے!

اے اللہ ! ہم تجھ سے عہد کرتے ہیں کہ ہم اس راستے پر...... تیرے کلمے کی سر بلندی کے راستے پر...... قائم رہیں گے یہاں تک کہ یا تو تیرا دین غالب آ جائے، یا ہم اس راہ میں شہید کر دیے جائیں۔

اے اللہ ! اے ہمارے ربّ! تو ہماری ان کوششوں کو قبول فرما لے! یقیناً، تو سب سے بڑھ کر دعائیں سننے والا ہے۔

میرے بھائیو! یہی راہِ نجات ہے...... ایمان، ہجرت اور جہاد کی راہ! یہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے۔

کاش آپ جانتے کہ ہجرت اور جہاد کتنے اجر وثواب والے اعمال ہیں! ہم تو درحقیقت اللہ ہی سے تمام تر اجر کے طالب ہیں...... اسی پہ ہمارا بھروسہ ہے...... وہی ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ ایک صحیح حدیث میں روایت ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام پر بیعت کرنے کے لیے

ایک شرط پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاِسْلَامَ یَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَ اَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ ماَ كَانَ قَبْلَهَا...... (مسلم: كتاب الايمان)

(......کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو ڈھا دیتا ہے، اور ہجرت اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو ڈھا دیتی ہے)

پس خوشخبری ہو ہجرت کرنے والوں کے لیے! ہجرت انسان کے تمام سابقہ گناہوں کو مٹا ڈالتی ہے اور اس کا نامۂ اعمال بالکل صاف شفاف ہو جاتا ہے، جس میں نئے سرے سے جو چاہے درج کرلیا جائے۔ اور آپ کیا جانیں کہ ہجرت کے بعد ایک مہاجر اپنے اس نامۂ اعمال میں کیا کچھ درج کروا سکتا ہے؟ ......آیئے اسے ایک صحیح حدیث سے معلوم کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قِيَا مُ سَاعَةٍ فِی الصَّفِّ لِلْقِتَالِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ قِيَا مِ سِتِّيْنَ سَنَةً (صحيح، رواه ابن عدي و ابن عساكر عن ابي هريرةؓ (۶۱۶۵/۴) وهو فی صحيح الجامع برقم (۴۳۰۵))

(قتال فی سبیل اللہ کے لیے صف میں گھڑی بھر کھڑے ہونا، (عبادت کے لئے) ساٹھ (۶۰) سال قیام کرنے سے افضل ہے)

اللہ اکبر! کتنا بلند مقام ہے! ایک گھڑی میدانِ قتال میں گزارنا ساٹھ (۶۰) سال کی عبادت سے افضل ہے! آج کل کے لوگوں کی تو اوسط عمر ہی تقریباً ساٹھ ستر سال ہوتی ہے۔ اس کے برعکس یہ بھی دیکھئے کہ جو لوگ بے دینی کی زندگی گزارتے ہیں اور دنیا سے ناکام و نامراد چلے جاتے ہیں تو روزِ قیامت ان کا انجام کیا ہوگا:

وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذٰلِكَ

كَانُوا يُؤْفَكُوْنَ (الروم: ۵۵)

﴿اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو مجرم قسمیں کھائیں گے کہ وہ (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے، اسی طرح وہ (دنیا میں) دھوکہ کھایا کرتے تھے﴾

قیامت کے دن مجرموں کو یہ ساٹھ سالہ زندگی محض گھڑی بھر کی محسوس ہوگی، جب کہ مجاہدین کا معاملہ اس کے برعکس ہوگا۔ ان کا گھڑی بھر قتال کرنا بھی ساٹھ سال کی عبادت پر بھاری ہوگا۔ اللہ اکبر! اے ہمارے ربّ! یقیناً اس عظیم انعام وعطاء پر تو ہی تعریف وشکر کا مستحق ہے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی حضرت ابو فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور پوچھنے لگے کہ مجھے کوئی ایسا حکم بتایئے جس پر میں عمل کروں اور پھر اس پر استقامت سے قائم رہوں (تو وہ میری نجات کے لیے کافی ہو)...... صحیح حدیث کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا:

عَلَيْکَ بِالْهِجْرَةِ فَاِنَّهٗ لَا مِثْلَ لَهَا (سنن النسائی: کتاب البیعة، باب الحث علی الھجرة)

(تم پر لازم ہے کہ تم ہجرت کرو کیونکہ بے شک اس جیسا عمل کوئی اور نہیں)

اگر آپ یہ چاہیں کہ آپ باطل سے مقابلہ بھی کریں اور رہ آپ باطل کے تحت رہے ہوں ......تو یہ بات سنتِ الٰہی کے خلاف ہے۔ صرف مہاجر ہی اس کیفیت کو حاصل کر سکتا ہے کہ ہر لمحے ......تنہائی کی ہر گھڑی میں اس کے دل کی گہرائیوں میں یہ خیال پیوست ہو کہ وہ بیت اللہ العتیق کو پنجہء کفر سے چھڑانے کے لیے نکلا ہے...... ہر لحظہ اس کے دل اور اس کے کانوں میں یہ آواز گونجتی رہے کہ 'اے مومن ......خبردار! اللہ کے گھر کو نہ بھولنا!' ......اور وہ اس وقت تک

بطور مہاجر رہے جب تک سرزمینِ مکہ و مدینہ میں توحید کا پرچمِ حق سر بلند نہ ہو جائے۔

اور کاش آپ جانتے کہ جہاد کی کتنی فضیلت ہے؟ کسی مجاہد کو راہ جہاد پر چلانے اور قائم رکھنے کے لیے یہی بات کافی ہونی چاہیے کہ سردارِ بنی آدم ...... قیامت کے دن سب سے بڑا حقِ شفاعت رکھنے والے ......اُس دن جب کسی میں یہ جرأت نہ ہوگی کہ وہ دربارِ الٰہی میں حرف تک منہ سے نکالے ......اُس دن جب انبیاء علیہم السلام کی زبان پر بھی یہی کلمات ہوں گے کہ ''رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ'' ...... ''میرے ربّ! مجھے بچالے، مجھے بچالے!'' ......وہ عظیم ہستی جس کے اگلے پچھلے تمام قصور معاف کر دیے گئے ......اُس صادق و مصدوق ذات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان صحیحین میں روایت کیا گیا ہے کہ:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ اَغْزُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اَغْزُوْ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اَغْزُوْ فَاُقْتَلُ (صحیح مسلم : کتاب الامارۃ)

(قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے! مجھے یہ بہت محبوب ہے کہ میں اللہ کی راہ میں لڑوں اور مارا جاؤں، پھر لڑوں اور مارا جاؤں، پھر لڑوں اور مارا جاؤں)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکارو! یہی اصل راستہ ہے۔ بہت کچھ جمع کرنے کے چکر میں نہ پڑو......عمل کرنے والے بنو، وہ عمل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

یہ کوشش مت کرو کہ تم بہت سے ایسے کام کرڈالو جو آج تم پر فرض نہیں، اگرچہ وہ فی نفسہٖ نیک کام ہی کیوں نہ ہوں۔ یاد رکھنا کہ اگر مسلم سرزمین پر حملہ ہو جائے اور جہاد کی پکار بلند ہو جائے، تو ایسے وقت کا اہم ترین فرض جہاد ہی ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، جب عیسائیوں نے پہلی مرتبہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کا ارادہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں کسی فقیہ، کسی حافظ اور کسی استاد

کو پیچھے نہیں رہنے دیا، بلکہ سب کو جہاد کے لیے پکارا۔ مسلمانوں میں سے صرف تین آدمی پیچھے رہے، باقی سب نے میدان کا رخ کیا۔ یہی اللہ کی سنت ہے۔ اور جو تین پیچھے رہے، ان کو ملنے والی سزا سے بھی آپ واقف ہیں۔ اس کا تفصیلی ذکر صحیحین میں درج حدیثِ کعبؓ میں آتا ہے۔ ان تینوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تمام مسلمانوں نے قطع تعلق کر لیا۔ حدیث کی طوالت کے پیشِ نظر اس مختصر وقت میں اس کی تشریح آپ کے سامنے پیش کرنا ممکن نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی فضیلت کو بھی کئی صحیح احادیث میں بیان فرمایا ہے، جیسا کہ صحیح الجامع میں نقل کی گئی ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اَفْضَلُ الشُّهَدَآءِ)......اَلَّذِيْنَ اِنْ يُّلْقَوْا فِي الصَّفِّ لَا يَلْفِتُوْنَ وُجُوْهَهُمْ حَتّٰى يُقْتَلُوْا اُولٰٓئِكَ يَنْطَلِقُوْنَ فِي الْغُرَفِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ وَ يَضْحَكُ اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ وَ اِذَا ضَحِكَ رَبُّكَ اِلٰى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا فَلَا حِسَابَ عَلَيْهِ

(مسند احمد: باقي مسند الانصار)

((سب سے افضل شہداء)...... وہ ہیں جنہیں اگر (ایک مرتبہ) صف میں ڈال دیا جائے تو (دوبارہ) پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے، (اور لڑتے جاتے ہیں) یہاں تک کہ شہید ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ جنت کے سب سے اونچے محلات میں چلیں پھریں گے، اور ان کا ربّ ان کی طرف دیکھ کر ہنستا ہے، اور جب تیرا ربّ دنیا میں اپنے کسی بندے کو دیکھ کر ہنس لے تو اس سے (قیامت کے دن) حساب کتاب نہیں لیا جائے گا)

ہم اور کیا چاہتے ہیں؟ اس سے بڑھ کر ہم کس چیز کے طالب ہیں؟ کیا ہمارا مقصود اللہ کی رضا کے سوا بھی کچھ ہے؟ کیا ہم جنت ہی کے طلب گار نہیں؟ کہیں ہم اس دنیاوی

مال و اسباب کے خواہشمند تو نہیں جو الٹا ہماری پکڑ کا باعث بنے گا......اگر ہم اللہ کے دین کی نصرت کے لیے نہ اٹھے؟......

چنانچہ ہم اللہ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ:

وہ ہمیں اپنے دین کی طرف بہترین طور پر لوٹنے کی توفیق عطا فرمائے!

ہمیں اس ذلت اور در بدری سے نکالے جو اللہ کے دین اور اس کے مقدس مقامات کی حفاظت سے ہاتھ کھینچنے کی وجہ سے ہم پر مسلط کی گئی ہے!

اللہ ہمیں جہاد کرنے اور اس پر قائم رہنے کی نعمت عطا فرمائے!

اپنے فضل و احسان سے ہمیں اپنی نافرمانیوں اور کبیرہ گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے!

اپنی راہ میں ہجرت کی سعادت عطا فرمائے!

ہمیں شہادت عطا فرمائے، ایسے کہ ہم آگے بڑھنے والے ہوں نہ کہ پیٹھ دکھانے والے......یہاں تک کہ ہم اس سے جا ملیں اور وہ ہم سے راضی ہو! (آمین)

میرے بھائی! علم کی جو بھی فضیلت قرآن وسنت میں بیان ہوئی ہے......

اہلِ علم کہتے ہیں کہ...... وہ اُس علم سے متعلق ہے جس پر عمل کیا جائے۔ ایک صحیح حدیث میں روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک جنگ کے موقع پر فرمایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلاَلِ السُّيُوْفِ

(جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں)

اب ذرا دیکھئے کہ سلف کس نہج پر سوچتے تھے......

اتنی بات سن کر ایک غریب، بوسیدہ حال شخص اٹھا اور کہنے لگا:

''اے ابو موسیٰؓ! کیا تم نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے؟''

آپؓ نے فرمایا:

''ہاں!''

بس یہ سن کر وہ آدمی اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹا اور ان سے کہا کہ میں تو تمہیں (الوداعی) سلام کرتا ہوں۔ پھر اس نے اپنی تلوار کی نیام توڑ ڈالی اور تلوار لے کر دشمن کی طرف بڑھا اور (دشمنوں کو) مارتا گیا یہاں تک کہ خود شہید ہو گیا۔

(صحیح مسلم: کتاب الامارۃ، باب: ثبوت الجنۃ للشهید)

اس شخص نے جو علم حاصل کیا اس پر فوری عمل پیرا ہوا۔ پہلے یہ یقین دہانی حاصل کی کہ واقعتاً یہ حدیث صحیح ہے، پھر اس پر فوری عمل کر ڈالا۔ بجائے اس کے کہ ہزاروں حدیثوں کا علم سینے میں جمع کر کے ان میں سے کسی ایک پر بھی نہ عمل کرتا......بس ایک سوال پوچھا: ''اے ابو موسیٰ! کیا تم نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے؟'' انہوںؓ نے کہا ''ہاں'' اور سارا مسئلہ ختم ہو گیا۔ مزید انتظار اور تحقیق میں وقت ضائع نہیں کیا۔

جہاد اور اس کی فضیلت کے حوالے سے کتنی ہی احادیث ہمارے علم میں ہیں......قتال پر ابھارنے والی کتنی ہی آیات، جو ہمیں اس کی فرضیت کا بتاتی ہیں، ہم پڑھتے ہیں......کیا کبھی ہم نے ان پر عمل بھی کیا؟

آیئے ہم اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہماری خطائیں اور لغزشیں معاف فرمائے! اور اس امّت کے لئے ایک ایسا دورِ ہدایت مقدر فرمائے جس میں اس کے اطاعت گزار باعزت اور نافرمان ذلیل ٹھہریں...... جہاں نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے!

اے اللہ! اے ہمارے ربّ! ہمیں صبر دے اور کافروں پر فتح عطا فرما!

اے اللہ ! ہمارے علماء...... ہر جگہ بسنے والے علماء...... پر ٹوٹنے والی سختیاں ہٹا دے!

اے اللہ ! امریکی قید میں پڑے شیخ عمر عبدالرحمان کو رہائی عطا فرما!

اے اللہ ! ان کے بڑھاپے اور کمزوری پر رحم فرما!

اے اللہ ! جزیرۂ عرب اور دیگر علاقوں میں قید علماء کی رہائی کا بندوبست فرما!

اے اللہ ! سرزمینِ مکہ و مدینہ میں قید شیخ سعید بن زعیر اور ان کے بھائیوں کو رہائی عطا فرما!

اے اللہ ! اہلِ ایمان نوجوان، جہاں بھی قید ہوں، ان کو رہائی عطا فرما! یقیناً تو ہی اس کام کی طاقت اور قدرت رکھتا ہے!

اے اللہ ! ہمارے شیشانی مجاہد بھائیوں کے نشانے انکے اہداف پر ٹھیک ٹھیک بٹھا!

اے اللہ ! ان کے قدم جما! ان کی مدد فرما!

اے اللہ ! ان کے دشمنوں کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لے!

اے اللہ ! ہمارے افغان بھائیوں کو سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق دے!

اے اللہ ! طالبان کو راہِ راست پر قائم رکھ، جنھوں نے تیری شریعت کو اس زمین پر قائم کیا!

اے اللہ ! یہ طاغوتی حکومتیں جن میں تیری نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں ہوتے ......ان کے شکنجے سے مجاہدین کے نکل کر آنے، اور ایک طویل عرصے بعد یہاں پھر سے جمع ہونے کو آسان فرما دے!

آخر میں ہم اللہ کے دربار میں یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اور آپ کے روزے، قیام، اور زکوٰۃ، سب قبول فرمائے! وہی حقدار ہے کہ اس سے دعا مانگی جائے اور وہی اسے قبول کرنے پر قادر ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین. و صل اللّٰھم و بارک علی محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین. و السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجاہد شیخ اسامہ بن محمد بن لادن کا تمام مسلمانوں، خصوصاً مکّہ و مدینہ کی سرزمین میں رہنے والوں کے لیے پیغام

(ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ......دسمبر ۲۰۰۴ء)

تمام تعریفوں کی مستحق تنہا اللہ ربّ العالمین کی ذات ہے۔ درود وسلام ہو اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے گھر والوں اور ان کے ساتھیوں پر۔

یہ پیغام تمام مسلمانوں، خصوصاً مکّہ و مدینہ کی سرزمین میں رہنے والوں کے لیے ہے۔ اس پیغام کا موضوع ہے:

''جزیرۂ عرب کے حکام اور عوام کے مابین اختلافات، ان کے اسباب اور ان کا حل''

کافی عرصے سے مکّہ و مدینہ کی سرزمین میں امن وامان کی ضرورت، مسلمانوں اور عارضی طور پر مقیم غیر مسلموں (مستأمن) کے خون کی حرمت، باہمی محبت واتحاد کی اہمیت، تفرقے اور اختلافات کے نقصانات اور ایسے ہی دیگر کئی مسائل بحث کا موضوع بنے ہوئے ہیں۔ یہاں کے حکمران حالات کی خرابی کا الزام مجاہدین پر دھرتے ہیں، جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

حالات بگاڑنے کی تمام تر ذمہ داری خود انہی پر عائد ہوتی ہے

جنہوں نے امن وامان اور اتحاد و یگانگت کے قیام کی مطلوبہ شرائط پوری کرنے میں کوتاہی کی ہے اور اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی اور کبائر کا ارتکاب کر کے اللہ کی ناپسندیدگی اور غضب کو دعوت دی ہے۔

اللہ نے اپنی کتاب میں ایسے ہی نافرمانوں اور ان کو ملنے والی سزا کے قصے بیان فرمائے ہیں تاکہ ہم ان سے عبرت حاصل کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ٥ (النحل: ١١٢)

﴿اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے۔ وہ امن و اطمینان کی زندگی بسر کر رہی تھی اور ہر طرف سے اس کو بفراغت رزق پہنچ رہا تھا کہ اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران شروع کر دیا۔ تب اللہ نے اس کے باشندوں کو ان کے کرتوتوں کا یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف کی مصیبتیں ان پر چھا گئیں﴾

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

اَلَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ٥ فَأَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ٥ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ٥ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ٥ (الفجر: ١١-١٤)

﴿یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا کے ملکوں میں بڑی سرکشی کی تھی اور ان میں بہت فساد پھیلایا تھا۔ آخر کار تمہارے ربّ نے ان پر اپنے عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا ربّ گھات لگائے ہوئے ہے﴾

حالات بگاڑنے کی ذمہ داری ان لوگوں پر بھی عائد ہوتی ہے جو اس نظام کا ساتھ دیتے ہیں، حکمرانوں سے مصالحت کا رویہ اختیار کرتے ہیں اور برائیوں کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى

ابْـنِ مَـرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْاوَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ o كَـانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ o (المائدہ: ۷۸. ۷۹)

﴿بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے اور زیادتیاں کرنے لگ گئے تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو برے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا۔ برا طرز عمل تھا جو انہوں نے اختیار کیا﴾

نبی اکرم ﷺ سے ایک صحیح حدیث میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

وَ مَا لَمْ تَحْكُمْ اَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ يَتَحَرَّوْا فِيْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ . (رواه الحاكم)

(جب بھی ان کے امام اللہ عزّ وجل کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرنا چھوڑ دیں گے اور اللہ کی نازل کردہ ہدایت سے رہنمائی لینا بند کر دیں گے، اللہ ان کی طاقتوں کا رخ ایک دوسرے کی طرف پھیر دے گا)

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَوْ شَكَ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ مِّنْهُ. (رواه ابو داود)

(بے شک لوگ اگر ظالم کو دیکھنے کے بعد بھی اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ کی پکڑ ان سب کو آلے)

امام نوویؒ لکھتے ہیں:

''جان لو کہ اس باب، یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے باب سے متعلق احکامات کو تقریباً ہر دور میں ضائع کیا گیا اور ان ادوار میں تو صرف ان کا نام ہی باقی

رہ گیا ہے، حالانکہ یہ احکامات بہت اہمیت کے حامل ہیں اور ان کی پابندی لازم ہے۔ چنانچہ جب برائی کو نہ روکا جائے اور معاشرہ برائیوں سے بھر جائے تو اللہ کا عذاب ہر نیک اور بد کو یکساں گھیر لیتا ہے۔ اور اگر پھر بھی لوگ آگے بڑھ کے ظالم کا ہاتھ نہ پکڑیں تو اللہ عمومی عذاب بھیج کر سب کو تباہ کر ڈالتا ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ٥ (النور: ٦٣)

﴿لہٰذا نبی ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو خبردار ہو جانا چاہیے کہ کہیں ان کو کوئی فتنہ یا دردناک عذاب نہ آن پکڑے﴾

کسی دانا نے کیا خوب کہا ہے:

اگر تمہیں نعمتیں عطا کی گئی ہیں تو غور سے سن لو
گناہوں کے سبب نعمتیں چھن جاتی ہیں

اس حکومت نے کتنے ہی احکاماتِ الٰہی کی دھجیاں بکھیریں، کبیرہ اور مہلک گناہوں کا ارتکاب کیا، حتیٰ کہ یہ ان اعمال کے ارتکاب سے بھی نہیں چوکی جو صریحاً دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ انہوں نے لوگوں پر ظلم کیا، ان کے حقوق غصب کیے، ان کی عزتوں سے کھیلا، ان کی عقل اور جذبات کی تحقیر کی اور امّت کے قیمتی وسائل بے فائدہ کاموں میں ضائع کیے۔ آج شاہی خاندان کے چند افراد کے بینک کھاتے بھرنے کی قیمت عام لوگوں سے وصول کی جا رہی ہے۔ لاکھوں لوگوں کو غربت کا سامنا ہے، مملکت کے سرکاری ادارے روز افزوں تنزل کا شکار ہیں، حکمران اپنے عوام کی زمینیں زبردستی غصب کر رہے ہیں، لوگوں کے تجارتی منافعوں میں جبراً حصہ دار بن رہے ہیں۔ یہ اور ایسے ہی دیگر جرائم روزمرہ کا معمول بنتے جا رہے ہیں۔ معاملہ یہیں پر نہیں رکتا، بلکہ کفر کے علمبردار امریکہ سے دوستی کر کے اور مسلمانوں کے مقابلے میں اس کا

ساتھ دے کر، ان حکمرانوں نے خود ہی دائرہ اسلام سے خارج ہونا پسند کیا ہے۔ اور تو اور، اب یہ خود اللہ کے شریک بن بیٹھے ہیں۔ اللہ کے ساتھ ساتھ اب انہوں نے بھی چیزوں کو حلال اور حرام ٹھہرانے کا منصب سنبھال لیا ہے۔ یہ بات کس سے پوشیدہ ہے کہ یہ فعل اُن دس افعال میں سے ہے جن کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ہم نے اپنے سترہویں بیان میں اس حکومت کے مظالم اور جرائم کا تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے طالب کو وہ بیان سن لینا چاہیے۔

مکّہ ومدینہ کی سرزمین کے حکمرانوں اور عام مسلمانوں کے درمیان اختلافات کی جڑ دراصل یہی جرائم ہیں جن کا تذکرہ میں نے مختصراً آپ کے سامنے کیا ہے۔ اللہ کا دین ان جھگڑوں اور اختلافات کا سیدھا اور آسان سا حل پیش کرتا ہے، بشرطیکہ حکمران اپنے ارادۂ اصلاح میں مخلص ہوں اور اس ارادے کا اختیار بھی رکھتے ہوں۔

جہاں تک ہمارا تعلق ہے، تو اللہ گواہ ہے کہ ہم اصلاح ہی کے خواہشمند ہیں اور حسبِ استطاعت اس کے لیے کوشش بھی کرتے ہیں۔ ہم اپنے گھر بار چھوڑ کر اصلاح ہی کی خاطر نکلے ہیں۔ ہم نے کبھی بھی کسی دنیاوی پریشانی کی شکایت نہیں کی اور یقیناً اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں، تمام تعریف وحمد کی مستحق تو اللہ ہی کی ذات ہے۔ مکّہ و مدینہ چھوڑ کر کہیں اور جانے کا شوق ہمیں بھی نہ تھا، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس پاک سرزمین سے دور رہنا دل پر بہت گراں گزرتا ہے۔ لیکن اللہ کی خاطر یہ سب برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

حجاز کی محبت میرے دل کی گہرائیوں میں جاگزین ہے
لیکن کیا کروں ، اس کے حکمران ہی بھیڑیے ہیں
اور افغانستان میں میرا ٹھکانہ بھی ہے اور ساتھی بھی
اور اللہ کے ہاں رزق کے دروازوں کی کمی نہیں

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ:

عمدہ شہسوار بھی مخلص دوستوں کی طرح کم ہی ملتے ہیں
گو کہ نا تجربہ کار شخص کو اُن کی بہتات نظر آتی ہو
ہر نیک صفت انسان سے محبت کی جاتی ہے
اور ہر عزت و غیرت والی جگہ اپنا ہی گھر ہوتا ہے

عقلمند وہی ہے جسے اس کی دنیا گمراہ نہ کر سکے۔ اور جو اللہ پر توکل کرے اسے اللہ کے مِل جانے کے بعد کسی دنیاوی چیز کی حاجت نہیں رہتی۔ بے معنی ہے وہ زندگی جس میں اللہ کی اطاعت نہ ہو۔ لہٰذا ہم اللہ سے استقامت اور خاتمہ بالخیر کی دعا مانگتے ہیں۔

الغرض نجات کا راستہ صرف اصلاح اور اللہ اور رسول ؐ کے احکامات پر جم جانے سے نکلے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ (ھود: ۱۱۲)

﴿ پس تم اور تمہارے وہ ساتھی جو (کفر اور بغاوت سے ایمان کی طرف) پلٹ آئے ہیں ٹھیک ٹھیک راہِ راست پر ثابت قدم رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے اور بندگی کی حد سے تجاوز نہ کرو۔ جو کچھ تم کر رہے ہو، تمہارا ربّ اس پر نگاہ رکھتا ہے ﴾

اسی سورۃ میں آگے چل کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ مَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ○ (ھود: ۱۱۷)

﴿ تیرا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو ناحق تباہ کر دے حالانکہ ان کے باشندے اصلاح

کرنے والے ہوں﴾

نیز نبی ﷺ کا فرمان ہے:

قُلُ اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسۡتَقِمۡ. (رواہ الامام احمد فی مسندہ)

(کہو میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر جم جاؤ)

آج اس امّت کی اصلاح اُسی طرح ممکن ہے جس طرح اس امّت کے ابتدائی لوگوں کی اصلاح ہوئی تھی۔ چودہ سو سال قبل بھی جزیرۂ عرب میں لاقانونیت کا راج تھا، قتل و غارت عام تھی، بھوک اور خوف ہر سمت چھائے ہوئے تھے، جاہلیت کی تاریکیوں نے پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ تب اللہ نے اس معاشرے میں ہمارے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا اور قرآن نازل کیا۔ یہی بگڑا ہوا معاشرہ جب اسلام لے آیا تو ان کے حالات درست ہو گئے اور معیشت مضبوط ہو گئی۔ اللہ نے ان کی ذلت کو عزت سے بدل دیا، ان کی باہمی دشمنی کو محبت، تفرقے کو وحدت، بھوک کو سیری اور خوف کو امید میں بدل ڈالا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِھِمۡ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مَّآ اَلَّفۡتَ بَیۡنَ قُلُوۡبِھِمۡ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیۡنَھُمۡ اِنَّہٗ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ٥ (الانفال: ۶۳)

﴿اور وہی (اللہ) ہے جس نے ان کے دل ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیئے۔ تم روئے زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر ڈالتے تو ان لوگوں کے دلوں کو نہ جوڑ سکتے۔ مگر وہ اللہ ہے جس نے ان لوگوں میں باہم الفت ڈال دی۔ یقیناً وہ بڑا زبردست اور دانا ہے﴾

ایک اور مقام پر اللہ فرماتا ہے:

وَ لَوۡ اَنَّ اَھۡلَ الۡقُرٰۤی اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَفَتَحۡنَا عَلَیۡھِمۡ بَرَکٰتٍ مِّنَ

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ o(الاعراف:۹۶)

﴿اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے، مگر انہوں نے تو جھٹلایا۔ لہٰذا ہم نے اس بری کمائی کے حساب میں انہیں پکڑ لیا جو وہ سمیٹ رہے تھے﴾

خلیفۂ اولؓ نے حکمران اور اس کی رعیت کے درمیان اختلافات کا حل بتاتے ہوئے خلیفۂ دومؓ سے صرف ایک جملہ ارشاد فرمایا:

اِسْتَقِمْ تَسْتَقِمْ لَكَ رَعِيَّتُكَ.

''تم ٹھیک ہو جاؤ، تمہاری رعیت تمہارے ساتھ ٹھیک ہو جائے گی''۔

یہ بات راہِ راست پر قائم ان دو خلفاء کی گفتگو ہے جو وحی الٰہی کی روشنی سے براہِ راست مستفید ہوتے تھے۔ چنانچہ اس گفتگو میں ہمارے لیے یہی سبق پوشیدہ ہے کہ اگر امیر شریعتِ الٰہی پر مضبوطی سے قائم ہو تو اس کی رعیت بھی راہِ راست سے نہیں ہٹتی۔ ایسے میں امیر کی بات سننا اور اطاعت کرنا فرض کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن جب امیر مرتد اور اللہ کے دین سے خارج ہو جائے، تو پھر اللہ ہی کا حکم ہے کہ اس کے خلاف خروج کیا جائے کیونکہ غیر مشروط اور مطلق اطاعت کا حق صرف اللہ کے لیے مخصوص ہے، امیر کی اطاعت تب تک کی جائے گی جب تک وہ اللہ کی اطاعت کرے اور جب وہ اللہ سے باغی ہو جائے تو اس سے بغاوت کرنا بھی واجب ہو جاتا ہے۔

اہلِ علم نے بھی زور دے کر یہ بات کہی ہے کہ ہمارے باہمی اتفاق و محبت کا انحصار اللہ کی اطاعت پر ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے:

''مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا اصل سبب اس دین کو ماننا اور پورے کے پورے

دین پر عمل کرنا ہے، جبکہ تفریق اور جھگڑے کا اصل سبب اللہ کے دین اور اس کے احکامات کی خلاف ورزی اور ایک دوسرے کے حقوق پر دست درازی ہے۔''

ایک اور مقام پر آپؒ ہی رقم طراز ہوتے ہیں:

''دشمن کے تسلط کا اصل سبب امّت کے علماء و مشائخ، حکام اور مؤثر طبقے میں پایا جانے والا تفرقہ ہی ہے اور اس تفرقے کا اصل سبب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے انحراف ہے۔''

سلف کے نزدیک 'الجماعۃ' میں شامل ہونے سے مراد اُس راستے پر قائم

ہونا ہے جس پر رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کی پہلی جماعت قائم تھی۔ اس راہ پر چل کر ہی ہم نجات پانے والے فرقے اور 'الجماعۃ' میں شامل ہو سکتے ہیں۔ یہ وہ راہ ہے جس پر ہم تنہا بھی ہوں تو حق پر ہوں گے جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے قول سے واضح ہوتا ہے۔ اس بات کا ہم خود بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ جب بھی لوگوں نے احکاماتِ الٰہی پر عمل کرنا ترک کیا، اللہ نے ان کے درمیان دشمنی اور نفرت ڈال دی اور دشمن ان پر مسلط ہو گئے۔ افسوس کہ آج ہماری بھی کچھ ایسی ہی حالت ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ! (اور اللہ کی مدد کے سوا نہ کوئی بچاؤ ہے اور نہ ہی کوئی قوت)

کیا حکمران اس بات کے لیے تیار ہیں کہ وہ سیدھی راہ اختیار کریں

تاکہ ان کی رعیت بھی ٹھیک ہو جائے، اور اپنی زندگی میں دین و دنیا کی بھلائیوں سے مستفید ہو سکیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ''ہاں! ایسا ممکن ہے۔ بلکہ ان حکمرانوں نے تو قومی اتفاقِ رائے کے لیے ملکی سطح پر بات چیت کا آغاز کر دیا ہے اور بلدیاتی انتخابات بھی کرائے ہیں''۔ لیکن حقیقت میں یہ سطحی تبدیلیاں کرنے کے باوجود مسائل اور پریشانیوں کی جڑ جوں کی توں برقرار رہتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ حکومتیں یہی کر سکتی ہیں کہ انتخابات

کا ڈھونگ رچالیں، جیسا کہ یمن، اردن اور مصر میں ہوا۔ یوں لوگ کئی دہائیوں تک ان بند دائروں میں گھومتے رہتے ہیں اور حکومت پھر بھی انہی حکمرانوں کے ہاتھوں میں رہتی ہے۔ یہاں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ ان قانون ساز مشرکانہ اسمبلیوں میں بیٹھنا ویسے ہی حرام ہے۔ لہٰذا اگر ہم واقعتاً کسی ٹھوس علمی اور قابلِ عمل حکمتِ عملی کی تلاش میں ہیں تو ہمیں ان اختلافات کی حقیقت اور ان کے اسباب کو تفصیلاً سمجھنا ہوگا تاکہ اصل صورتِ حال ہم پر واضح ہو سکے۔

جزیرۂ عرب کے عوام اور حکمرانوں کے درمیان یہ جھگڑا دراصل ایک وسیع تر کشمکش کا چھوٹا سا جز ہے۔

اس وسیع تر کشمکش میں ایک طرف امریکہ کی قیادت میں عالمی کفر

اور ان کے حامی مرتدین ہیں اور ان کے مدِّ مقابل پوری امّتِ مسلمہ اور اس کے سرفروش مجاہدین ہیں۔ آج جزیرۂ عرب پر کفر کے کٹھ پتلی اور ظالم حکمرانوں کی حکومت ہے۔ یہ لوگ ہر اصلاحی تحریک کو کچل ڈالتے ہیں۔ عوام پر ان کے دین اور دنیا سے متصادم سیاسی پالیسیاں بزور نافذ کرتے ہیں۔ انہی بدبختوں نے تقریباً ایک صدی قبل مسلمانوں کے بالمقابل صلیبیوں کی مدد کی اور آج یہ امریکہ اور اس کے حلیفوں کی وکالت کر کے انہی صلیبی جنگوں کا تسلسل برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ ہمارے ممالک کی داخلی سیاست پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس پر صلیبیوں اور صیہونیوں کا مضبوط کنٹرول ہے۔ ہمارے داخلی معاملات میں امریکی مداخلت اس قدر بڑھ چکی ہے کہ امریکہ کی رضامندی حاصل کیے بغیر کسی بادشاہ یا اس کے نائب کو مقرر کرنا ممکن ہی نہیں، اور یہ صورتحال ناگہانی اور اچانک نہیں، بلکہ سابقہ بادشاہوں اور امریکی حکومت کے درمیان باقاعدہ معاہدات کا نتیجہ ہے۔ آج بھی سرزمینِ مکّہ و مدینہ میں قائم حکومت کی ناگفتہ بہ حالت امریکی منصوبوں کے عین مطابق ہے۔ امریکہ اس سرزمین پر استحکام نہیں

دیکھنا چاہتا، اس لیے وہ اس بات کا خواہاں ہے کہ یہاں اختلافات میں اضافہ ہو اور صورتِ حال مزید بگڑے۔

آج جس انداز میں مکّہ و مدینہ کی سرزمین پر حکومت کی جا رہی ہے، تاریخ میں اس کی مثال ڈھونڈنا بہت مشکل ہے۔ یہ تو دیکھنے میں آتا رہا ہے کہ کسی حکمران کی موت کے بعد چند گھنٹے یا چند دن اُس کے نام پر کوئی اور حکومت کرے، جیسا کہ شجرۃ الدُّر کے حادثے کے موقع پر ہوا۔ مگر شاید ہی تاریخ میں کبھی ایسا ہوا ہو کہ ایک طویل عرصے تک کسی مملکت کے طول و عرض پر ایک ایسے شخص کے نام پر حکومت کی جائے جو بڑھاپے کی وجہ سے علم رکھنے کے باوجود بھی عملاً لاعلم ہو (سورۃ الحج کی پانچویں آیت کی طرف اشارہ ہے) یقیناً یہ کسی عجوبے سے کم نہیں۔ شریعت کی نگاہ میں یہ بادشاہ نہ صرف منافیٔ اسلام افعال کے ارتکاب کی وجہ سے حکومت کا مستحق نہیں، بلکہ اپنے بڑھاپے اور ذہنی صلاحیت کے فقدان کی وجہ سے ادنیٰ سے ادنیٰ معاملات سنبھالنے کا بھی اہل نہیں رہا، کجا یہ کہ ایسے شخص کو ایک وسیع و عریض سلطنت اور لاکھوں لوگوں کے معاملات کا ذمہ دار بنایا جائے۔ مناسب یہی ہوگا کہ شاہ فہد کے بھائی اس پر وہ بوجھ نہ ڈالیں جس کو اٹھانے کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔ مگر یہ لوگ فہد ہی کو حکمران برقرار رکھنے پر مصر ہیں، کیونکہ یہ اپنے سوتیلے بھائی عبداللہ کو بادشاہ بنتے نہیں دیکھ سکتے۔ انہیں ڈر ہے کہ وہ اکیلا ہی ساری حکومت پر قابض ہو بیٹھے گا اور ان کا حصہ بھی ہڑپ کر جائے گا۔ دوسری جانب عبداللہ بھی ان لوگوں کی مرضی سے ہٹ کر حالات کو تبدیل نہیں کر سکتا، کیونکہ دو طاقت ور ترین وزارتیں، یعنی وزارتِ دفاع اور وزارتِ داخلہ انہی کے ہاتھ میں ہیں۔ اسی طرح استخبارات (انٹیلی جنس) اور دیوانِ شاہی پر ان کا قبضہ انہیں یہ اختیار دیتا ہے کہ کوئی بھی شاہی حکم جاری کر کے عبداللہ کو اس کی ذمہ داریوں سے فارغ کر دیں، اور اس کا منصب کسی اور کو تھما دیں۔

شاہی خاندان کے داخلی اختلافات، اور عوام پر ان کے روز افزوں مظالم نے امریکہ کو ایک ایسا قیمتی موقع فراہم کر دیا ہے جس کی تلاش میں وہ تھا۔ یوں اس نازک صورتِ حال میں امریکہ کے لیے باہم گتھم گتھا شہزادوں خصوصاً عبداللہ کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنا آسان ہو گیا ہے۔ اب عبداللہ کو یہ ڈر ہے کہ اگر اس نے امریکہ کے احکامات نہ مانے تو اس کا انجام بھی شاہ سعود جیسا ہو گا جسے اس کے اپنے ہی بھائیوں نے بادشاہت سے معزول کر دیا تھا۔ وہ جانتا ہے کہ اس کے مدِّ مقابل ایسے لوگ ہیں جو محلاتی سازشوں کا بہت وسیع تجربہ رکھتے ہیں اور جو ضرورت پڑنے پر اسے معزول کرنے سے بڑھ کر بھی کوئی قدم اٹھا سکتے ہیں!

حکمرانوں کی معزولی میں امریکہ کے کردار کی ایک زندہ مثال اردن کے شہزادہ حسن بن طلال کے ساتھ پیش آنے والے واقعات ہیں۔ کتنے ہی سالوں تک بادشاہ کا نائب رہنے کے باوجود جب اس کا بھائی شاہ حسین اپنی موت سے چند روز قبل امریکہ کے دورے سے واپس لوٹا تو اپنے ہمراہ طلال کی معزولی کا پروانہ لے کر آیا اور آتے ہی اس نے اس (امریکی فرمانِ شاہی) پر عمل درآمد کیا۔ چنانچہ بادشاہت طلال کے ہاتھ سے نکل گئی اور وہ محض ایک سیاسی شِکرا بن کے رہ گیا۔ عبداللہ بھی اسی انجام سے ڈرتا ہے۔ اسے خوف ہے کہ امریکہ کو ناراض کرنے سے اس کی کرسی چلی جائے گی۔ لہٰذا یہ بات سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ تمام اہم معاملات کے فیصلے امریکہ ہی میں ہوتے ہیں۔

ہمارے مسکن پر صلیبی اثر ورسوخ اب اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ صلیبی ایجنٹ اپنے آقاؤں کے کہنے پر ہر وہ چیز بدل ڈالنے پر تیار ہیں جس کا انہیں حکم دیا جائے۔ حتیٰ کہ ہمارا نظامِ تعلیم بھی اب انہی کی منشا کے مطابق تبدیل کیا جا رہا ہے۔ ان تبدیلیوں کا مقصد امّت کو اس کی شناخت سے دور کرنا اور آئندہ نسلوں کا رشتہ اسلام سے

توڑنا ہے۔ یہ ایک پرانا منصوبہ ہے جسکا آغاز کئی دہائیوں پہلے مصر میں جامعۃ الازہر کے نظام کی تبدیلی سے ہوا۔ اس کے بعد امریکہ نے باقی کٹھ پتلی حکومتوں سے بھی یہی مطالبہ کیا تاکہ جہادی اور مزاحمتی افکار کی جڑوں پر براہِ راست ہاتھ ڈالا جاسکے۔ چنانچہ ۲۰ سال پہلے یمن سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنے دینی مدارس بند کرے۔ اسی طرح سرزمین مکّہ و مدینہ کے حاکموں سے بھی دینی تعلیم کا نصاب تبدیل کرنے کو کہا گیا۔ ہمارے حکمرانوں نے ان مطالبات کو امریکی خواہشات کے عین مطابق عملی جامہ پہنایا۔ یہ سب نیو یارک اور واشنگٹن کے غزوات (گیارہ ستمبر) سے تقریباً پندرہ سال پہلے کی باتیں ہیں۔

پچھلے کچھ عرصے میں مزید تبدیلیوں کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے، جنہیں پورا کرنے میں حکومت نے کوئی کسر نہیں چھوڑی، مثلاً حق گو آئمہ مساجد اور خطیبوں کی معزولی۔ صلیبیوں کی یہ نئی دخل اندازی ہمارے لیے سب سے زیادہ تشویش کا باعث ہے، کیونکہ اس کا ہدف براہِ راست ہمارا دین ہے۔ اللہ کا دین کوئی قابلِ تغیر یا قابلِ تقسیم چیز نہیں۔ جو شخص کتاب اللہ کی بعض باتوں کو مانے اور بعض کو نہ مانے، اس کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور مشرک بہر حال مشرک ہی ہوتے ہیں، ان سب کے دل ایک جیسے ہوتے ہیں۔ اللہ نے اپنے نبی ﷺ اور مشرکوں کے درمیان گفتگو کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے:

وَ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَ نَا ائۡتِ بِقُرۡاٰنٍ غَیۡرِ ہٰذَاۤ اَوۡ بَدِّلۡہُ قُلۡ مَا یَکُوۡنُ لِیۡۤ اَنۡ اُبَدِّلَہٗ مِنۡ تِلۡقَآیِٔ نَفۡسِیۡ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَیۡتُ رَبِّیۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ٥ (یونس: ۱۵)

﴾ جب انہیں ہماری صاف صاف آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے، کہتے ہیں کہ اس کی بجائے کوئی اور قرآن لاؤ یا اس میں کچھ

ترمیم کردو۔ ان سے کہو میرا یہ کام نہیں ہے کہ اپنی طرف سے اس میں کوئی تغیر و تبدیلی کرلوں۔ میں تو بس اس وحی کا پیرو ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے ربّ کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا ڈر ہے ﴾

لیکن سرزمینِ حجاز کے حکمران اللہ سے بڑھ کر امریکہ سے ڈرتے ہیں، لہٰذا انہوں نے اس کے کہنے پر اپنا نظامِ تعلیم بدل ڈالا۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ دینی تعلیم کے نظام میں تبدیلی ہمارے دین ودنیا کی بربادی کا باعث بنے گی۔ دین کی نگاہ میں تو ایسا کرنا کھلم کھلا ارتداد ہے۔ جہاں تک دنیا کا تعلق ہے، تو یہ تبدیل شدہ بے دین نظامِ تعلیم ایک ایسی نسل پیدا کرے گا جو ہر غلط اور صحیح میں امریکہ کا ساتھ دے گی، اپنے ملکی مفادات کا سودا کرے گی، اور جب امریکی اقوامِ متحدہ کی آڑ میں، حریت و مساوات کے نام پر، ہماری زمین پر قبضہ کرینگے اور ہماری عزتوں سے کھیلیں گے تو یہ نئی نسل اپنی تمام تر صلاحیتیں اس چیز پر صرف کر رہی ہوگی کہ امریکہ کے ماتھے پر شکن نہ آئے اور اس کے چہرے کی مسکراہٹ برقرار رہے...... یہ تھی ہماری داخلی سیاست میں امریکی مداخلت کی ایک مثال۔

جہاں تک خارجہ پالیسی کا تعلق ہے تو ان حکمرانوں نے ہر عالمی فورم پر امریکی مطالبات پورے کیے ہیں اور قدم قدم پر امّت سے خیانت کی ہے۔ آپ کے سامنے اردن کے شاہ حسین کی مثال موجود ہے جو اپنے باپ اور اپنے دادا عبداللہ بن شریف حسین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے فلسطین سے خیانت کرتا رہا۔ اسی طرح اس کا بیٹا عبداللہ ثانی بھی اسی راہ پر گامزن ہے۔ مراکش کے محمد ششم کا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہیں جو اپنے باپ دادا کی طرح صلیبی ایجنڈوں پر عمل کررہا ہے۔ اس مختصر سے

وقت میں امّتِ مسلمہ پر مسلط حکمرانوں کی خیانتوں کا احاطہ کرنا مقصود ہے نہ ہی ممکن، یہاں تو مقصود بعض اہم معاملات کی طرف توجہ مبذول کرانا ہے۔

''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے نام پر اسلام کے خلاف ایک عالمی صلیبی یلغار کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس کی قیادت بش نے سنبھالی ہوئی ہے۔ اس مہم کی ابتداء افغانستان پر یلغار سے ہوئی اور اب اس کا رخ عراق اور اس کے بعد دیگر اسلامی ممالک کی طرف پھر چکا ہے۔ سرزمینِ مکّہ اور مدینہ کے حکمران امّت کے مفادات پسِ پشت ڈالتے ہوئے اس صلیبی یلغار کا باقاعدہ حصہ بنے ہیں۔ انہوں نے عراق پر حملے کے لیے امریکی افواج کو اپنے ہوائی اڈے فراہم کیے۔ اس تعاون کے نتیجے میں عراق پر قبضہ کرنا نہایت آسان ہو گیا۔ یہ سب حرکتیں کرنے کے بعد سعودی وزیرِ دفاع نے مسلمانوں کو بے وقوف اور احمق سمجھتے ہوئے یہ جھوٹا بیان دیا کہ سعودی حکومت نے امریکہ کو اپنے ہوائی اڈے محض 'انسانی ہمدردی' کی کارروائیاں کرنے کے لیے فراہم کیے ہیں۔

حال ہی میں ان حکمرانوں اور امریکہ کی ایک نئی مشترکہ سازش منظرِ عام پر آئی ہے۔ اس سازش کے تحت قیامِ امن کے نام پر عراق میں عرب اور اسلامی ممالک کی فوجیں اتاری جائیں گی۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی خیانت ہو سکتی ہے؟ یعنی یہ نا کافی تھا کہ ہم نے عراق پر قبضے میں کفار کی مدد کی، لہٰذا اب ہم اپنی افواج بھی پیش کرتے ہیں تاکہ امریکی قبضے کو شرعی رنگ دیا جاسکے۔ پس ہمارے لیے اللہ ہی ان کے مقابلے میں کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

بہت سے لوگ اس خوش فہمی کا شکار تھے کہ مملکت کا انتظام سنبھالنے کے بعد شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز احکامِ الٰہی کی خلاف ورزیوں، مالی اور انتظامی بدعنوانیوں اور ذرائع ابلاغ کے پھیلائے ہوئے منفی اثرات پر قابو پانے کی کوشش کرے گا اور امریکہ کی غلامی سے ہمیں آزاد کرائے گا۔ لیکن عبداللہ بجائے خیر کا سبب بننے کے،

الٹا شر پھیلانے کا باعث بنا۔ جس وقت امریکہ عراق پر حملے کے لیے اپنی فوجیں تعینات کررہا تھا تو سرزمین مکّہ و مدینہ کا حاکم امّت کو جھوٹی تسلیاں دے رہا تھا کہ وہ عراق کے خلاف قوت کے استعمال کا مخالف ہے۔ جنگ سے کچھ عرصہ پہلے شہزادہ عبداللہ نے یہ تجویز پیش کی کہ ''صدام مسلمانوں کی جان بچانے کی خاطر عراق چھوڑ کر چلا جائے''۔ اسی بات کو دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ ''عراق اپنے وسائل سمیت امریکہ کے سامنے ہتھیار ڈال دے''۔ اس پوری صورت حال کی مثال یوں دی جا سکتی ہے گویا ڈاکوؤں نے آپ کا راستہ روک لیا ہو اور ان کا ایک غلام، خیر خواہ ناصح کی حیثیت سے آپ کے پاس آ کر کہے: میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں، اپنے گھر والوں اور مال کو یہیں چھوڑ و اور اپنی جان بچا کر نکل جاؤ، تا کہ یہ ڈاکو عراقی عوام کے مال پر ہاتھ صاف کر سکیں اور اطمینان سے انکی عزتیں پامال کر سکیں۔ اس بدّو حکمران کی تجویز کا اصل مقصد یہی تھا۔ یقیناً صدام بھی ایک ڈاکو تھا، مرتد تھا۔ (یاد رہے کہ صدام کے ذاتی عقائد اور دین دشمنی کی بنا پر علماء اس کے ارتداد اور کفر کا فتویٰ دیتے آئے ہیں) لیکن کیا مسائل کا حل یہی تھا کہ عراق کے معاملات ایک مقامی ڈاکو سے چھین کر بیرونی ڈاکو کے ہاتھ میں تھما دیئے جاتے؟ یاد رکھو! کافروں کی مدد کرنا اور انہیں مسلمانوں کی سرزمین پر قبضہ دلانا دس نواقضِ اسلام (جن کے ارتکاب سے انسان مرتد اور کافر ہو جاتا ہے) میں سے ایک ہے۔

جنگ سے عین پہلے عبداللہ بن عبدالعزیز نے پھر لوگوں کے سامنے ایک بیان دیا۔ یہ بیان محض ایک دھوکہ اور چال تھا۔ اس بیان میں کہا گیا کہ امریکی فوج خلیج میں جنگ کے لیے اکٹھی نہیں ہو رہی۔ جو لوگ عبداللہ کے بارے میں خوش فہمی کا شکار تھے انہوں نے اس موقع پر بھی یہی کہا کہ شاید اس بے چارے کو اصل صورت حال معلوم نہیں تھی، لیکن اس واقعہ کو ایک سال سے زائد عرصہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ اللہ نے تمام لوگوں کے سامنے اس کے جھوٹ، مکر و فریب اور امّت سے اس کی غداری و عہد شکنی

کا بھانڈہ پھوڑ دیا۔اب تو دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ شخص امّت سے خیانت کا مرتکب ہوا تھا لہٰذا کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں بچتی۔

اسی طرح کچھ عرصہ پہلے شہزادہ طلال بن عبدالعزیز نے لوگوں کے سامنے یہ اعترف کیا تھا کہ اس کے باپ نے انگریزوں کی خدمت کے عوض اُن سے پیسوں کا تقاضا کیا تھا۔اس بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ان کا باپ انگریزوں کا پکا ایجنٹ تھا۔اس مرتبہ کچھ ایسی ہی بات اس کے بھتیجے اورامریکہ میں سعودی سفیر بندر بن سلطان کے منہ سے نکل گئی۔اس نے یہ بیان دیا کہ ''میں نائب امریکی وزیرِ دفاع ،کانگریس کے اراکین اور امریکی فوج کے اعلیٰ عہدیداران سے ملا تھا اور انہوں نے مجھے عراق پر حملے کے لیے تیارکردہ خفیہ نقشے دکھائے تھے''۔اس اعتراف نے شہزادہ عبداللہ کے جھوٹے بیانات کی حقیقت کھول کرر کھ دی اورسب لوگ جان گئے کہ عبداللہ نہ صرف امریکی حملے کا بھرپور حامی تھا بلکہ وہ اس سے لاجسٹک سپورٹ فراہم کرنے کا وعدہ بھی کر چکا تھا۔اور جنگ سے پہلے دیئے گئے اس کے بیانات کا مقصد محض لوگوں کوگمراہ کرنا تھا۔اس نے جانتے بوجھتے امّت کو دھوکہ دینے کے لیے یہ جھوٹ بولا کہ امریکی فوجیں خلیج میں جنگ کی خاطر اکٹھی نہیں ہورہیں۔گویا عبداللہ نے امریکہ کے نائب کی حیثیت سے عراق اوراہلِ عراق کے خلاف نفسیاتی جنگ کا آغاز کیا تاکہ اہلِ عراق مطمئن ہو جائیں،ڈھیلے پڑ جائیں اور جنگ کی تیاری چھوڑ دیں۔اسے تو یہ پیغام دیتے بھی شرم نہیں آئی کہ عراقیوں کودشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دینے چاہئیں۔اس جھوٹے پروپیگنڈے کا مقصد یہ تھا کہ امریکی افواج کوکسی قابلِ ذکر مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑےاورعبداللہ نے یہ پروپیگنڈہ کرنے کی ذمہ داری بخوبی ادا کی۔کتنی شرم اورعار کی بات ہے!تعجب ہے اس کفروخیانت پر!کیااس سے بڑھ کر بھی کوئی غداری اور ضمیرفروشی ممکن ہے؟

لوگ ابھی تک وہ واقعہ نہیں بھولے جب بیروت میں ایک کانفرنس کے دوران عراقی اور سعودی وفد کی ملاقات ہوئی اور دونوں ممالک کے درمیان صلح کا اعلان کیا گیا مگر عبداللہ نے واپس جا کر حسبِ روایت غداری کی، عہد توڑا اور امریکہ کے ساتھ عراق پر حملے کا خفیہ معاہدہ کیا۔ نیز اس نے جنگ کے اخراجات کے لیے دس کروڑ ڈالر کی امداد فراہم کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ کیا کوئی سوچ سکتا تھا کہ سرزمینِ مکّہ اور مدینہ کے منافق حکمران اس حد تک گر جائیں گے؟ یہ لوگ اپنے محدود دنیاوی مفادات کی خاطر امّت کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اللہ ان کے ساتھ وہی حشر کرے جس کے یہ مستحق ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اہلِ عقل و دانش اس موقع پر ذرا توقف کر کے سوچیں اور اپنے حکمرانوں کی پالیسیوں پر غور کریں۔ اب معاملہ کسی ایک آدھ اتفاقی غلطی کا نہیں، یہ حکام تو مجسم شر بن چکے ہیں...... تو کیا ایسے حکمرانوں کی حکومت پر راضی ہونا، اسے برداشت کرنا کسی اہلِ ایمان کو گوارا ہو سکتا ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ انہی حکمرانوں کے ہاتھوں حالات کی اصلاح کرانا ممکن ہے۔ اس نظام میں رہتے ہوئے اصلاح کی کوشش کرنے والے درحقیقت ایک ایسے گہرے سمندر میں تیر رہے ہیں جس کی تلاطم خیز موجیں کشتی کو کسی اور سمت لے جانے پر مصر ہیں۔ یقیناً اس راستے سے اصلاح ممکن نہیں اور اگر یہ مصلحین زیادہ دیر اس سمندر میں رہے تو خود بھی اس میں غرق ہو جائیں گے۔ عقلمند آدمی تو کبھی ایسے بدطینت لوگوں کو اپنے ساتھ کسی کام میں شریک بھی نہیں کرتا۔ کجا یہ کہ امّتکی زندگی سے متعلق مسائل حل کرنے کے لیے ایسے لوگوں پر تکیہ کر لیا جائے۔ آپ جتنا بھی غور کریں، اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ اس انداز سے تبدیلی لانے کی کوششوں اور حکمرانوں کے ساتھ مذاکرات اور مکالموں کا آج تک کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ہر مسلمان ملک کے حکمران

وہاں کی اصلاحی تحریکوں کو مذاکرات میں الجھا کر انہیں وقتی طور پر قابو میں رکھنا چاہتے ہیں، حتمی مقصود ان کا خاتمہ ہی ہوتا ہے......فرق صرف مختلف حکمرانوں کے مختلف انداز میں ہے۔ بعض حکمران تاخیری حربے استعمال کرتے ہیں، بعض جھوٹ اور دھوکے کا سہارا لیتے ہیں اور بعض سیدھی طرح جیلوں میں ڈال کر سر کچل دیتے ہیں۔

تبدیلی لانے کا یہ راستہ تو میں ذاتی طور پر بھی آزما کر دیکھ چکا ہوں۔ میں نے تقریباً بیس سال پہلے بڑے بڑے علماء کے ذریعے حکومت تک کچھ نصیحتیں اور پیغامات پہنچائے تھے مگر حکومت نے سنی ان سنی کر دی۔ پھر تقریباً پندرہ سال قبل میں نے براہِ راست نائب وزیرِ داخلہ سے گفتگو کی اور ان بڑی بڑی خرابیوں کی نشاندہی کی جنہیں دور کرنا حکومت کے اولین فرائض میں شامل ہے، اور جن کا باقی رہنا معاشرے کے لیے مستقل خطرہ ہے، مگر یہ سب بے سود رہا۔ پھر میں نے امورِ امنِ عامہ کے اسسٹنٹ ڈپٹی وزیر سے ملاقات کی۔ اس نے پہلے تو مجھے نائب وزیرِ داخلہ سے کی جانے والی گفتگو پر ڈانٹا، پھر میں نے جن خرابیوں کی نشاندہی کی تھی ان کا دفاع کرنے لگا اور مجھ سے مخاطب ہو کر بولا: ''یہ سب باتیں ہمیں پہلے ہی پتہ ہیں، کسی کے لیکچر کی ضرورت نہیں''۔ آج اس واقعے کو دسیوں سال گزر جانے کے بعد اور میری پے در پے نصیحتوں کے باوجود بھی یہ سب خرابیاں جوں کی توں موجود ہیں اور حکومت آج بھی ان کا دفاع کرتی ہے اور انہیں برقرار رکھنے پر مصر ہے، کیوں؟ کیونکہ یہ بادشاہ کے احکامات ہیں......ہم جس طرح اللہ کے احکامات مانتے ہیں، یہ لوگ اسی طرح بادشاہ کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔

ان کا حاکمِ اعلیٰ ان کا بادشاہ ہی ہوتا ہے اور یہ اس کے قوانین کی مکمل اطاعت کرتے ہیں۔ اللہ کا دین ان کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ ایک تلخ اور خطرناک حقیقت ہے کہ سرزمینِ مکّہ اور مدینہ کے حکمران ایسے فاسق عقائد کے حامل

ہیں۔خود یہ وزراء بھی جانتے ہیں کہ میں جن خرابیوں کی نشاندہی کررہا ہوں وہ اللہ کے دین میں بھی صریحاً حرام ہیں لیکن اس بات کا زبان سے اعتراف کرنے کی جرأت کسی میں نہیں،صرف اس لیے کہ یہ چیزیں اللہ کے دین میں تو حرام ہیں،مگر بادشاہ کے دین میں جائز۔ بلکہ وہ الٹا ہم پر حیران ہوتے تھے کہ ہم کیسے ان چیزوں کو غلط کہہ رہے ہیں اور ہم سے مطالبہ کرتے تھے کہ ہمیں یہ سکھانے کی ضرورت نہیں ہے کہ کیا حلال ہے اور کیا حرام،کیونکہ ان کے ہاں حلال وحرام کا تعیّن بادشاہ کی طرف سے جاری کیے گئے فرمان اوراس کے منظور کیے ہوئے قوانین ہی کرتے ہیں۔

'دین' کا لفظ کئی معنوں کا حامل ہے جن میں سے ایک،وہ قوانین ہیں جو بادشاہ یا حاکم جاری کرتا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ٥ (یوسف:۷٦)

﴿اس کا یہ کام نہ تھا کہ بادشاہ کے دین (یعنی مصر کے شاہی قانون) میں اپنے بھائی کو پکڑتا الا یہ کہ اللہ ہی ایسا چاہے۔ہم جس کے درجے چاہتے ہیں بلند کردیتے ہیں۔اورایک علم رکھنے والا ایسا ہے جو ہر صاحبِ علم سے بالاتر ہے﴾

مفسرین اس آیت کی تشریح میں کہتے ہیں کہ یہاں بادشاہ کے دین سے مراد بادشاہ کا قانون ہے۔

چنانچہ جس شخص کی بصیرت بھی اللہ کے نور سے منور ہواور وہ اس حکومت کی حرکتوں پر غور کرے تو اسے مملکت کی داخلی اور خارجی سیاست،دونوں میں اللہ کی بجائے بادشاہ کی اطاعت ہوتی نظر آئے گی۔ یہاں جسے بادشاہ حلال ٹھہرائے وہی حلال اور جسے حرام قرار دے وہی حرام سمجھا جاتا ہے۔

ان حاکموں کے خیال میں بادشاہ کو یہ حق حاصل ہے کہ جس چیز کو چاہے حلال اور جس چیز کو چاہے حرام قرار دے۔ میں آپ کو اس کی مثالیں دے سکتا ہوں۔ اسلام کے واضح احکامات میں سے ایک، سود کی حرمت ہے اور اس حرمت کا انکار کسی مسلمان کے لیے ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔

وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا. (البقرہ: ۲۷۵)

﴿اور اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام﴾

اس واضح حکم کے باوجود مملکت کے شاہی نظام نے باقاعدہ قانون سازی کے ذریعے سود کو حلال قرار دیا ہے، اسے قانونی جواز فراہم کیا ہے اور اس سے روکنے والے اور منافع کے نام پر مقرر کردہ سود کی ادائیگی نہ کرنے والے کے لیے سزائیں مقرر کی ہیں۔ سود کھانا ایک کبیرہ گناہ ہے اور چیزوں کو حلال و حرام ٹھہرانے کا حق اپنے ہاتھ میں لینا نواقضِ اسلام میں سے ایک ہے!

اسی طرح میں آپ کو ایک اور مثال بھی دیتا ہوں......

کافروں سے دوستی کی شرعی حیثیت کو میں پہلے ہی آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں۔ اردن کا نظامِ حکومت کفر اور جاہلیت پر مبنی ہے لیکن سرزمین مکّہ و مدینہ کے حکمران، شاہ حسین کے گہرے دوست اور معتمد ساتھی ہیں۔ سرزمینِ حجاز کا کوئی خطیب یا مصنف اگر شاہ حسین کو یہودیوں کا ایجنٹ کہے یا لکھے تو یہاں کے حکمران اس جرم پر سزا دینے کے لیے باقاعدہ قانون سازی کر چکے ہیں اور ہر ایسے شخص کو سخت سزا دی جاتی ہے۔ لیکن جب عراق نے کویت پر حملہ کیا اور اس موقع پر شاہ حسین نے صدام کا ساتھ دیا تو شاہ فہد نے حسین سے اپنا رشتہ توڑ لیا اور اس کی پالیسیوں پر سخت برہمی کا اظہار کیا۔ بس اسی تبدیلی کی دیر تھی کہ ریاض کے اخبارات اور رسائل ایسے مضامین اور تصاویر سے

بھر گئے جو شاہ حسین بن طلال کو یہودیوں کا ایجنٹ ثابت کرنے پر مصر تھے۔ یقیناً وہ ایجنٹ تھا، مگر صرف اس دن سے نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی۔ اسی طرح اردن کے اخبارات و رسائل نے اپنا سارا زور یہ ثابت کرنے پر صرف کر دیا کہ ریاض کے حکمران برطانیہ اور امریکہ کے ایجنٹ ہیں اور یقیناً یہ کوئی اتنی غلط بات بھی نہ تھی۔

ہمارا مسئلہ صرف یہی نہیں کہ ہمارے حکمران غیروں کے ایجنٹ ہیں بلکہ اس سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہماری دینی تحریکیں ان طاغوتوں کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ امیر المومنین ہیں لہٰذا ان کا احترام کیا جائے۔ بعض ان کو کشتیٔ نوح قرار دیتے ہیں حالانکہ اس کشتی میں بیٹھنے والے کا انجام غرق ہونے کے سوا کچھ نہیں۔ دین کے نام پر اس سے بڑا جھوٹ اور دھوکہ ممکن نہیں۔ میں ان جماعتوں میں موجود مخلص لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی تحریکوں کو ایسے افراد اور ایسے افکار سے پاک رکھیں۔

الغرض دونوں بادشاہوں کے اس مضحکہ خیز جھگڑے کے بعد امریکہ نے شاہ فہد کو حکم دیا کہ وہ شاہ حسین کو سرکاری دورے کی دعوت دے۔ فہد نے مکمل تابعداری سے اس حکم پر عمل کیا۔ حسین کی وفات پر شاہی خاندان نے اس کے جنازے میں امریکی اور اسرائیلی وفود کے ساتھ شرکت کی اور بعد میں حرم مکّی میں اس کے لیے غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

''عقیدۂ ولاء و براء'' اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے۔ یعنی ہم اسی سے دوستی کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دوست ہو اور اسی سے دشمنی کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دشمن ہو۔ لیکن منافق اور درہم و دینار کے بندے، ہر حق و باطل میں بادشاہ کی پیروی کرتے ہیں۔ جس سے یہ (بادشاہ) دوستی کرے

وہ ان کا دوست اور جو اس کا دشمن وہ ان کا دشمن ہوتا ہے۔ کیا کسی انسان میں، یوں اپنے عقل وضمیر کے خلاف چل کر بھی کوئی انسانیت باقی رہ سکتی ہے؟ کیا ''ایک اچھا شہری'' بننے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے دین سے ناطہ توڑ لیں اور اپنی عقلوں پر پردے ڈال لیں؟

یہ جھگڑا صرف شاہ حسین تک ہی محدود نہیں، جمال عبد الناصر، سادات، قذافی، صدام......سب کے ساتھ ایسے واقعات پیش آ چکے ہیں۔ عبدالناصر اور سعودی شاہی خاندان میں اَن بَن ہوئی تو حکومت نے حرمِ مکی کے منبر سے اس کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کروایا اور وہ واقعی کافر تھا بھی (اپنے کھلے کفری عقائد واعمال کے سبب) مگر بعد میں جب اس کی صلح ہوگئی تو وہ پھر سے ''مسلمان'' بن گیا۔ پچھلی تین دہائیوں سے قذافی کے ساتھ بھی کچھ ایسے ہی تعلقات چل رہے ہیں۔ جب وہ انہیں برا بھلا کہے تو وہ کافر بن جاتا ہے اور جب وہ ان سے صلح کرے تو وہی زندیق نہ صرف ''مسلمان'' بن جاتا ہے بلکہ اسے کعبہ شریف کے اندر داخلے کی اجازت بھی دے دی جاتی ہے۔ اسی طرح جب سادات نے یہودیوں کے ساتھ، ہتھیار ڈالنے کے معاہدے پر دستخط کیے تو مکّہ اور مدینہ کے حکمرانوں سمیت تمام عرب ممالک نے اس پر خائن اور ایجنٹ ہونے کے الزامات لگائے اور حقیقتاً وہ ایسا ہی تھا۔ اخبارات اس کے خلاف پروپیگنڈے سے بھر گئے، لیکن بیروت میں جب یہی حرکت شہزادہ عبداللہ نے کی تو تمام منافقوں، علمائے سوء اور کرائے کے مصنفوں نے اس کی بھرپور تائید اور حمایت کی۔ ان کا قبلہ اور کعبہ حاکم ہی ہوتا ہے، جس سمت حکمران گھومتا ہے یہ بھی پیسوں کی خاطر اسی سمت مڑ جاتے ہیں۔ پھر انہیں یہ دعویٰ کرتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی کہ ہم اہلِ علم ومعرفت ہیں، اہلِ رشد وہدایت ہیں!

میری اب تک کی گفتگو سے شاید آپ اس نتیجے تک پہنچ چکے ہوں کہ ان

حکمرانوں کا دین کچھ اور ہے......دینِ اسلام کو تو یہ محض اپنے مفادات کے لیے اور لوگوں کو دھوکہ دینے کی خاطر استعمال کرتے ہیں۔

کیا اب بھی اس بات میں کچھ شک باقی ہے کہ تقریباً تمام ہی اسلامی ممالک خصوصاً ارضِ حرمین کے حکمران کفار کے ایجنٹ اور مرتد ہیں۔نیز آپ یہ بات بھی جان چکے ہونگے کہ حکمرانوں اور عوام کے درمیان اختلاف کی جڑیں بہت گہری ہیں۔یہ درحقیت دوعقیدوں کا اختلاف ہے۔دومناہج کی جنگ ہے۔

- ایک منہج ربّانی ہے جس پر چلنے والا اپنے تمام معاملات میں اللہ ہی کی اطاعت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَo لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَo

(الانعام: ۱۶۲۔۱۶۳)

﴿کہہ دو کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔اور میں سب سے پہلے سر جھکانے والوں میں سے ہوں﴾

اس منہج کا پیروکار لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر اس کے تمام تقاضوں سمیت ایمان لاتا ہے۔

- دوسری جانب ایک سیکولر منہج ہے۔ان لوگوں کا منہج جو اللہ اور ایمان والوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن حقیقتاً وہ اپنے سوا کسی کو دھوکہ دینے میں کامیاب نہیں ہوتے، جو اللہ کے سوا دوسروں کو خدائی میں شریک کرتے ہیں۔

انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوۡلِ رَأَيۡتَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا○ (النساء:٦١)

﴿اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ! اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آؤ رسول ﷺ کی طرف تو ان منافقوں کو تم دیکھتے ہو کہ یہ تمہاری طرف آنے سے کتراتے ہیں﴾

آیئے اب اس مسئلے کے حل کی طرف چلتے ہیں۔ ان حالات میں شریعت کے احکامات بالکل واضح ہیں۔ شریعت ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ ایسے حکمرانوں کو حکومت سے ہٹادیا جائے اور اگر وہ مزاحمت کریں تو ان کے خلاف مسلح جدوجہد کر کے انہیں بزور ہٹایا جائے۔ لوگوں کے دین و دنیا بچانے کا واحد راستہ اسی حکمِ شریعت پر عملدرآمد ہے۔ اس حکومت نے اپنے قوانین و احکامات نافذ کرنے کے لیے بعینہٖ یہ پالیسی اختیار کی ہے کہ لوگوں کے سامنے بس یہی دو راستے رکھے گئے ہیں:

○ یا تو شاہی قوانین اور فرامین کی غیر مشروط اطاعت کی جائے۔

○ یا پھر تلوار اور بندوق کا سامنا کیا جائے۔

وزیرِ داخلہ اپنی یہ پالیسی وضاحت سے بیان کر چکا ہے۔

کسی بھی دین کو قائم کرنے کے لیے ہتھیار ایک ناگزیر ضرورت ہے خواہ وہ دینِ حق ہو یا دینِ باطل۔ ان مرتد حکمرانوں کو اسلحے سے مسلح دیکھنے کے باوجود کوئی عقلمند آدمی کیسے یہ بات کرسکتا ہے کہ ہم پرامن جدوجہد کے ذریعے حالات کی اصلاح کریں گے؟ کیا اس سے بڑھ کر کوئی لغو اور باطل بات کہنا ممکن ہے؟ یہ بات کرنے والے بذاتِ خود اقامت حق کی راہ میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ دیکھیے! ہم یہاں

ایسے حکمرانوں کی بات تو کر ہی نہیں رہے جن میں کچھ چھوٹی موٹی برائیاں اور کئی اچھائیاں اکٹھی ہوں۔ہم تو ایسے حکمرانوں کے خلاف اٹھنے کو کہہ رہے ہیں جو مرتد ہیں،کافروں کے ایجنٹ ہیں۔ چنانچہ جس طرح عراق میں سابق حکمران پال بریمر اور موجودہ عراقی حکمران عیاد علاوی میں اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں کہ دونوں کا کام ہی امریکی پالیسیوں کا نفاذ ہے،اسی طرح بریمر اور اسلامی دنیا کے دیگر حکمرانوں میں بھی کوئی خاص فرق نہیں، کیونکہ ان کا بھی اصل کام اسلامی دنیامیں امریکی سیاسی پالیسیوں کا نفاذ ہے۔

اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ کافر مسلمانوں کا حکمران نہیں ہوسکتا۔

اور اگر کوئی مسلمان حاکم دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے تو اسے اولوا الامر کہنا درست نہیں اور اس کے خلاف ہتھیار لے کر اٹھنا واجب ہے۔قاضی عیاضؒ کا قول ہے:

''اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ کافر مسلمانوں کا حاکم نہیں ہوسکتا اور اگر مسلمان حاکم پر کفر طاری ہوجائے تو وہ اس عہدے سے معزول ہو جاتا ہے''۔

آپؒ ہی نے ایک اور مقام پر لکھا ہے:

''اگر مسلمان حکمران مرتد ہو جائے ،شریعت میں تبدیلیوں اور بدعات کا مرتکب ہو، تو اس کی حکومت کی شرعی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔اس کی اطاعت واجب نہیں رہتی بلکہ الٹا اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا اور اگر ممکن ہو تو اسے ہٹا کر ایک عادل حکمران کی تعیناتی کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر سب لوگوں کے پاس یہ طاقت نہ ہوتو مسلمانوں کا جو گروہ بھی یہ طاقت رکھے اس پر کافر کو ہٹانا واجب ہو جاتا ہے۔ جبکہ محض بدعات میں مبتلا حکمران کے خلاف اٹھنا تبھی ضروری ہے جب مسلمانوں کے پاس اس کو ہٹانے کی طاقت موجود ہو۔اگر اتنی طاقت نہ ہو تو ایسے بدعتی حکمران کے خلاف اٹھنا واجب نہیں۔''

چنانچہ ہم کوئی پہلے لوگ نہیں جو کافر حکمرانوں کے خلاف خروج کی بات کرر ہے ہیں، اس بات پر امّت کے علماء کا اجماع ہے۔ لہٰذا آج ہم جن حالات میں رہ رہے ہیں ان میں تمام مسلمانوں پر اصلاح کے لیے جدو جہد کرنا واجب ہے۔ یہ جدو جہد اتنی ہی شدید ہونی چاہیے جتنا سنگین یہ مسئلہ ہے۔ یہ حکومتیں دراصل عالمی کفری نظام ہی کا ایک جز ہیں۔ اصلاح تبھی ممکن ہے جب ہم شریعت کے مطابق اصلاح کی کوشش کریں۔ ورنہ ہماری ہر کوشش وقت اور صلاحیتوں کا ضیاع اور احکاماتِ الٰہی سے انحراف کے مترادف ہے۔ اگر تو یہ سب کچھ نیک نیتی سے کیا جائے تب بھی یہ محض وقت کی بربادی ہے۔ لیکن اگر اس کے پیچھے کوئی اور مقاصد کارفرما ہوں تو یہ امّت کے ساتھ دجل، فریب اور دھوکہ ہے۔

جو لوگ یہ کہہ کر اسلحے کی زبان استعمال کرنے سے انکاری ہیں کہ ہم تو بازیابیٔ حقوق کی جدو جہد کرر ہے ہیں، وہ درحقیقت مغالطے کا شکار ہیں کیونکہ ایسے مرتد حکمرانوں سے جو نرمی سے بات سننے کے قائل ہی نہیں، قوت استعمال کیے بغیر حقوق کی بازیابی کی توقع رکھنا محض ایک حماقت ہے۔ ان راہوں پر چلنے والے کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

- کچھ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے کھلم کھلا نواقضِ اسلام کے ارتکاب کی دعوت دی ہے اور اسلامی ممالک پر قبضہ میں کفار کی مدد کی ہے، خواہ یہ مدد رفاہی کاموں میں تعاون کے نام پر کی گئی ہو، یا امدادی کارروائیوں اور جدو جہد برائے بحالی حقوق کی آڑ میں۔
- دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو حق اور باطل کو خلط ملط کرر ہے ہیں۔ یہ لوگ غاصبوں کے ساتھ تعاون سے تو انکاری ہیں جو کہ ایک اچھی بات ہے، مگر دوسری جانب یہی لوگ مرتد حکمرانوں کے خلاف قوت کے استعمال کی مخالفت کرتے

ہیں، جوکہ ایک باطل مؤقف ہے۔

چنانچہ ان دونوں ہی منہجوں کا نتیجہ ایک سا ہے۔ بلکہ دوسری قسم کے لوگ دو اعتبار سے بہت ہی خطرناک راستے پر گامزن ہیں۔

پہلی بات تو یہ کہ انہوں نے اللہ کی شریعت کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی ہے جو ایک ایسا عظیم جرم ہے جس کی سنگینی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ سورۂ احزاب میں فرماتے ہیں:

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ٥ (الاحزاب: ٣٦)

﴿کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ فرما دیں تو پھر انہیں اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے﴾

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا٥ (النساء: ٦٥)

﴿نہیں، اے محمد ﷺ! تمہارے ربّ کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی تنازعات میں تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر یہ اپنے دلوں میں بھی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سرِ تسلیم خم کریں﴾

دوسری بات یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے راستے پر چلنے اور دین پر ٹھیک طرح عمل کرنے کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ لوگوں کو شریعت کے بتائے ہوئے طریقوں

سے اپنے حقوق حاصل کرنے سے منع کرتے ہیں۔ نتیجتاً، منافقین اور جہلاء میں یہ جرأت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ 'شمالی اتحاد' یا 'عیاد علاوی' جیسے کردار بن کر سامنے آتے ہیں۔ یقیناً یہ راہ کسی طور بھی ٹھیک نہیں۔

اس موقع پر میں ان الزامات کا جواب دینا بھی ضروری سمجھتا جو ہمارے خلاف اس مملکت کے حکمرانوں نے تراشے ہیں اور پچھلے دو سالوں سے صبح و شام انہیں دہرا رہے ہیں:

ہم پر 'خارجی' ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے، حالانکہ ہمارا مذہبِ خوارج سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارے بیانات اور عمل اسی بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ کیا یہ خوارج ہی نہیں تھے جنہوں نے ہمیں ختم کرنے کے لیے سوڈان میں ہم پر باقاعدہ مسلح حملہ کیا؟ پھر ہمیں خوارج کہنا چہ معنی دارد؟ باقی تمام مسلمانوں کی طرح ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ کفر سے کم تر گناہ کا ارتکاب کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، خواہ یہ گناہ قتل اور شراب نوشی جیسا کبیرہ گناہ ہی کیوں نہ ہو۔ اگر ایسے گناہوں کا مرتکب بغیر توبہ کیے مر جائے تو اس کے انجام کا فیصلہ اللہ ہی کرے گا، چاہے بخش دے اور چاہے تو سزا دے۔

ہم لوگوں کو علی العموم کافر نہیں ٹھہراتے، نہ ہی ان کا خون یوں ہی حلال قرار دے دیتے ہیں، یہ ایک دوسری بات ہے کہ حادثاتی طور پر کبھی کبھار مجاہدین کی کارروائیوں میں مسلمان بھی لقمۂ اجل بن جاتے ہیں۔ ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ ایسے تمام لوگوں سے رحمت کا معاملہ کرے۔ اگرچہ یہ بات بھی واضح رہے کہ ایسی حادثاتی اموات کی وہی شرعی حیثیت ہے جو قتلِ خطاء کی یا جنگ میں ڈھال بنائے گئے مسلمانوں کی ہے۔ ہم اللہ سے ہر ایسی جان کے زیاں پر اس کی مغفرت طلب کرتے ہیں اور ہر ایسی کارروائی کی تمام تر ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔

لیکن میں حاکمِ ریاض سے یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ اگر تم جاننا چاہتے ہوتو میں تمہیں بتا ہی دیتا ہوں کہ مسلمانوں کا قاتل کون ہے؟ کس نے ان کا خون بہایا؟ ان کی وحدت کو کس نے پارہ پارہ کیا؟ کس نے ان کو علی العموم کا فر قرار دیا اور ان کے خون کو حلال جانا؟.........تمہارے باپ عبدالعزیز نے.........وہی تو تھا جس نے اٹھ کر خلافتِ عثمانیہ اور اس کے مقرر کردہ والی ابن الرشید کے خلاف انگریزوں کی مدد کی۔ اور وہ تم ہی تو تھے جنہوں نے اپنے بھائی شاہ سعود کے خلاف مسلح بغاوت کی۔ وہ تو اللہ کا شکر ہے جس نے خونریزی بڑھنے نہیں دی۔ پھر سعود کے بعد حکومت اس نے سنبھالی جس کے بیٹے کو آج تم حکومت سے دور رکھنا چاہتے ہو۔ تمہاری ان ساری حرکتوں کے باوجود کبھی درباری علماء نے تمہیں یا تمہارے باپ کو خارجی نہیں کہا؟ کیوں؟

اگر ہم طائف میں ہونے والے قتل و غارت میں جھانک کر دیکھیں تو بات فوراً سمجھ آجاتی ہے کہ کون لوگوں کو بالعموم کا فر قرار دیتا ہے۔ اس سانحے میں تمہارے باپ نے فوجیوں کو یہ کہہ کر دھوکہ دیا تھا کہ تمام اہلِ حجاز کافر ہیں اور ان سے جنگ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ کیا اس نے اپنے فوجیوں سے جھوٹ نہیں بولا تھا؟ کیا تم واقعی چاہتے ہو کہ میں اس بھیانک واقعے کی تفصیلات میں جاؤں؟ میں ایسا کرنے سے خود گریز برتوں گا کیونکہ شرفاء کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ باہمی اختلافات کے وقت ہر قسم کے آداب اور اصولوں کو بالائے طاق رکھ دیں۔ اسی میں فریقین کی بہتری ہوتی ہے۔ مطمئن رہو! تم ہمارے خلاف جتنا بھی پروپیگنڈا کرو، ہم تمہارے بارے میں جھوٹ نہیں کہیں گے۔ تم چاہو تو میں اس بات کی یقین دہانی بھی کرا سکتا ہوں، لیکن ایک حالت اس سے مستثنٰی ہے وہ یہ کہ جب میرے پاس کوئی مسلمان پناہ لینے کے لیے چھپے، اور تم اس کی جان کے درپے ہو، تو اہلِ علم لکھتے ہیں کہ ایسے میں اس کی جان بچانے کی خاطر جھوٹ بولنا واجب ہو جاتا ہے۔

مجاہدین پر تم یہ الزام لگاتے ہو کہ یہ مسائلِ دین سے ناواقف جاہل نو جوان ہیں، حالانکہ تم جن مسائل کا ذکر کر رہے ہو ان کا علم تو ہر مسلمان کو ہوتا ہی ہے......

آؤ میں امام نوویؒ کا ایک قول تمہیں سناؤں۔ آپؒ فرماتے ہیں:

''ہر انسان کو لازماً اس نیکی کا حکم دینا اور اس برائی سے روکنا چاہیے جس کا وہ علم رکھتا ہو۔ مختلف چیزوں کے لیے مختلف سطح کا علم درکار ہوتا ہے۔ جہاں تک ان واجبات اور محرمات کا تعلق ہے جو بالکل واضح اور مشہور ہیں، مثلاً نماز، روزہ، زنا، شراب وغیرہ، تو ان کا علم تو ہر مسلمان کے پاس موجود ہوتا ہی ہے''۔

اب آپ ہی بتائیے کہ کیا کوئی مسلمان ایسا بھی ہوتا ہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کی مدد کرنا حرام ہے یا سود کھانا حرام ہے؟ یہ تو وہ بنیادی باتیں ہیں جن کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ ان کی حیثیت وہی ہے جو شراب نوشی یا بدکاری کی ہے، جن کی حرمت پر سب متفق ہیں۔ کیا ان واضح احکامات سے منہ پھیر کر تم اسلام کو محض ایک کھلونا بنا لینا چاہتے ہو؟ یا تمہاری خواہش یہ ہے کہ عیسائیوں کی طرح تمہارے پاس بھی سرکاری علماء کی ایک کمیٹی ہو جو تمہاری مرضی کے فتوے دے، اللہ کے دین میں تحریف کرے اور اس کے حلال کردہ کو حرام اور اس کے حرام کو حلال قرار دے؟ اور تم جس پر چاہو اس پر تعریف و توصیف کی بارش کر دے؟ ان حرکتوں کے بعد بھی تم ان خوش بخت نو جوانوں کو گمراہ اور فسادی قرار دیتے ہو؟

سچ بتاؤ، کون گمراہ افکار کا پیروکار ہے؟ وہ نو جوان جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے عین مطابق یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکالنے کے لیے کوشاں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ سے صحیح بخاری میں حدیث مروی ہے:

اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ. (رواه البخاری)

(جزیرۂ عرب سے مشرکین کو نکال دو)

اور یہ بھی کہ:

لَا یَجْتَمِعُ فِیْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ دِیْنَانِ. (موطا امام مالک)

(جزیرۂ عرب میں دو دین اکھٹے نہیں ہو سکتے)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

قَاتَلَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِ ھِمْ مَسٰجِدَ لَا یَبْقَیَنَّ دِیْنَانِ بِاَرْضِ الْعَرَبِ. (مؤطا امام مالک)

(اللہ کی مار پڑے یہود و نصاریٰ پر! انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔ سرزمینِ عرب میں دو دین ہرگز باقی نہ رہیں گے)

نیز آپ ﷺ ہی کا یہ فرمان بھی صحیح مسلم میں نقل کیا گیا ہے:

لَاُخْرِجَنَّ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ حَتّٰی لَا اَدَعَ اِلَّا مُسْلِمًا. (رواہ مسلم)

(میں ضرور بالضرور یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال کر دم لوں گا یہاں تک کہ مسلمان کے سوا کسی کو باقی نہیں چھوڑوں گا)

کیا یہ لوگ گمراہ ہیں یا وہ جو رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا مذاق اڑاتے ہیں اور ان کے ساتھ اس طرح کھیلتے ہیں جیسے اصحابِ سبت نے اللہ کے حکم کے ساتھ کھیلا تھا۔ شہزادہ عبداللہ نے ہمارے یہ دلائل سن کر کہا تھا کہ: ''یہ بے سرو پا باتیں ہیں۔ ہم کیسے ان غیر ملکیوں کو یہاں سے نکال سکتے ہیں جو یہاں ہماری ہی خدمت کے لیے آئے ہیں''۔ ہماری دلیل یہ صحیح اور صریح احادیث ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا واجب ہے۔ اس حکم سے کوئی مستثنیٰ نہیں، خواہ وہ خدمت

کرنے آیا ہو یا خدمت لینے۔

کیا ہم گمراہ ہیں یا امّت سے خیانت کرنے والے یہ غدار جنہوں نے محمد عربی ﷺ کے جزیرے کو یہود و نصاریٰ کی سیرگاہ بنا ڈالا ہے، انہیں یہاں رہنے کے لیے ٹھکانے اور جنگی مقاصد کے لیے اڈے فراہم کیے ہیں۔ تمہی تو ہو جنہوں نے اہلِ عراق کے ساتھ عہد شکنی کی۔ وعدہ تو اگر کافر کے ساتھ بھی کیا جائے تو پورا کرنا واجب ہے، کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لَهُ بِقَدْرِ غَدْرِهِ أَلَا وَلَا غَادِرَ أَعْظَمُ غَدْرًا مِنْ أَمِيرِ عَامَّةٍ. (رواہ مسلم)

(ہر عہد شکن کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا جسے اس کی عہد شکنی کے بقدر لمبا کیا جائے گا۔ جان لو حکمران کی غداری سے بڑھ کر کوئی غداری نہیں ہوسکتی)

کون گمراہ فکر اور فاسد نظریات کے حامل ہیں؟ کیا وہ لوگ جو نیکی کا حکم دیتے، برائی سے روکتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہیں؟ یا وہ جو اپنی سیاسی پالیسیوں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس محترم سرزمین پر، حرمت کے مہینوں میں، اس محترم مسجد کے بسنے والوں کے درمیان فتنہ وفساد پھیلاتے ہیں؟ یقیناً اللہ کی مدد کے سوا کسی کے پاس کچھ طاقت اور قوت نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وَ مَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ○ (الحج: ۲۵)

﴿اس (مسجد حرام) میں جو بھی راستی سے ہٹ کر ظلم کا طریقہ اختیار کرے گا ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے﴾

اللہ تعالیٰ ملکہ سبا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا وَ جَعَلُوْٓا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَآ اَذِلَّۃً وَ کَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ ○ (النمل: ۳۴)

﴿وہ بولی کہ بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے خراب کرتے اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے﴾

کون ہیں جنہیں تم گمراہ اور فسادی کہتے ہو؟ کیا وہ جو عراق، فلسطین، افغانستان، کشمیر اور شیشان میں مسلمانوں کی عزت و ناموس کا دفاع کرتے ہیں؟ یا وہ جو مسلمانوں کے خلاف عالمی کفری اتحاد کا حصہ بنے؟ جنہوں نے امّت کے وسائل لوٹے؟ کیا تمہیں اسلحے کا وہ بہت بڑا سودا، جس کو بہت بڑی چوری کہنا زیادہ مناسب ہوگا، یاد ہے؟ میرا اشارہ معاہدۂ یمامہ کی طرف ہے جس میں اسلحے کی خریداری کے لیے تین ارب ڈالر کی ادائیگی کی گئی تھی۔ یہ سودا جنگِ خلیج سے پانچ سال قبل ہوا تھا۔ کیا اس پوری جنگ کے دوران اس پیسے سے خریدا گیا اسلحہ نظر آیا؟ تم نے تو اپنی جانیں بچانے کی خاطر پورے کا پورا ملک دشمنوں کے ہاتھوں بیچ ڈالا؟ جب یہ سودا کیا جا رہا تھا تو غربت کی یہ حالت تھی کہ لوگ نوکریوں کے لیے مارے مارے پھر رہے تھے۔ فرض کیا جائے کہ اس وقت ایک لاکھ لوگ بے روزگار تھے۔ تو اگر ان تین ارب ڈالروں کو ان ایک لاکھ لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا تو ہر ایک کے حصے میں دس لاکھ ریال سے زائد آتے۔ اس مال کو بیروزگاری دور کرنے کے منصوبوں پر لگایا جا سکتا تھا، اس کو مستحقین، یعنی فقراء اور مساکین کی ضروریات پوری کرنے اور لوگوں کی مفلوک الحالی دور کرنے پر خرچ کیا جا سکتا تھا۔ لیکن مکّہ و مدینہ کے حاکموں کی نفسانی خواہشات کسی حدود و قیود کی پابند نہیں۔ یہ اپنے ذاتی مقاصد کے لیے عام لوگوں کی زمینیں غصب کرتے ہیں۔ مثلاً شاہ فہد نے قصر الاسلام کے نام سے محل تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ اس محل کی تعمیر پر چالیس کروڑ ریال خرچ کیے گئے۔

اسی طرح قصرِ ذھبان بھی ہے۔

وما ادراک ماقصر الذھبان؟ .... تم کیا جانو کہ قصرِ ذھبان کیا ہے؟ یہ محل جدہ کے راستے پر تقریباً ۴۰ کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ بحرِ احمر کے کنارے واقع یہ عظیم الشان محل غصب شدہ زمین پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اس محل کی وسعت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اگر اس میں مملکتِ بحرین کو رکھ دیا جائے تو محل والوں کو پتہ بھی نہیں چلے گا، حالانکہ بحرین ستر کروڑ مربع میٹر پر مشتمل دس لاکھ آبادی کا ملک ہے۔ اگر ساری دنیا کے ملوک وامراء اپنے اپنے محل لے کر آئیں اور ان کے مقابلے میں شاہ فہد کا قصر ذھبان لایا جائے تو یہ اکیلا ہی سب پر بھاری ہوگا۔ کیا تاریخ نے اس سے بڑھ کر بھی کوئی حماقت دیکھی ہے؟ پھر منافق کہتے ہیں کہ اس شخص کی ذات امانت، حکمت اور ہدایت کا مرقع ہے۔ اللہ نے ایسے ہی بادشاہوں کے بارے میں فرمایا ہے:

وَ كَانَ وَرَآءَ هُمْ مَّلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا. (الکھف:۷۹)

﴿اور آگے ایک ایسا بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا﴾

کون گمراہ اور فسادی ہیں؟ وہ جو اس محترم سرزمین کا سودا کر چکے ہیں اور مکّہ مکرمہ میں مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں؟ یا پھر خالد المحد ار، نواف الحازمی اور اس کا بھائی سالم؟...... جو مکّہ سے نکلے اور انہوں نے (گیارہ ستمبر کو) اسلام کے دفاع کی خاطر امریکہ کی جڑ پر، ان کے ملک کے اندر جا کر ضرب لگائی۔ یہ مجاہدین فسادی اور گمراہ ہیں یا وہ فہد بن عبدالعزیز جس نے خون بہا کر حرم کی حرمت پامال کی، حالانکہ اُس مسئلے کو پرامن طور پر بھی حل کیا جا سکتا تھا۔ کسی پرامن حل تک پہنچنے کے لیے بہت تھوڑا سا وقت درکار تھا۔ قوت کے استعمال کا قطعاً کوئی جواز نہ تھا جب کہ حرم میں دس بارہ سے زیادہ افراد نہ تھے اور ان کے پاس ہلکے ہتھیار تھے جن میں اکثر شکاری بندوقیں تھیں۔ گولیاں بھی کم ہی باقی

تھیں اور چاروں طرف سے وہ محاصرے میں لے لیے گئے تھے۔ لیکن اللہ کے دشمن فہد نے وہ کچھ کیا جس کی حجاج بن یوسف کو بھی جرأت نہیں ہوئی تھی ۔ اس نے سب کی مخالفت کے باوجود ٹینک اور بکتر بند گاڑیوں کو حرم کے اندر داخل ہونے کا حکم دیا، اور مجھے آج تک حرم کے فرش پر چلنے والے ٹینکوں کے نشانات یاد ہیں۔ لوگوں کو ٹینکوں کی گولہ باری کی وجہ سے تباہ ہونے والے مینار اور دیواریں کبھی نہیں بھولیں گی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سچ بتاؤ! کون ہے جس نے اس محترم زمین اور یہاں پر بسنے والے مسلمانوں کی حرمت پامال کی ہے؟ کیا وہ یہ نوجوان مجاہدین ہیں؟ یا وہ سیکیورٹی فورسز جنہوں نے مکّہ مکرمہ میں رصیفہ کے محلے میں رہنے والے فقراء و مساکین کا خون بہایا اور باقی بچ جانے والوں کو بزور نکال باہر کیا تاکہ وزارتِ داخلہ کے ایک شہزادے کو زمین فراہم کی جاسکے؟

کیا حرم کے علماء و خطیب اس واقعہ سے واقف نہیں ہیں؟ اتنا ظلم ہونے کے باوجود بھی ان کی زبانوں سے مسلمانوں کے خون کی حرمت اور مکّہ کی حرمت کے بارے میں ایک لفظ تک نہیں نکلا، محض اس لیے کہ مرنے والے غریب اور مسکین لوگ تھے۔

کون بھٹکے ہوئے اور فاسد نظریات کے حامل ہیں؟...... مجاہدین فی سبیل اللہ یا وہ جو امریکہ کے ساتھ دس لاکھ بچوں کے قتل میں شریک ہوئے؟ تاریخ انسانی نے کبھی بچوں کے اتنے بڑے اجتماعی قتل کا مشاہدہ نہیں کیا جتنا عراق کے ظالمانہ محاصرے میں دیکھنے میں آیا تھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دَخَلَتْ اِمْرَاَةٌ النَّارَ فِیْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ

مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ (حَتّٰی مَاتَتْ)(رواہ البخاری و ما بین قوسین لمسلم)

(ایک عورت صرف اس لیے جہنم کی آگ میں پھینک دی گئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا جسے وہ نہ خود کچھ کھانے کو دیتی تھی اور نہ کھلا چھوڑتی تھی کہ وہ زمین سے اپنا رزق تلاش کر سکے (یہاں تک کہ وہ مر گئی))

اس عظیم جرم میں حکمران اور ان کے حمایتی سب برابر کے شریک ہیں اور سب کو اللہ کے سامنے اس کا جواب دینا ہوگا۔

اور یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لَوْ اِجْتَمَعَ اَھْلُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَلٰی قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَاَکَبَّھُمُ اللّٰہُ فِی النَّارِ.

(اگر زمین و آسمان والے بھی ایک مسلمان کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ انہیں ضرور ہی آگ میں اٹھا پھینکے گا)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُہٗ جَھَنَّمُ خٰلِدًا فِیْھَا وَ غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ لَعَنَہٗ وَ اَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ٥ (النساء: ۹۳)

﴿اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے﴾

نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ فِی الدِّمَاءِ. (رواہ البخاری)

(لوگوں کے درمیان (قیامت کے دن) سب سے پہلے خون کے فیصلے کیے جائیں گے)

ایک اورحدیث میں یہ الفاظ ملتے ہیں:

لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسلِمٍ. (رواه الترمذی)

(اللہ کے نزدیک ساری دنیا کا تباہ ہو جانا ایک مسلمان کے قتل سے ہلکی چیز ہے)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَجِيءُ الْمَقْتُوْلُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيَتُهٗ وَ رَأْسُهٗ بِيَدِهٖ وَ اَوْدَاجُهٗ تَشْخَبُ دَمًا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ (سَلْ) هٰذَا (فِيْمَ) قَتَلَنِيْ حَتّٰى يُدْنِيَهٗ مِنَ الْعَرْشِ. (رواه الترمذی، ما بین القوسین للطبرانی)

(قیامت کے دن مقتول کو قاتل کے سامنے پیش کیا جائے گا اور مقتول اپنا سر اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوگا۔ اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا اور وہ کہے گا: اے میرے ربّ (اس سے پوچھ) اس نے مجھے (کیوں) قتل کیا؟ (وہ یہ دہراتا جائے گا) یہاں تک کہ اللہ اس کو اپنے عرش کے بالکل قریب لے آئیں گے)

یہاں تو ایک مقتول کا ذکر ہے جو اپنے قاتل کو اللہ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ تو بتایئے اس وقت کیا ہوگا جب دس لاکھ بچے اپنے سروں کو ہاتھوں میں اٹھائے، اپنے قاتلوں کو اللہ کے سامنے پیش کریں گے اور پکار پکار کر کہیں گے: اے ربّ! ان سے پوچھ......انہوں نے ہمیں کیوں قتل کیا؟ بچوں کا یہ اجتماعی قتل ایک ایسا جرم ہے جس پر ساری امّت کو اللہ کے سامنے توبہ کا طلبگار ہونا چاہیے، اظہارِ ندامت کرنا چاہیے اور ان فاجر، ظالم اور کافر حکمرانوں سے اپنی بیزاری کا اظہار کرنا چاہیے جو اس اجتماعی قتل میں برابر کے شریک تھے۔ بلکہ مناسب تو یہ ہوگا کہ مقتولین کے ورثاء کو فدیہ دے کر اپنی بخشش

کرائی جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ اَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ٥ (التوبه: ۱۱۴)

﴿ابراہیمؑ نے اپنے باپ کے لیے جو دعائے مغفرت کی تھی وہ تو اس وعدے کی وجہ سے تھی جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا مگر جب اس پر یہ بات کھل گئی کہ اس کا باپ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گیا۔ حق یہ ہے کہ ابراہیمؑ بڑا رقیق القلب، خدا ترس اور بردبار آدمی تھا﴾

ایک اور مقام پر اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ. (الممتحنة: ۴)

﴿تم لوگوں کے لیے ابراہیم علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں۔ ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کی عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا، جب تک کہ تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ﴾

یہ اجتماعی قتل کئی سالوں کے محاصرے کا نتیجہ تھا (جو عالمی کفری اتحاد اور اقوام متحدہ نے عراق پر پابندیاں عائد کر کے جاری رکھا) مگر ہم نے اس پورے عرصے میں تمہارے عظیم علماء اور زبردست خطباء سے مسلمانوں کے خون کی حرمت کے بارے میں ایک فتویٰ یا ایک لفظ تک نہیں سنا۔ لیکن جب نوجوانوں نے ایک جارح امریکی فوجی کو قتل کیا تو یہی علماء اور کرائے کے مصنفین صبح و شام شور مچانے لگے کہ مستأمن (امان دیے گئے شخص) کا خون حرام ہے، حالانکہ وہ امان لیکر یہاں نہیں آیا تھا بلکہ قبضہ کرنے آیا تھا۔ بادشاہ اور اس کے منافق حامیوں کے دین میں لاکھوں بچوں کا قتل تو ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں بحث و مباحثہ کی گنجائش موجود ہے، لیکن ایک صلیبی کا مارا جانا ناقابلِ معافی جرم ہے۔ تم سب اسلام دشمنوں کے مقابلے میں اللہ ہی میرے لیے کافی ہے!

حکومت نے جو جھوٹ بولے ہیں ان میں سب سے قابلِ تعجب یہ الزام ہے کہ مجاہدین کے پیچھے دراصل صیہونی ہاتھ ہے۔ حکومت یہ دھوکہ کسے دینا چاہ رہی ہے؟ کیا اس سے بڑا بھی کوئی احمقانہ الزام ہوسکتا ہے؟ کیا انہوں نے لوگوں کو بیوقوف سمجھ رکھا ہے؟ یہ بات تو ہر عالم و جاہل جانتا ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، کہ مجاہدین یہودیوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ یہ حکومت اپنا گناہ بھی ہمارے کھاتے میں ڈالنا چاہتی ہے؟

ایسوں ہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ مَنۡ یَّکۡسِبۡ خَطِیۡٓـَٔۃً اَوۡ اِثۡمًا ثُمَّ یَرۡمِ بِہٖ بَرِیۡٓـًٔا فَقَدِ احۡتَمَلَ بُہۡتَانًا وَّ اِثۡمًا مُّبِیۡنًا ○

(النساء: ۱۱۲)

﴿اور جس نے (خود) کوئی گناہ یا خطا کر کے اس کا الزام کسی بے گناہ پر تھوپ دیا اس نے تو بڑے بہتان اور صریح گناہ کا بار اپنے ذمّے لے لیا﴾

اسی مناسبت سے میں کچھ سوالات ریاض کے حکمرانوں سے پوچھنا چاہوں گا، مجھے بتاؤ:

- o پہلے انتفاضہ کی جہادی تحریک کو کچلنے کے لیے کس نے یاسر عرفات کو دس کروڑ ڈالر فراہم کیے تھے؟
- o کس نے ۱۹۹۶ء میں شرم الشیخ کے مقام پر مظلوم فلسطینیوں کے مقابلے میں یہود کا ساتھ دیا؟
- o کس نے عراق پر حملے کے لیے اپنے اڈے دشمن کو پیش کر دیئے؟
- o کس نے مجاہدین کو کچلنے کے لیے ترتیب دی گئی نئی عراقی پولیس کی تنظیمِ نو اور تربیت کے تمام تر اخراجات اپنے ذمّے لیے؟
- o کیا تمہی نے بیروت تجاویز میں اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا تھا؟

کیا تم بالکل ہی عقل سے پیدل ہو گئے ہو؟ کیا تمہاری آنکھوں سے شرم وحیا بھی چھن گئی ہے کہ تم مجاہدین پر ایسے جھوٹے اور من گھڑت الزامات لگا رہے ہو؟

نبی ﷺ کا یہ فرمان یاد رکھو:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَ مَلِكٌ كَذَّابٌ وَ عَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ.

(رواہ مسلم)

(تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن بات تک نہیں کرے گا، نہ انہیں

پاک کرے گا، نہ ان پر نگاہ ڈالے گا اور انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ بوڑھا بدکار، جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر)

تم تو اس حد تک بھی گئے کہ مساجد میں شیشان کے مجاہدین کے لیے

دعا (اور قنوت نازلہ وغیرہ) پر پابندی لگا دی اور اس کی جگہ یہ حکم دیا گیا کہ جزیرۂ عرب میں موجود مجاہدین کے لیے بددعا کی جائے۔ تمہارے کہنے کے مطابق تو یہ یہودیوں کے ایجنٹ ہیں۔ تم جھوٹ کہتے ہو اور تم جانتے ہو کہ تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ تمہارے حامی شعراء اور خطیب بھی جانتے ہیں کہ تم جھوٹے اور خائن ہو۔ اس دور کی پیشین گوئی نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ میں موجود ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سَيَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتٌ يُصَدَّقُ فِيْهَا الْكَاذِبُ وَ يُكَذَّبُ فِيْهَا الصَّادِقُ وَ يُؤْتَمَنُ فِيْهَا الْخَائِنُ وَ يُخَوَّنُ فِيهَا الْاَمِيْنُ وَ يَنْطِقُ فِيْهَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيْلَ وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ الرَّجُلُ التَّافِهُ (يَتَكَلَّمُ) فِيْ اَمْرِ الْعَامَّةِ.

(سنن ابن ماجه، ما بين القوسين لأحمد)

(لوگوں پر ایک بڑا دھوکہ باز زمانہ آنے والا ہے جب جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا گردانا جائے گا، جب خائن امانت دار اور امانت دار خائن قرار پائے گا اور اس وقت رُویبضہ گفتگو کریں گے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ رُویبضہ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بیوقوف آدمی جو عوام الناس کے معاملات میں گفتگو کرے)

میں تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ صیہونیوں اور ان کے

ایجنٹوں کے خلاف بددعائیں کریں۔

اگر تمہارا دامن صاف ہے، تو تم اور تمہارے چیلے بھی مسجد الحرام، مسجد نبوی ﷺ اور دیگر مساجد میں یہی دعا کریں کہ:

اے اللہ! عالم گیر صیہونی امریکی اتحاد کی خبر لے۔

اے اللہ! ان کی بنیادیں ہلا ڈال، ان کی کمر توڑ دے، ان سے حکومت چھین لے، ان کی عزتیں خاک میں ملا دے، ان کی وحدت پارہ پارہ کر دے، ان کی عورتیں بیوہ کر دے، انہیں آپس میں لڑا دے۔

اے اللہ! جس طرح یہ مجاہدین کی کمزوریوں کی تلاش میں رہتے ہیں تو بھی ان کی کمزوریوں کے پیچھے پڑ جا اور انہیں ساری مخلوق کے سامنے رسوا کر۔

اے اللہ! ان کے مقابلے میں تو ہی ہمارے لیے کافی ہو جا۔

کچھ باتیں میں اپنے مجاہد بھائیوں سے کہنا چاہوں گا:

جب لوگ کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے تو تم دین کی نصرت کے لیے کھڑے ہوئے ..... تم نے جہاد کا علَم بلند کیا جب بڑے بڑے خطیب اور محدّثین بیٹھے ہوئے تھے ..... تم نے علانیہ کلمۂ حق بیان کیا جب ڈرپوک اور حریص لوگ وہی باتیں کر رہے تھے جو جادوگروں نے ایمان لانے سے پہلے فرعون کے دربار میں کی تھیں یعنی:

اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِيْنَ o (الشعراء: ۴۱)

﴿ کیا ہمیں کوئی بدلہ ملے گا اگر ہم غالب رہے ﴾

طاغوت کا جواب یہ تھا:

قَالَ نَعَمْ وَ اِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ o (الاعراف: ۱۱۴)

﴿ وہ بولا: ہاں! اور تمہیں ضرور مقربین میں شامل کر لیا جائے گا ﴾

.....جب کہ تم تو رحمٰن کے اجر اور اس کے قرب کے طالب ہو، تم ایمان کا مزہ چکھ چکے ہو، اب دنیا کا مزہ تمہیں دھوکہ نہیں دے پاتا۔ میں تمہارے بارے میں یہی حسنِ ظن رکھتا ہوں۔ حقیقتِ حال سے تو صرف اللہ ہی واقف ہوتا ہے لہٰذا میں اللہ کے سامنے کسی کی پاکیزگی نہیں بیان کرنا چاہتا۔ اللہ تمہیں بہترین جزا سے نوازے!

بقول شاعر:

تم کھڑے رہے اور کھڑے ہونے والے کو
موت میں کچھ بھی شک نہیں ہوتا
تم نے توہمات کا خاتمہ کیا اور
توہمات ہوتے ہی ختم ہونے کے لیے ہیں
تم موت کے سمندر میں بے خوف تیرتے رہے اور
جو موت سے نہیں ڈرتا اسے کوئی شے نہیں ڈرا سکتی

تم ہی وہ خوش بخت ہو جنہوں نے ان طاغوتی حکمرانوں کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ تم مبارک باد کے مستحق ہو، تمہارے ہی خون سے پھوٹنے والی روشنی نے آنے والی نسلوں کے لیے ایمان کی راہیں منور کر دی ہیں۔ پس سیدھی راہ پر قائم رہو اور طاغوتی مجرموں کے راستے پر چلنے سے بچو۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يُّهْدٰى بِكَ رَجُلٌ وَّاحِدٌ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ.

(رواه البخاری)

(اللہ کی قسم ایک شخص کا تمہارے ہاتھوں ہدایت پا جانا، تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے)

اللہ فلسطین ،عراق اور ہر جگہ شہید ہونے والے مجاہدین کو اپنی رحمتوں سے ڈھانپ لے !اللہ جزیرۂ عرب ،مراکش ،شیشان، نائجیریا، انڈونیشیا،فلپائن،اور تھائی لینڈ کے شہداء کی قربانیاں قبول فرمائے !اللہ شیخ یوسف العییری،ابوعلی الحارثی، خالد الحاج،عبدالعزیز مقرن اورعیسیٰ العوشم اور اس کے بھائیوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے !ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ جدہ میں امریکی قونصل خانے پر حملہ کرنے والے مجاہدین پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے !(آمین)

ان کا یہ خیال ہے کہ فلسطین،عراق اور دیگر اسلامی ممالک میں ہمارے بھائیوں کا خون بہانے کے بعد اور ہمارا امن وسکون چھین لینے کے بعد خود چین سے بیٹھ سکیں گے؟ ہرگز نہیں۔ یہ امن سے جینے کے مستحق ہی نہیں ہیں،خواہ دنیا میں کہیں بھی جینا چاہیں۔ اور مکّہ و مدینہ اور تمام جزیرۂ عرب میں ان کا جینا ویسے ہی حرام ہے۔ اس کے شرعی دلائل میں مختصراً بیان کر چکا ہوں۔ یہ قدم قدم پر بہایا جانے والا خون ہمارے ہی بھائیوں کا ہے۔ اللہ ان کی شہادتیں قبول کرے!

میں اپنے اہل ایمان ساتھیوں کو یہ یاد دلانا چاہوں گا کہ ہمیں جو کچھ ملتا ہے وہ اللہ ہی کی عطا ہے اور جو ہم سے چھنتا ہے وہ اللہ ہی کی امانت ہے جو اسی کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ آخر کو تو سب نے ہی لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے، لہٰذا صبر سے کام لو اور اللہ سے اجر کی امید رکھو اور اللہ کا یہ فرمان اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو کہ:

مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ فِى الۡاَرۡضِ وَ لَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّبۡرَاَهَا. (الحدید: ۲۲)

﴿کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں یا تمہارے اپنے نفس پر نازل ہوئی ہو اور ہم نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب میں لکھ نہ رکھا ہو﴾

یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والا بندۂ مومن صبر سے کام نہ لے جب کہ اللہ ہمارے قائد ورہنما محمد ﷺ سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ہ (الطور:۴۸)

﴾اے نبی ﷺ اپنے ربّ کا فیصلہ آنے تک صبر کرو، تم ہماری نگاہ میں ہو، جب تم اٹھوتو اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو﴿

اسی طرح غزوۂ احزاب کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان سے مخاطب ہوکر فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ہ وَ لَمَّا رَءَ ا الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا ہ (الاحزاب:۲۱۔۲۲)

﴾درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک بہترین نمونہ تھا، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخرت کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے، اور سچے مومنوں (کا حال اس وقت یہ تھا کہ) جب انہوں نے حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو پکار اٹھے کہ یہ وہی چیز ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات بالکل سچی تھی۔ اس واقعے نے ان کے ایمان اور سپردگی میں اور اضافہ کردیا﴿

نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلٰهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَ مَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ.

(رواہ الترمذی و الحاکم)

(جتنی بڑی آزمائش ہوگی اتنی ہی زیادہ جزا بھی ملے گی، اور جب اللہ کچھ لوگوں سے محبت رکھتا ہے تو انہیں آزمائش میں مبتلا کرتا ہے پس جو کوئی ان آزمائشوں پر راضی رہا تو اللہ بھی اس سے راضی ہو گیا اور جو ان پر ناراض ہوا تو اس کے لیے اللہ کے ہاں بھی ناراضگی ہوگی)

کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

میں مشکل میں گرفتار ہو کر صبر کرتا ہوں

اور کیا اتنا کافی نہیں ہے کہ اللہ نے صبر کی تعریف کی ہے

میں دولت کی طرف نگاہ ڈالنا بھی پسند نہیں کرتا

اگر عظمت فقر میں پوشیدہ ہو۔

پس اے مجاہدو! اللہ کی راہ میں ڈٹے رہو! مشکلات سے مت گھبراؤ، جزیرۂ عرب کو مشرکین، ملحدین اور اسلام دشمن عناصر سے پاک کر دو۔ ہمت نہ ہارو کہ تمہارا ربّ تم سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے:

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ اِنْ تَكُوْنُوا تَأْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَأْلَمُوْنَ كَمَا تَأْلَمُوْنَ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (النساء: ۱۰۴)

﴿اس گروہ کے تعاقب میں ہمت نہ ہارو۔ اگر تم تکلیف اٹھا رہے ہو تو تمہاری طرح وہ بھی تکلیف اٹھا رہے ہیں اور تم اللہ سے اُس چیز کے امیدوار ہو جس کے وہ امیدوار نہیں ہیں۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور وہ حکیم و دانا ہے﴾

مخالفین اور ساتھ چھوڑنے والوں کی کثرت تمہیں کسی شک میں نہ ڈال دے

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر فرما یا دیا ہے:

لَا تَزَالُ عِصَابَۃٌ مِنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلٰی اَمْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ قَاھِرِیْنَ لِعَدُوِّھِمْ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی تَأْتِیَھُمُ السَّاعَۃُ وَ ھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ. (رواہ مسلم)

(میری امّت کا ایک گروہ اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق قتال کرتا رہے گا، دشمنوں پر قہر بن کر ٹوٹے گا، کسی کی مخالفت ان کو نقصان نہیں پہنچائے گی یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی اور وہ اسی راہ پر گامزن ہوں گے)

ہم آج کے طاغوتوں کو وہی پیغام دیتے ہیں جو ہم سے پہلے اہلِ ایمان نے دیا تھا:

قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَکَ عَلٰی مَا جَآءَ نَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِیْ ھٰذِہِ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَاo (طٰہٰ: ۷۲)

﴿(ایمان لانے والوں نے فرعون سے کہا) قسم ہے اس ذات کی جس نے ہمیں پیدا کیا ہے! یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم روشن نشانیاں سامنے آ جانے کے بعد (صداقت پر) تجھے ترجیح دیں۔ تو جو کچھ کرنا چاہے کر لے۔ تو زیادہ سے زیادہ اسی دنیا کی زندگی کا فیصلہ کر سکتا ہے﴾

مجاہدو! صبر سے کام لو! استقامت کے ساتھ ڈٹے رہو! اور اللہ سے اجر کی امید رکھو! یہ انبیاء کا راستہ ہے، ہجرت، جانوں کی قربانی اور قتال کا راستہ ہے۔ اس راستے میں تم دشمن کو اور دشمن تمہیں خوف زدہ کرتا ہے۔

تم جانتے ہی ہو کہ اس وقت امّت کا سب سے سنگین مسئلہ جہادِ فلسطین وعراق ہے۔ ان مجاہدین کی ہر ممکن مدد کرو۔ آج امریکہ کو عراق میں جو جانی، مالی

اور نفسیاتی نقصانات اٹھانے پڑ رہے ہیں وہ ایک قیمتی موقع ہے جسے ضائع کر کے ندامت کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔عراق پر حملے کی بڑی وجہ وہاں موجود تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنے کی حرص ہے۔انسانی تاریخ کے سب سے بڑے ڈاکے کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کرو۔دشمن اپنے ایجنٹوں کے ذریعے سے تیل کی یہ قیمتی دولت سستے داموں حاصل کر لیتا ہے۔عالمی منڈی میں تمام مصنوعات کی قیمتیں روز بروز اوپر جا رہی ہیں مگر تیل کی قیمتیں مسلسل گر رہی ہیں، حالانکہ اس کے بغیر کوئی صنعت نہیں چل سکتی۔ یہی تیل جو بیس (۲۰) سال پہلے چالیس (۴۰) ڈالر فی بیرل بکتا تھا اب نو (۹) ڈالر فی بیرل ہو گیا ہے۔ اگر منڈی کو اس کی فطری حالت پر چھوڑ دیا جاتا تو آج اس کی کم سے کم قیمت بھی سو (۱۰۰) ڈالر ہوتی، مگر امتِ مسلمہ کا یہ سب سے قیمتی ہتھیار غیر مؤثر بنانے کے لیے اس کی قیمتیں مصنوعی طور پر کم رکھی جا رہی ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ مجاہدین اس ڈاکے کو روکنے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں اور اپنی کارروائیوں کو اسی پر مرتکز کریں، خصوصاً عراق اور خلیجی علاقوں میں کہ یہ عالم کفر کی دکھتی رگ ہے۔

آخر میں، میں سرزمین مکّہ و مدینہ کے حکمرانوں کو ایک مختصر سا پیغام دینا چاہوں گا اور ایک پیغام اہلِ حل وعقد کو بھی دینا چاہوں گا۔میری ایک بات یاد رکھو کہ ''امارت'' حکمران اور اس کی رعیت کے درمیان ایک طرح کا معاہدہ ہوتا ہے جس کی بنا پر طرفین پر کچھ حقوق و واجبات عائد ہوتے ہیں۔ کچھ افعال ایسے ہیں جن کے ارتکاب سے یہ معاہدہ ٹوٹ جاتا ہے، مثلاً اگر حکمران ملت سے غداری کرے۔یہی مشکل ہمیں آج درپیش ہے۔اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ابتداء میں یہ حکمران جائز اور شرعی حکمران تھے پھر بھی اب تک یہ بیسیوں ایسے افعال کے مرتکب ہو چکے ہیں جن سے ان کی حکومت کی شرعی حیثیت ختم ہو گئی ہے۔لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا جب سرزمینِ مکّہ و مدینہ کے حکمرانوں کی حکومت کسی شرعی جواز کی حامل رہی ہو۔

تم تو لوگوں کی پسند اور مشورے کے برخلاف انگریزوں کے مال اور ان کی مدد کی بنا پر عوام کی گردنوں پر سوار ہو گئے۔ تم زبان سے کتنے ہی حب الوطنی کے دعوے کرتے پھرو، لوگ سو نہیں رہے کہ تمہاری باتوں میں آ جائیں۔ تمہارے جبر و استبداد نے ان کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ بہت عرصے سے تم مکّہ و مدینہ والوں کے حقوق غصب کر رہے ہو لیکن اب ان لوگوں نے بھی یہ عزم کر لیا ہے کہ تم سے اپنے حقوق لے کر رہیں گے چاہے اس کی کتنی ہی بڑی قیمت ادا کرنا پڑے۔

اب تمہارے سامنے دو ہی راستے ہیں:

- یا تو تم پر امن طور پر حکومت ان لوگوں کے لیے چھوڑ دو جو اس منصب کے اہل ہیں اور لوگوں کو قرآن و سنت کی روشنی میں ایک مسلمان حاکم اختیار کرنے دو۔
- یا پھر لوگوں کے حقوق واپس کرنے سے انکاری ہو جاؤ اور یہ ظلم و ستم جاری رکھو، قوم کے بیٹوں کو امّت کے مال میں سے بھاری تنخواہیں دیکر اس کام پر لگاؤ کہ وہ اپنے ہی بھائیوں اور عزیز و اقارب کا خون بہائیں...... ان سب لوگوں کا خون بہائیں جو تمہاری حاکمیت کا انکار کریں۔

کسی غلط فہمی میں نہ رہنا...... تیر اب کمان سے نکل چکا ہے اور ایک مرتبہ اگر عوام اپنے حقوق چھیننے اٹھ کھڑے ہوئے تو کوئی سرکاری مشینری ان کا راستہ نہیں روک سکے گی۔ شاہِ ایران کی پولیس اور سیکیورٹی افواج بھی بہت قوت، شہرت اور تجربے کی حامل تھیں مگر عوامی ریلے کو روکنے میں وہ سب بھی ناکام رہیں۔ اسی طرح رومانیہ میں عوامی ردعمل کے نتیجے میں 'چاؤشسکو' اور اس کے خاندان کے ساتھ ہونے والے حشر کو بھی یاد رکھو۔ بہتری اسی میں ہے کہ تم حکومت کا منصب اہل لوگوں کے حوالے کر دو۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ القاعدہ تم سے دنیا کی کرسی کی خاطر جھگڑا نہیں کر رہی۔ ہمیں اگر اعتراض ہے تو تمہارے منافئِ اسلام اعمال پر ہے۔ جس میں سے ایک اللہ کے نازل کردہ

فرامین کے مقابلے میں انسانوں کے حکم کو نافذ کرنا اور کافروں سے دوستی لگانا ہے۔

میرا اگلا پیغام اہلِ حلّ وعَقد اور حق گو علماء کے نام ہے، ان قائدین کے نام کہ جن کی بات مانی جاتی ہے، بزرگوں، صاحبانِ مرتبہ افراد اور تاجروں کے نام ہے......قدم بڑھائیے اس سے پہلے کہ پانی سر سے گزر جائے!!! حالات بہت تیزی سے بدل رہے ہیں، لہٰذا ایک طرف بیٹھ کر سوچنے کی بجائے میدانِ عمل میں کود پڑیئے۔ یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ مجاہدین نے ابھی تک مکّہ و مدینہ کی سرزمین پر قائم حکومت کے خلاف قتال شروع نہیں کیا۔ اگر اس قتال کا آغاز ہوا تو اس کا سب سے پہلا نشانہ اس علاقے کے حکام اور کفر کے امام بنیں گے۔ فی الحال ہم صرف عالمی صلیبی اتحاد کے خلاف جنگ کرر ہے ہیں۔ وہ دنیا میں ہر جگہ ہم سے اور ہم ان سے نبرد آزما ہیں۔ ان شاء اللہ ہم ان امریکیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال کر دم لیں گے۔

اے اہلِ عقل و دانش! اپنے اور اپنی امّت کے معاملے میں اللہ سے ڈریئے۔ آپ میں سے جو کوئی بھی ہجرت کر سکتا ہو وہ ہجرت کرے، تا کہ ان جابرانہ حدود وقیود سے آزاد ہو کر ایک اللہ کی عبادت کر سکے۔ آپ یہاں سے نکل آئیے تا کہ کہیں اطمینان سے بیٹھ کر اس امّت کو بچانے کے لیے لائحہ عمل ترتیب دے کر ترجیحات کا تعین کر سکیں۔ آپ جتنی تاخیر کریں گے معاملات اتنے ہی پیچیدہ ہوتے جائیں گے اور مجاہدین کو آپ کے بغیر، خود سے ہی حکمرانوں کے خلاف مسلح جدوجہد شروع کرنا پڑے گی، یعنی اس وقت جب انہیں یہ محسوس ہوگا کہ وہ ایسی جدوجہد کے لیے ضروری تیاری مکمل کر چکے ہیں اور اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ مرتد حکمرانوں کا تختہ الٹ دیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ تمام مخلصین ایسی جدوجہد کی پشت پناہی کریں، لیکن اگر بعض لوگ اپنی ذمہ داریوں سے پیٹھ پھیر لیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ذمہ داری سب پر سے ساقط ہوگئی۔

میں یہ نصیحت اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ کر چکا ہوں، مگر آپ نے اپنی ذمہ داری ٹھیک طور پر ادا نہیں کی لیکن اب اٹھیے اور اپنا فرض نبھائیے۔ ہم پہلے بھی ایک مرتبہ خونریزی سے بال بال بچے ہیں، جب موجودہ حکمرانوں اور ان کے بھائی شاہ سعود میں جھگڑا ہوا تھا مگر فریقین کے درمیان ثالثی کامیاب رہی اور سعود بادشاہت چھوڑنے پر آمادہ ہو گیا تھا، اور یوں یہ مسئلہ پر امن طور پر حل ہو گیا۔ آج بھی آپ سے یہی کردار مطلوب ہے۔ اُٹھیے! ان باغی حکمرانوں کو سمجھائیے کہ وہ لوگوں کی گردنوں سے اتر جائیں اور حکومت اہل تر لوگوں کے لیے چھوڑ دیں۔ لوگ کوئی ناجائز مطالبہ نہیں کر رہے، وہ تو صرف اپنا حق مانگ رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ: تھوڑا سا پرہیز، طویل علاج سے بہتر ہے۔

آخر میں، میں اللہ سے دعا کرتا ہوں:

اے اللہ! اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عطا فرما اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

اے اللہ! ہمیں حق، حق ہی دکھا اور اس کا اتباع کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں باطل، باطل ہی دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! مسلمانوں کے دلوں میں باہمی الفت ڈال دے۔ انہیں اتحاد و اتفاق کی دولت سے مالا مال فرما دے۔ ان کی کمزوریوں پر ترس کھاتے ہوئے ان کی خامیوں کو دور کر دے۔

اے اللہ! اس امّت کی قسمت میں ہدایت کا ایک ایسا دور لکھ دے جس میں تیرے فرماں بردار باعزت اور نافرمان ذلیل قرار پائیں، جہاں نیکیوں کا حکم دیا جائے اور برائیوں سے روکا جائے۔

اے اللہ! ہمارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دے۔ ہمارے دلوں کو ایمان سے مزین کر دے۔ کفر، فسق اور نافرمانی کی نفرت ہمارے دلوں میں پیوست کر دے۔

اے اللہ! ہمارے نوجوانوں کے سینے اپنے دین کے لیے کھول دے۔

اے اللہ! ہمیں ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور غنیٰ عطا فرما۔

اے اللہ! جس روز سب کے قدم لڑکھڑا رہے ہوں، تو ہمارے قدم جمائے رکھ۔

اے اللہ! ہمیں اور تمام مجاہدین کو ثابت قدمی عطا فرما۔

اے اللہ! فلسطین، عراق، کشمیر، شیشان، افغانستان اور مکّہ و مدینہ کی سرزمین کے مجاہدین کو استقامت عطا فرما۔

اے اللہ! ان کے نشانے ٹھیک ہدف پر بٹھا۔

اے اللہ! ان کے دلوں کو تقویت بخش۔

اے اللہ! اپنی طرف سے ان کی غیبی مدد فرما اور انہیں اپنے اور ان کے دشمنوں پر فتح عطا فرما۔ یقیناً تیرے سوا ہمارا اور ان کا کوئی حامی و مددگار نہیں، یا قوی یا عزیز!

وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ٥

(یوسف: ۲۱)

﴿یقیناً اللہ اپنے تمام معاملات پر مکمل اختیار رکھتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجاہد شیخ اسامہ بن محمد بن لادن کی طرف سے

امریکی عوام کے نام پیغام

(امریکی انتخابات ۲۰۰۴ء کے موقع پر)

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ...... ۲۹ اکتوبر ۲۰۰۴ء

تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، وہ اللہ جس نے مخلوق کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا، انہیں عدل وانصاف کا حکم دیا اور مظلوم کو ظالم سے بدلہ لینے کا حق عطا کیا۔

امابعد!

سلامتی ہو اُس پر جو ہدایت کی پیروی کرے......

اے امریکی عوام!

میری اس گفتگو کا مقصد تمہیں ایک اور 'مین ہیٹن' سے بچنے کا صحیح طریقہ بتانا، نیز جنگ اور اس کے اسباب ونتائج پر روشنی ڈالنا ہے۔

میں اپنی گفتگو کے آغاز ہی میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ 'امن' ان اہم ترین بنیادوں میں سے ہے جن پر انسانی زندگی کی عمارت تعمیر ہوئی ہے، اور اسی لیے آزاد لوگ کبھی بھی اپنے امن وسلامتی پر سمجھوتہ نہیں کرتے۔ بش کا یہ کہنا جھوٹ کے سوا کچھ نہیں کہ ہم (مجاہدین) امن وحریت کے دشمن ہیں......اگر ہمارا مقصد امن برباد کرنا ہوتا تو ہم امریکہ ہی پر حملہ کیوں کرتے؟ سویڈن یا کسی اور پرامن ملک پر کیوں نہ کرتے؟ آزادی

کے دشمن کبھی بھی ایسے حریت پسند نفوس کے مالک نہیں ہوتے جیسے گیارہ ستمبر کو حملہ آور ہونے والے انیّس (۱۹) شہداء تھے، اللہ انہیں اپنی رحمتوں سے ڈھانپ لے۔

درحقیقت ہم تم سے محض اس لیے جنگ کر رہے ہیں کہ ہم ایک آزاد قوم ہیں، ایسی قوم جسے لمحہ بھر کی غلامی بھی گوارا نہیں۔ ہم امّتِ مسلمہ کو ہر غلامی سے آزاد، بس ایک اللہ کا غلام دیکھنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا جس طرح تم ہمارا امن وسکون غارت کرتے ہو، ہم تمہارا سکون چھینیں گے۔ نہایت احمق ہے وہ ڈاکو جو دوسروں کا سکون برباد کر کے اس غلط فہمی میں مبتلا رہے کہ وہ خود چین کی نیند سو سکے گا!

عقل مند لوگ جب کسی مصیبت کا شکار ہوتے ہیں تو سب سے پہلے اس کے اسباب تلاش کرتے ہیں تاکہ مزید نقصانات سے بچا جا سکے، مگر تعجب ہے تم لوگوں پر! گیارہ ستمبر کے واقعات کو تین سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے بعد بھی بش تمہیں گمراہ کرنے، چھوٹے چھوٹے مسائل پر توجہ مرکوز کروانے اور اصل مسئلے کو تمہاری نظروں سے اوجھل رکھنے میں مسلسل کامیاب رہا ہے، نتیجتاً ایسا حملہ دہرائے جانے کے اسباب بدستور برقرار ہیں!

آؤ، آج میں تمہیں اس حملے کے پس منظر میں موجود اصل اسباب سے آگاہ کرتا ہوں اور تمہیں غور وفکر کی دعوت دیتا ہوں:

اللہ شاہد ہے کہ تمہاری بلند وبالا عمارتیں گرانے کا خیال ہمارے وہم وگمان میں بھی نہ تھا، مگر جب ظلم حد سے بڑھا اور ہم نے بے بسی سے امریکہ اسرائیل اتحاد کو آئے دن فلسطینی اور لبنانی بھائیوں کا خون بہاتے دیکھا، تب میرے ذہن میں یہ خیال آیا۔ ۱۹۸۲ اور اس کے بعد کے سالوں میں پیش آنے والے واقعات براہِ راست میری شخصیت پر اثر انداز ہوئے۔ یہ وہی عرصہ ہے جب امریکہ نے اسرائیل کو لبنان پر حملہ

کرنے کی اجازت دی، اور چھٹے امریکی بحری بیڑے نے اسرائیل کی بھرپور مدد کی...... بمباری شروع ہوئی، بہت سے معصوم لوگ شہید اور زخمی ہوئے، ہر سمت خوف و ہراس پھیل گیا...... مجھے آج بھی وہ دل دہلا دینے والے مناظر یاد ہیں...... بہتا لہو، کٹے پھٹے اعضاء، عورتوں اور بچوں کے ہر سمت بکھرے لاشے، گھر والوں سمیت زمیں بوس گھر، سینکڑوں لوگوں کو کچلتی ہوئی منہدم ہوتی بلند و بالا عمارتیں! ہماری بستیوں پر گولہ بارود بارش کی طرح برسایا گیا...... اس جنگ کا نقشہ کچھ ایسا تھا...... گویا وحشی مگر مچھ کسی ایسے بچے پر ٹوٹ پڑا جس کے پاس چیخنے چلانے کے سوا کوئی طاقت نہ تھی...... کیا ایسے میں جب ساری دنیا چپ چاپ یہ خونی ڈرامہ دیکھ رہی تھی، مگر مچھ کو اسلحے کے بغیر، محض مذاکرات کے نام پر روکنا ممکن تھا؟

ان تکلیف دہ ایام میں میرے دل میں بہت سے خیالات اور احساسات ابھرے جنہیں ٹھیک سے بیان کرنا بھی شاید میرے لیے مشکل ہو، ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ میں نے اس وقت ایک فیصلہ کیا...... کہ اب ظلم و جبر کے سامنے ڈٹنا ہے اور ظالموں سے کما حقہٗ بدلہ لینا ہے۔ انہی دنوں لبنان کی تباہ شدہ بلند و بالا عمارتیں دیکھ کر میں نے سوچا کہ ظالموں سے اس کا بدلہ لینا ضروری ہے، اور اس کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ امریکہ کی اہم عمارتوں کو نشانہ بنایا جائے تاکہ امریکی اپنے ہی کیے کا مزہ چکھیں اور آئندہ ہماری عورتوں اور بچوں کا خون بہانے سے باز رہیں۔ انہی حالات نے مجھے یہ بھی سمجھایا کہ ظلم و ستم اور معصوم لوگوں کی جان سے کھیلنا امریکہ کی سوچی سمجھی، مستقل خارجہ پالیسی کا حصہ ہے!!!

آج اسی ظلم اور تخریب کاری کو آزادی و جمہوریت کا نام دیا گیا ہے، اور اپنے دفاع میں ہتھیار اٹھانے والا دہشت گرد اور بنیاد پرست قرار پایا ہے۔ میرا اشارہ

بش سینئر کی جانب سے عراق پر عائد کردہ اُن معاشی پابندیوں کی طرف ہے جن کے نتیجے میں تاریخِ انسانی میں بچوں کا سب سے بڑا اجتماعی قتل واقع ہوا۔ اسی طرح میرا اشارہ اس لاکھوں پاؤنڈ گولہ بارود کی طرف بھی ہے جو بش جونیئر نے عراق کے بے گناہ عوام پر محض اس لیے برسایا تا کہ ایک پرانے ایجنٹ کو ہٹا کر اس کی جگہ ایک نیا اور زیادہ وفادار ایجنٹ لایا جائے، جو عراق کا تیل لوٹنے میں زیادہ بہتر طور پر مدد دے سکے۔ یہ اور ایسے ہی دیگر مظالم گیارہ ستمبر کے واقعات کا سبب بنے...... تو کیا اپنے گھر کا دفاع کرنے والا ملامت کا مستحق ہے؟ کیا اپنی جان کا دفاع کرنا اور ظالم سے بقدرِ ظلم بدلہ لینا دہشت گردی کہلاتا ہے؟ اگر واقعتاً یہی معاملہ ہے، تو ہمارے پاس ایسی دہشت گردی کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

یہی وہ باتیں ہیں جو ہم گیارہ ستمبر سے بہت پہلے ہی تمہیں سمجھانے کی کوشش کرتے رہے۔ ہم نے قولاً اور عملاً ہر ممکن طرح سے یہ پیغامات تم تک پہنچائے۔ اگر تم چاہو تو اس کا مطالعہ ۱۹۹۶ میں 'ٹائم میگزین' کے نمائندے سکوٹ، ۱۹۹۷ میں سی این این کے نمائندے پیٹر آرنیٹ اور ۱۹۹۸ میں جان ویبز کے ساتھ میرے ہر انٹرویو میں کر سکتے ہو۔ اسی طرح نیروبی، تنزانیہ اور عدن میں کی جانے والی کارروائیوں کے ذریعے یہ پیغامات عملاً تم تک پہنچائے گئے۔ عبدالباری عطوان اور روبرٹ فِسک کے ساتھ ہونے والی ملاقاتوں کے ذریعے بھی میں نے تم تک یہی باتیں پہنچائیں، اور روبرٹ فِسک تو تم ہی میں سے ہے، تمہارا ہم مذہب ہے، اور میں اسے ایک غیر جانبدار شخص خیال کرتا ہوں، تو کیا حریت کے دعوے دار وائٹ ہاؤس والوں میں اتنی ہمّت ہے کہ اپنے تابعدار میڈیا کو یہ اجازت دیں کہ وہ فِسک کا ایک انٹرویو نشر کریں تا کہ وہ امریکی عوام کو سمجھا سکے کہ اس نے ہم سے ملاقاتوں کے دوران ہمارے افکار اور جنگ کی حقیقی وجوہات کے بارے میں کیا سیکھا؟ جنگ کی یہ اصل وجوہات سمجھے بغیر تمہارے لیے اپنا کھویا ہوا امن پھر سے حاصل کرنا ناممکن ہے۔ یہاں تک تو جنگ اور اس کی وجوہات کے حوالے سے گفتگو تھی۔

جہاں تک اس جنگ کے نتائج کا تعلق ہے، تو وہ بھی الحمدللہ بہت مثبت اور ہر اعتبار سے توقعات سے زائد رہے ہیں...... اس غیر معمولی طور پر کامیاب نتیجے کی ایک اہم وجہ بش حکومت اور مسلمان ممالک پر مسلط حکومتوں میں پائی جانے والی مشابہت ہے۔ چونکہ ہمیں ان حکومتوں سے نمٹنے کا، جن میں سے کچھ پر فوج اور باقی پر بادشاہ قابض ہیں، ایک طویل تجربہ ہے، لہٰذا بش انتظامیہ کا مقابلہ کرنا ہمارے لیے کوئی یکسر نئی چیز نہ تھی۔ ہمیں دونوں ہی جگہ لالچی، متکبر، سرکش اور حرام خور لوگوں کی کثرت ملی۔

یہ مشابہت اس وقت واضح ہونا شروع ہوئی جب بش سینئر نے عرب ممالک کے دورے شروع کیے اور ہمارے بعض ہم وطنوں نے خوشی کا اظہار کیا کہ بش کا آنا ہمارے ممالک کی اقتصادی ترقی اور مضبوطی کا باعث بنے گا۔ مگر بجائے اس کے کہ اُس کا آنا ہمارے ممالک پر اثر انداز ہوتا، الٹا وہ ہمارے ملکوں کے فوجی اور بادشاہی نظامِ حکومت سے متاثر ہو گیا۔ اُس نے دیکھا کہ یہ حکمران کئی کئی دہائیوں تک حکومت پر قابض رہ کر عوام کا مال لُوٹتے ہیں اور انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ چنانچہ بش سینئر نے آمریت قائم کرنے اور آزادیاں سلب کرنے کی ذمہ داری اپنے بیٹے کو منتقل کر دی، جس نے امریکہ میں یہ تمام تصورات 'دہشت گردی کے خلاف جنگ' کی آڑ میں ''پیٹریاٹ ایکٹ'' کے نام سے بطور قانون نافذ کیے۔ بش سینئر نے نہایت مہارت سے اپنے بیٹوں کو مختلف ریاستوں کا گورنر بنوایا، اور دھوکہ دہی اور فریب کرنے کے تجربات امریکی صدر سے لے کر فلوریڈا کے معمولی حکومتی عہدیداران کی سطح تک منتقل کیے تاکہ مشکل موقع آنے پر ہر طرح کے حربے استعمال کیے جاسکیں۔

امریکی انتظامیہ کو اچھی طرح سمجھ لینے کا فائدہ یہ ہوا ہے کہ اب اس حکومت کو بیوقوف بنانا اور اشتعال دلانا ہمارے لیے بہت آسان ہے۔ ہمیں صرف اتنا سا

اہتمام کرنا پڑ تا ہے کہ مشرق کے آخری کونے میں دو مجاہدین کو صرف ایک جھنڈے کے ساتھ بھیج دیں جس پر القاعدہ لکھا ہو، بس اتنی سی خبر امریکی جرنیلوں کی دوڑ لگوانے کے لیے کافی ہوتی ہے اور امریکی فوج خود چل کر مزید جانی، مالی اور سیاسی نقصانات اٹھانے، ہماری منتخب کردہ جگہ پر آن پہنچتی ہے۔ ایسی ہر کارروائی کے بعد امریکہ بے نیل و مرام واپس لوٹتا ہے...... ہاں، کچھ لوگوں کی ذاتی صنعتیں اگر اس سے کچھ پیسہ بنا لیتی ہوں تو یہ ایک الگ بات ہے۔

اسی طرح اس جنگ میں ایک اور چیز بھی ہمارے کام آ رہی ہے، جس کی بدولت کفری طاقتوں سے نمٹنا ہمارے لیے آسان ہو گیا ہے اور وہ ہے ہمارا رُوس کے خلاف دس سال تک چھاپہ مار جنگ لڑنے اور دشمن کو آہستہ آہستہ کھوکھلا کر دینے کا کامیاب تجربہ!...... یقیناً تمام تعریف کی مستحق اللہ ہی کی ذات ہے جس نے ہمیں اُس عظیم فتح سے نوازا تھا اور وہی آج بھی ہماری پشتیبانی فرما رہا ہے۔ آج ہم امریکہ کو بھی آہستہ آہستہ نقصان پہنچا کر دیوالیہ کر دینے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں، اور یقیناً اللہ کے لیے ایسا کرنا کچھ مشکل نہیں!

یہ کہنا درست نہیں کہ القاعدہ نے وائٹ ہاؤس انتظامیہ کو شکست دے دی یا یہ کہ بش انتظامیہ کو اس جنگ میں نقصان اٹھانا پڑا......اس جنگ کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فتح کا سہرا صرف ہمارے سر پر باندھنا درست نہیں......

ہماری فتح میں ایک بہت بڑا ہاتھ بش انتظامیہ کی اپنی پالیسی کا ہے جو بذاتِ خود اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ نئی جنگوں کا آغاز ہو، تاکہ بش اور اس کے ساتھیوں کی صنعتوں اور کارخانوں کا کام چلتا رہے، خواہ یہ اسلحہ ساز صنعتیں ہوں، تیل کے کارخانے ہوں یا تعمیراتی کمپنیاں۔ اسی لیے کئی تجزیہ نگار اور سفارت کار اس غلط فہمی کا شکار

ہیں کہ ہم اور بش انتظامیہ غالباً ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں جو مل کر امریکہ کے معاشی مفادات کی خاطر جنگ کر رہے ہیں، خواہ دونوں کی نیتیں مختلف ہی کیوں نہ ہوں۔ کچھ ایسی ہی باتیں برطانیہ اور دیگر ممالک کے سفارت کاروں نے ''شاہی ادارہ برائے بین الاقوامی امور'' میں لیکچر دیتے ہوئے کہی تھیں۔

اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے ایک مثال کافی ہونی چاہیے وہ یہ کہ گیارہ ستمبر کے حملے پر ہمارے کل پانچ لاکھ ڈالر خرچ ہوئے، جبکہ امریکہ کو پہنچنے والے (فوری) نقصان کا کم سے کم اندازہ پچاس ارب ڈالر لگایا گیا ہے۔ یعنی ہمارے ہر ایک ڈالر نے الحمدللہ امریکہ کو دس لاکھ ڈالر کا نقصان پہنچایا اور جہاں تک امریکی معیشت کو پہنچنے والے اب تک کہ مجموعی نقصانات کا تعلق ہے، تو وہ تو کھربوں ڈالر سے بھی تجاوز کر چکا ہے۔ لیکن امریکیوں کے لیے اس سے بھی زیادہ خطرے اور پریشانی کی بات یہ ہے کہ بش نے حال ہی میں مجاہدین کے ہاتھوں مجبور ہو کر ''ایمرجنسی فنڈ'' استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے تا کہ عراق اور افغانستان میں جنگ جاری رکھ سکے۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ امریکہ کو آہستہ آہستہ دیوالیہ کرنے کی پالیسی الحمدللہ کامیاب ہو رہی ہے۔ یقیناً اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ القاعدہ یہ جنگ جیت رہی ہے، مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ بش اور اس کے ساتھی بھی اس جنگ سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں، جسے یقین نہ آئے وہ اس جنگ کے نتیجے میں بش انتظامیہ سے وابستہ بڑی بڑی ملٹی نیشنل کمپنیوں کو حاصل ہونے والے ٹھیکوں پر ایک نظر ڈال لے...... بات سمجھ آ جائے گی۔ گویا اس جنگ میں اصل نقصان صرف اور صرف تمہارا ہو رہا ہے...... یعنی امریکی عوام کا!!!

یہاں میں ایک اور وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں...... ہم نے گیارہ ستمبر کو حملہ آور ہونے والے مجاہدین کے امیر، محمد عطاؒ سے یہ طے کیا تھا کہ یہ تمام کارروائی

بش انتظامیہ کے علم میں آنے سے پہلے، بیس (۲۰) منٹ کے اندر اندر مکمل ہو جانی چاہیے۔ یہ تو ہم سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ امریکی افواج کا سپہ سالارِ اعظم ان مشکل لمحات میں اپنے ۵۰،۰۰۰ شہریوں کو ایک ایسے عظیم حادثے کا مقابلہ کرنے کے لیے ان دونوں عمارتوں میں تنہا چھوڑ دے گا۔ مگر بش تو اس وقت ایک سکول کی بچی کے ساتھ 'بکری کے ممیانے' پر گفتگو کرنے میں اس درجے مشغول تھا کہ وہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر سے ہوائی جہازوں کے ٹکرانے کو بھول گیا......بش کی اس اہم ملاقات میں مصروفیت نے مجاہدین کو یہ کارروائی مکمل کرنے کے لیے تین گنا اضافی وقت دے دیا......الحمدللہ!

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ امریکہ کے اہلِ عقل و دانش نے بش کو اس جنگ میں کودنے سے پہلے یہ سمجھانے کی کوشش کی تھی امریکہ کو محفوظ بنانے کے لیے جو کچھ درکار ہے وہ سب تمہارے پاس موجود ہے اور اگر یہ فرض کر بھی لیا جائے کہ عراق کے پاس بڑے پیمانے پر تباہی مچانے والے ہتھیار موجود ہیں، تب بھی معائنہ کرنے کے مسئلے پر سب ممالک تمہارے ساتھ ہیں، لہٰذا امریکہ کو ایک لامتناہی ظالمانہ جنگ میں نہ پھنساؤ......لیکن کالے سیّال سونے کی دھاریں بش کے دل و دماغ پر ایسا پردہ چڑھا چکی تھیں کہ اس نے امریکی عوام کے مفاد پر اپنے ذاتی مفاد کو ترجیح دیتے ہوئے حملہ کر ڈالا، اور نتیجہ وہی ہوا...... لاشوں کے ڈھیر، امریکی معیشت کی بربادی اور عراق کے انجان صحراؤں میں امریکہ کا جا پھنسنا! ایسے کے بارے میں ہی کہتے ہیں:

ہائے وہ بکری جو ایک چاقو کی تلاش میں
چٹیل زمین کھودتے کھودتے اپنے گُھر بھی گھسا بیٹھی!

اس جنگ میں اب تک ہمارے پندرہ ہزار سے زائد مسلمان شہید اور اس سے کہیں بڑی تعداد میں زخمی ہو چکے ہیں، جبکہ تمہارے مارے جانے والوں کی تعداد

ایک ہزار اور زخمیوں کی تعداد تقریباً دس ہزار ہے۔ بش کے ہاتھوں پر، دونوں اطراف کے مارے جانے والوں کا خون ہے اور یہ خون محض تیل پر قبضے کی خاطر اور بڑی بڑی کمپنیوں کو ٹھیکے دلانے کے لیے بہایا گیا ہے۔

میری ایک بات یاد رکھنا...... اگر کسی قوم کا حال یہ ہو کہ کمزور اگر اس کا ایک بندہ بھی پیسے کی خاطر مار دیں تو وہ قوم انہیں سزا دے، مگر اس کے امراء مال ہی کی خاطر ان کے ایک ہزار افراد مروا ڈالیں اور ان سے پوچھا تک نہ جائے تو اس قوم کا انجام بربادی کے سوا کچھ نہیں۔ بعینہٖ یہی حرکتیں فلسطین میں تمہارے حلیف اسرائیلی کر رہے ہیں......عورتوں اور بچوں کو ڈرانا دھمکانا اور اپنے گھروں میں بستروں پر سوتے ہوئے مردوں کو گرفتار کر کے لے جانا اور قتل کر ڈالنا ان کا روز کا معمول ہے...... یاد رکھو! ہر عمل کا ردِ عمل بھی ہوتا ہے!

آخر میں میں تمہیں ان لوگوں کے آخری کلمات پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہوں جو گیارہ ستمبر کے دن تم سے جدا ہوئے۔ اُن عمارتوں میں پھنسے ہوئے لوگوں کی آخری وصیتیں اتنی اہم ہیں کہ ان کی باقاعدہ تحقیق اور مطالعہ کیا جانا چاہیے۔ جو وصیتیں میری نظر سے گزری ہیں ان میں سب سے اہم، زمیں بوس ہوتی عمارت سے کسی کا یہ آخری پیغام تھا: ''افسوس کہ ہم نے وائٹ ہاؤس کو دنیا کے کمزوروں کے خلاف جارحانہ خارجہ پالیسی نافذ کرنے سے نہ روکا''۔ گویا وہ تمہیں یہ پیغام دے رہا تھا کہ ''ہماری موت کے ذمہ دار لوگوں کو گریبان سے پکڑو، اور عقلمند وہی ہوگا جو دوسروں کے انجام سے عبرت پکڑ لے''۔

مجھے ان کی چیخ و پکار میں یہ شعر بھی گونجتا ہوا محسوس ہوا:

ظلم ظالموں ہی کو مار ڈالتا ہے
جبر ہمیشہ برے نتائج لاتا ہے

کہا جاتا ہے کہ پرہیز علاج سے اور راہِ راست پر لوٹ آنا بدی پر ڈٹے رہنے سے بہتر ہے۔ اب جو بھی عقلمند ہوگا وہ وائٹ ہاؤس کے دھوکے باز کی خاطر کبھی اپنی جان، مال، اور امن وسلامتی خطرے میں نہ ڈالے گا۔

امریکیو! تمہاری امن وسلامتی نہ بش کے ہاتھ میں ہے، نہ کیری کے اور نہ ہی القاعدہ کے! تمہاری سلامتی خود تمہارے ہاتھ میں ہے! ہر ملک کے امن وتحفظ کی ضمانت یہی ہے کہ وہ ہم مسلمانوں کے امن سے کھیلنا چھوڑ دے۔

واللہ مولٰنا ولا مولیٰ لکم

ہمارا حامی وناصر اللہ ہے، اور تمہارا کوئی حامی وناصر نہیں!

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

اور سلامتی ہو اُس پر جو ہدایت کی پیروی اختیار کر لے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجاہد شیخ اُسامہ بن محمد بن لادن کی طرف سے
امّتِ مسلمہ خصوصاً عراقی عوام کے نام پیغام

(صفر ۱۴۲۵ھ...... مارچ ۲۰۰۴ء)

تمام تعریفوں کی مستحق تنہا اللہ ربّ العالمین کی ذات ہے۔ درود وسلام ہو اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اُن کی آل اور اُن کے ساتھیوں پر۔

میرا یہ پیغام بالعموم تمام امّت مسلمہ اور بالخصوص عراق کے مسلمان بھائیوں کے لیے ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سب سے پہلے میں بہادروں کی سرزمین عراق کے ثابت قدم عوام اور وہاں کفر کے خلاف برسرِ پیکار مجاہدینِ فی سبیل اللہ کو مبارک باد دینا چاہوں گا۔ یقیناً تمہارا وجود دیگر عربوں کے لئے بھی مشعلِ راہ اور اسلام کے لئے باعثِ فخر ہے۔ اُمت تمہارا کما حقہٗ شکریہ ادا کرنے اور تمہارے احسانات کا بدلہ اتارنے سے قاصر ہے۔ آج عراق پر ہوئے حملے کو تقریباً ایک سال گزر چکا ہے، مگر حملہ آور اپنے منصوبے تا حال یہاں نافذ نہیں کر سکا۔ یقیناً یہ سب اللہ کے فضل اور اس کے بعد تمہارے جہاد اور تمہاری مدد کرنے والوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اللہ تمہیں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

یہ زبردست مزاحمت دشمن کیلئے قطعاً غیر متوقع تھی، یہی وجہ ہے کہ حالات دشمن

کے قابو سے بالکل باہر ہیں۔الحمدللہ یہ جہاد اپنے داخلی اور خارجی نتائج کے اعتبار سے نہایت بابرکت اور مثبت ثابت ہو رہا ہے......دشمن کے مرنے والوں کی تعداد اور ان کی معیشت کا خسارہ دن بدن بڑھ رہا ہے اور یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔ یقیناً اس امر پر اللہ کی جتنی بھی تعریف وتقدیس بیان کی جائے کم ہے۔

میں اس موقع پر کچھ اہم نکات کی طرف آپ لوگوں کو متوجہ کرنا چاہوں گا:

اولاً: وہ نہایت اہم اور تشویشناک پیشرفت قابل توجہ ہے جس نے اس جنگ کی حقیقت سب کے سامنے کھول کر رکھ دی ہے، یعنی یہاں کے غاصب حکمران پال بریمر کا یہ اعلان کہ ''امریکہ یہ گوارا نہیں کرے گا کہ عراق کے تمام قوانین کا مصدر اسلام ہو'' یا یوں کہیے کہ وہ اسلام کو عراق کا دین دیکھنا گوارا نہیں کرسکتا۔اس اعلان کے کچھ عرصے بعد ہی نیا عراقی دستور منظرِ عام پر آیا جو امریکہ کی اس پسند کے عین مطابق تھا۔اس واقعے سے کچھ اہم نتائج حاصل ہوتے ہیں:

- اس نام نہاد عراقی حکومت کی حیثیت محض ایک آلہ کار کی ہے جس کا واحد مقصد عراق میں امریکی منصوبوں کا نفاذ ہے۔
- امریکہ اور اس کے ایجنٹوں کے دلوں میں ہمارے اس دین کیلئے بغض وحسد کے سوا کچھ نہیں۔
- یہ جنگ دو ملکوں کی نہیں، دو تہذیبوں کی جنگ ہے، اور اس جنگ کا حقیقی مقصد اسلامی دنیا سے اسلام کی منظّم قوت کا خاتمہ ہے۔ ہمارے متعلق ان کا اصلی لائحہ عمل یہی ہے۔

- جہاں تک دیگر اقوام کا تعلق ہے تو یہ لوگ مسلمانوں کے علاوہ مشرق و مغرب میں بسنے والی ہر قوم کے ساتھ اکٹھے رہ سکتے ہیں، کیونکہ اسلام کے سوا کسی بھی نہج پر چلنے والوں کو پیسے اور قوت کے زور سے خریدا اور اپنی من پسند راہ پر ڈھالا جا سکتا ہے تاہم انہیں اگر کسی سے خطرہ ہے تو اسلامی دنیا سے ہے، اور وہ بھی در حقیقت ان کی معاشی یا عسکری قوت سے بڑھ کر ان کے دین اور عقیدے سے ہے۔ اسی لیے وہ یہاں سب سے پہلے اسلام کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔
- کفّار اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ اسلامی ممالک کے لیے ان کا منصوبہ جو معاشی، معاشرتی، فکری، عسکری اور کئی دیگر پہلوؤں کا حامل ہے، اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک اسلام یہاں پر قائم اور قرآن و سنت یہاں کے حاکم ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس وہ عقیدہ، ارادہ اور قوت موجود ہے جس سے ان کے منصوبوں کا بھرپور مقابلہ کرنا ممکن ہے۔

ان تمام باتوں کی روشنی میں، نیز یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ امریکہ نے حملہ نہ تو بڑے پیمانے پر تباہی مچانے والے ہتھیاروں کی خاطر اور نہ ہی عراقی عوام کو آزادی دلانے کے لیے کیا، بلکہ محض سرزمینِ عراق کو غصب کرنا ہی ان کا ہدف تھا...... یہ بات سمجھ لینا نہایت ضروری ہے کہ عراق کے طول و عرض میں بسنے والے ہر ہر مسلمان پر جہاد فرضِ عین ہو چکا ہے۔ اب پال بریمر کے کفری دستور کی منظوری کے بعد تو اُن لوگوں کے پاس بھی جہاد کے سوا کوئی راہ نہیں بچی جو مختلف حیلے بہانوں سے عراق کی عبوری حکومت میں اپنی شمولیت کا دفاع کیا کرتے تھے، کیونکہ ہر مسلمان یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ اسلام کے ساتھ ساتھ کسی اور شے کو بھی قانون کا مصدر تسلیم کرنا شرک کی ان بدترین صورتوں میں سے ہے جو انسان کو دین سے خارج کرنے کا باعث بنتی ہیں۔

عبوری حکومت کے ارکان اس دستور کی منظوری دے کر کفر در کفر کے مرتکب ہوئے ہیں اور اب تک عبوری حکومت کا حصہ بنے رہنے والے مذہبی قائدین، اور مسلمان ممالک پر مسلط حسنی مبارک، فہد، جابر اور صدام جیسے رہنماؤں میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ ہم اگر ان حکمرانوں کو مسلمان نہیں مانتے تو اس کی اصل علت یہی ہے کہ یہ تمام معاملات میں شریعتِ الٰہی سے ہٹ کر فیصلے کرتے ہیں، امریکہ کا ساتھ دیتے ہیں اور پھر ایک بے وزن عذر پیش کرتے ہیں کہ ہم یہ سب کچھ دباؤ کے تحت کر رہے ہیں۔ بعینہٖ یہی علت عراقی عبوری حکومت کا رکن بننے والے پر بھی صادق آتی ہے، چنانچہ علّت مشترک ہونے کی وجہ سے دونوں پر منطبق ہونے والا شرعی حکم بھی ایک ہوگا۔ ہم نے امّت کے موجودہ حکمرانوں کے ارتداد اور لا الٰہ الا اللہ کے تقاضوں سے ان کے انحراف سے متعلق اپنے سترہویں بیان میں جو باتیں کی تھیں وہ عراق کی عبوری حکومت میں شریک مذہبی قائدین پر اور پوری اسلامی دنیا میں اس سے مشابہ کسی بھی نظامِ حکومت کا حصہ بننے والوں پر بھی صادق آتی ہیں، کیونکہ اللہ کے سوا کسی اور کو حاکم اور قانون ساز ماننے سے انکار کرنا لا الٰہ الا اللہ کے اہم ترین معانی میں سے ایک ہے۔ کسی کو الٰہ ماننے کا لازمی تقاضا ہے کہ قانون بھی صرف اسی کا مانا جائے، چنانچہ جو کوئی علم رکھنے کے باوجود اس عبوری حکومت اور اس کے دستور سے راضی ہو، تو وہ اللہ سے کفر کا مرتکب ہوگا۔ اہلِ ایمان کو تو بس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ.

(آلِ عمران: ۳۱)

﴿اے نبی ﷺ! آپ فرما دیجئے کہ (اے لوگو!) اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا﴾۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ.(النساء: ٦٤)

﴿ہم نے ہر ہر رسول کو اس لئے بھیجا تا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے﴾۔

چنانچہ جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے تو مومن بس وہی ہے، اور جو کسی حاکم یا عالم کے کہنے پر اللہ کے حرام کردہ کو حلال اور حلال کردہ کو حرام ٹھہرائے تو اس نے اللہ ربّ العزت سے شرک کیا۔ ارشادِ ربّانی ہے:

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ.
(الشوریٰ: ٢١)

﴿کیا ان لوگوں نے اللہ کے ساتھ ایسے شریک مقرر کر رکھے ہیں جنہوں نے ان کے لیے ایسے احکامِ دین بنائے ہیں جو اللہ کے دیئے ہوئے نہیں ہیں﴾۔

اسی لیے حق پرستوں پر لازم ہے کہ وہ ان مرتد قیادتوں سے جان چھڑائیں۔

درست قیادت اور واضح لائحہ عمل کے بغیر امّت کی اصلاح اور آزادی کا حصول ناممکن ہے۔ چونکہ بطور مسلمان ہمیں ہمارا لائحہ عمل قرآن وسنت سے ملتا ہے لہٰذا اس میں خرابی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، مسئلہ مناسب قیادت کے فقدان کا ہے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ ہماری قیادت کے مناصب پر فائز لوگ اس کام کے لیے نااہل ہیں، لہٰذا ان کے بعد جو بھی مناسب ترین افراد موجود ہوں، قیادت ان کی طرف منتقل ہو جانی چاہیے۔ چند بڑے لوگوں کے مرتد ہونے یا بیٹھے رہنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہم بھی بیٹھ جائیں، اس دین کی طرف سے ہم پر عائد کردہ واجبات کی ادائیگی اتنی اہم ہے کہ محض قیادت کے فقدان کی وجہ سے کام رکنا نہیں چاہیے، بلکہ اُن کے بعد موزوں ترین افراد کو آگے بڑھ کر ذمہ داریاں سنبھالنی چاہئیں، خواہ وہ نسبتاً کم عمر نوجوان ہی کیوں نہ ہوں۔ آج حالات یہ تقاضا کر رہے ہیں کہ ساری امّت، خصوصاً عراق کے مخلصین ان

مرتد دینی اور سیاسی رہنماؤں سے اپنی بیزاری کا واضح اعلان کریں، جہاد سے روکنے والے اور ظالموں کی حمایت کرنے والے حکمرانوں کو لگام ڈالیں، ڈنکے کی چوٹ پر حق بات بیان کریں اور صلیبیوں اور مرتدوں کے خلاف علمِ جہاد بلند کریں۔

میں نے اب تک جو باتیں آپ کے سامنے رکھی ہیں ان سے کچھ ضروری نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں:

- جو کوئی بھی مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کا ساتھ دے، مثلاً غاصب افواج کی مدد کرے یا ان کی کٹھ پتلی عبوری یا مستقل حکومت میں شرکت کرے، تو وہ در حقیقت دائرہ اسلام سے خارج کرنے والے فعل کا مرتکب ہوتا ہے، اپنے جان و مال کی حرمت کھو بیٹھتا ہے اور اس کی بیوی اور اس کے درمیان طلاق واقع ہو جاتی ہے۔
- اہلِ عراق پر نہ صرف صلیبیوں بلکہ اپنی مرتد حکومت کے خلاف جہاد کرنا بھی واجب ہے۔
- تمام دنیا میں بسنے والے مسلمانوں پر اپنی جان اور مال سے اس جہاد میں شرکت فرضِ عین ہے، یہاں تک کہ دین کا علم اور معاملاتِ دنیا کی سمجھ رکھنے والے علماء اس نتیجے پر پہنچ جائیں کہ اب عراقی مجاہدین کی ضروریات اس حد تک پوری ہو چکی ہیں کہ اس جدو جہد میں شرکت فرضِ عین سے منتقل ہو کر فرضِ کفایہ کے درجے میں داخل ہو گئی ہے۔

دوم: 'اقتدار کی عراقی عوام تک منتقلی' کے نام پر جو ڈرامہ رچایا جا رہا ہے اس کا مقصد محض عراقیوں کے جذبات ٹھنڈے کرنا اور مسلح مزاحمت پر کسی طور قابو پانا ہے، مگر سرزمینِ عراق کے ہوش مند عوام اور وہاں برسرِ پیکار مجاہدین اس دھوکے میں

آنے والے نہیں...... وہ خوب جانتے ہیں کہ عراق اس وقت تک حقیقی خودمختاری حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہاں ایک بھی صلیبی فوجی موجود ہے۔ اقتدار تب ہی صحیح معنی میں عراقی عوام کو منتقل ہوگا جب وہاں تمام معاملات میں صرف اللہ کی شریعت حاکم ہو۔

سوم: مسیلمۂ زماں بش کا کہنا ہے:

''دہشت گردی کے خلاف جنگ میں عراق مرکزی حیثیت کا حامل ہے''۔

اسی بات کو زیادہ واضح انداز میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ ''اسلام کے خلاف جنگ میں عراق مرکزی حیثیت کا حامل ہے''۔ چنانچہ یہ بات اب شک وشبے سے بالاتر ہے کہ مسلمانوں کو آج اپنی تمام تر توجہات اور کوششیں عراق کے دفاع پر مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ میں باایمان نوجوانوں اور دیانتدار تاجروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس نازک موقع پر دین کے دفاع اور امّت کے تحفظ کے لیے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے اٹھ کھڑے ہوں، راہِ جہاد میں مال خرچ کریں، دوسروں کو جہاد کے لیے تیار کریں اور اپنے آپ کو دشمن کے خلاف قتال کے لیے پیش کریں، خصوصاً فلسطین اور عراق کے محاذوں پر۔ کسی شاعر نے بجا کہا ہے کہ:

جب ہوائیں تمہارے ساتھ چلیں تو ضرور پرواز کرو
اس سے پہلے کہ ہر شے کی طرح یہ بھی تھم جائیں

اسی طرح ایک اور شاعر نے یہ اشعار کہے ہیں کہ:

اگر تم عقلمند ہو تو راہِ عزیمت اختیار کرو، کیونکہ
تردد و تذبذب میں پڑنا فسادِ عقل کی نشانی ہے

یہ موقع ہر اعتبار سے نہایت قیمتی ہے۔ یہ امّت کو اس کی کھوئی ہوئی طاقت لوٹانے کا موقع ہے، غلامی کی زنجیریں توڑ ڈالنے کا موقع ہے تاکہ امّتِ مسلمہ عراق کے صحراؤں اور میدانوں میں عالمی کفر سے پنجہ آزما ہو کر دشمن کا سرِ غرور خاک میں ملا دے۔

میں اس موقع پر امّت کے نوجوانوں کو اُن لوگوں سے خبردار کرنا چاہوں گا جو جھوٹے بہانے بنا کر راہِ جہاد سے فرار اختیار کرتے ہیں، نہ صرف خود گھر بیٹھتے ہیں بلکہ دوسروں کے ذہنوں میں بھی شکوک وشبہات ڈال کر انہیں جہاد سے متنفر کرتے ہیں، انہیں ڈراتے ہیں کہ اس راہ پر نکلنا مصیبت میں جا پھنسنے کی مانند ہے، حالانکہ یہ لوگ جہاد میں شریک نہ ہو کر، ایک عظیم مصیبت دور کرنے میں اپنا حصہ ڈالنے سے خود محروم رہ رہے ہیں اور مسلم علاقوں کو صلیبیوں اور مرتدوں کی چراگاہ بننے کا کھلا موقع فراہم کر رہے ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ سچے اہلِ ایمان اپنے آپ کو اس تذبذب سے آزاد کرا کے حالات کی درستگی کے لیے حرکت کریں۔

اسی طرح ذرائع ابلاغ کے سحر سے بھی خبردار رہنے اور آزاد ہونے کی ضرورت ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہم سارا وقت بیٹھ کر دنیا میں پیش آنے والے مصائب اور واقعات پر دکھ درد کا اظہار کریں...... ہمیں تو خود دشمن سے جنگ کرنے اور حالات کا رخ بدل ڈالنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ ہمیں آج اپنی قسمت کا فیصلہ کرنا ہے، عزت و سربلندی یا ذلت و پستی میں سے کسی ایک چیز کو چننا ہے۔ ہم ایک دوراہے پر کھڑے ہیں، ہمارا ہر فیصلہ امّت کے مستقبل پر انمٹ نقوش چھوڑ سکتا ہے۔

یہ حقیقت آج کس سے پوشیدہ ہے کہ امریکہ نے عالمِ اسلامی میں اصلاحات کے نام پر ایک نئے دجل وفریب کا آغاز کیا ہے۔ ان اصلاحات کا مقصد عراق میں پال بریمر کی نافذ کردہ اصلاحات سے کچھ زیادہ مختلف نہیں، یعنی دین کا خاتمہ، قدرتی وسائل کی لوٹ مار، مردوں کا قتل، لوگوں کو دہشت زدہ کرنا اور رات کی تاریکیوں میں چھاپے مار کر عورتوں کی حرمت کی پامالی...... یقیناً اللہ کے سوا ہمارا کوئی سہارا نہیں اور اس کے سوا کسی کے پاس کچھ طاقت نہیں! تو کیا تمہیں یہ سب حالات نظر نہیں آتے؟ کیا تمہیں

اپنے دین اور اپنی معصوم بہنوں کی حالت دیکھ کر غیرت نہیں آتی؟ عراق کے حالات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسے تمہارے سامنے دہرانے کی ضرورت ہو۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ تمام اسلامی ممالک، خصوصاً ارضِ حجاز کا دفاع اسی طرح ممکن ہے کہ ہم دشمن کا مقابلہ جنگ کے خطِ اوّل، سرزمینِ دجلہ وفرات میں کریں۔

مسلمانو! جاگ اٹھو! اپنے سروں پر منڈلاتے خطرات اور تیزی سے بدلتے حالات کا ادراک کرتے ہوئے میدانِ جہاد کی طرف کُوچ کرو۔ شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہؒ نے اِس بات پر امّت کا اجماع نقل کیا ہے کہ:

''ایمان لانے کے بعد اہم ترین واجب، دین ودنیا پر حملہ آور ہونے والے دشمن کا مقابلہ کرنا ہے''۔

اللہ جانتا ہے کہ آج اگر میں طالبِ علم ہوتا تو اللہ کے حکم کے مطابق اپنی پڑھائی چھوڑ کر جہاد کیلئے نکل جاتا۔ اللہ تو یہ حکم دیتے ہیں کہ:

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o (التوبہ:۴۱)

﴿نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اللہ کے رستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے، اگر تم جانتے ہو تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے﴾

اگر میں تاجر ہوتا تو اللہ کی اس پکار پر لبیک کہتے ہوئے اپنی تجارت چھوڑتا اور مجاہدین کے کسی دستے سے جا ملتا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ o تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

تَعۡلَمُوۡنَ ۝ الصّف: ۱۰۔۱۱)

﴿اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلا دے؟ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے، اگر تم جانتے ہو تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے﴾

اگر میرے بس میں ہو تو میں آپ لوگوں سے بار بار لا الٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)، اس کے اندر پوشیدہ معانی اور اس کے عملی تقاضوں خصوصاً جہاد فی سبیل اللہ کے حوالے سے گفتگو کروں یہاں تک کہ آپ سب اللہ کے راستے میں نکل پڑیں۔

آج مسئلہ علم یا کتابوں کی کمی کا نہیں، علم تو ماشاءاللہ خوب پھیل چکا ہے، آج مسئلہ حاصل شدہ علم پر عمل کا ہے، اور اس کمزوری کی اصل وجہ امانت، سچائی اور یقین کی کمی ہے! یہ دین محض اپنے مال یا اپنے وقت کا کچھ حصہ دینے سے قائم نہیں ہوتا...... یہ دین تلواروں کے سائے میں ڈٹے رہنے سے قائم ہوتا ہے! چنانچہ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس مسئلے کو سمجھ لیا، نبی رحمت اور نبی ملحمۃ ﷺ کی پیروی اختیار کی، اللہ کی خاطر قتل کیا اور بالآخر خود بھی قتل کر دیے گئے...... اللہ سے دعا ہے کہ وہ ایسے تمام خوش نصیبوں کی شہادت قبول فرمائے۔

اہلِ عراق نے ماہِ بدر اور اس کے بعد کے ایام میں ناصریّہ کے علاقے میں غاصب افواج کے بیسیوں افراد کو قتل اور زخمی کر کے تمام امّت کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچائی۔ اسی طرح بغداد، فلوجہ، موصل، رمادی اور تکریت میں بھی دشمن کے طیارے گرا کر انہیں بھاری مادی اور معنوی نقصان پہنچایا، اور جن مظالم کا سامنا ہمیں فلسطین، عراق اور افغانستان میں ہے اس کا کچھ مزہ دشمن کو بھی چکھایا۔ باقوبہ، سامراء اور ان دیگر علاقوں کے لوگ بھی مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے علمِ جہاد بلند کر دیا ہے۔

ہم ان مجاہدین کو یہی پیغام دینا چاہیں گے کہ صبر سے کام لو اور باطل کے سامنے پامردی سے ڈٹے رہو! اس جنگ میں تمہاری کامیابی کا راز اور تمہارا اصل ہتھیار صبر ہی ہے۔ اگر تم صبر کرنے میں کامیاب رہے تو فتح خود تمہارے قدم چُومے گی۔

میں نے اُن شہسواروں کی ہمراہی میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا
جن کے بارے میں میرے گمان درست ثابت ہوئے ہیں
یہ ایسے شہسوار ہیں جو موت سے نہیں گھبراتے
خواہ کتنی ہی گھمسان کی جنگ ہو
جن کے جذبے ماند نہیں پڑتے حالانکہ وہ مسلسل
ایک کے بعد دوسری جنگ میں داخل ہو رہے ہیں
میدان کتنا ہی گرم کیوں نہ ہو، نہیں گھبراتے
اور جنون کا علاج جنون ہی سے کرتے ہیں

اپنی گفتگو ختم کرنے سے پہلے میں آپ کو ایک واقعہ سنانا چاہوں گا۔ سیرت نگاروں نے نقل کیا ہے کہ مسلمان جب شمالی افریقہ فتح کر رہے تھے تو مشرکین کے سپہ سالار نے یہ اعلان کروایا کہ جو کوئی بھی لشکرِ اسلام کے سپہ سالار کو قتل کرے گا اسے بھاری انعام دیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے مسلمانوں کے سپہ سالار کو یہ مشورہ دیا کہ آپ بھی اعلان کر دیجیے کہ جو شخص مشرکین کے سپہ سالار کو قتل کرے گا اسے بھی اتنے ہی بڑے انعام سے نوازا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، مشرکین کے سپہ سالار کو ایک مسلمان نے مار ڈالا اور اسے انعام دیا گیا۔

آپ جانتے ہی ہیں کہ امریکہ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کو گرفتار یا شہید کرنے پر بھاری انعامات کا اعلان کر رکھا ہے۔ جواباً القاعدہ بھی یہ اعلان کرتی ہے کہ جو شخص غاصب بریمر، اس کے نائب، عراق میں امریکی فوج کے سپہ سالار یا اس کے نائب کو قتل

کرے گا، تو اسے ۱۰،۰۰۰ گرام سونا بطور انعام دینا، ان شاء اللہ ہمارے ذمے ہے۔

جہاں تک اقوامِ متحدہ کا تعلق ہے تو اگرچہ وہ بعض امدادی کارروائیاں بھی کرتی ہے، مگر اس کی حقیقت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ ایک صلیبی وصہیونی ادارہ ہے۔ کیا یہ اقوامِ متحدہ ہی نہیں تھی جس نے فلسطین کو یہودیوں کے حوالے کیا؟ جس نے مشرقی تیمور کو انڈونیشیا سے علیٰحدہ کیا؟ جس نے عراق پر پابندیوں کی منظوری دی اور نتیجتاً لاکھوں معصوم بچوں کا خون کیا؟ اور جو آج بھی امّتِ اسلامیہ کے خلاف اپنے ناپاک منصوبے نافذ کر رہی ہے؟ چناچہ کوفی عنان، یا عراق میں اقوامِ متحدہ کے خصوصی نمائندے، مثلاً لخضر ابراہیمی کو قتل کرنے والے کو بھی یہی انعام یعنی ۱۰،۰۰۰ گرام سونا دیا جائے گا، ان شاء اللہ۔ ویٹو پاور والے سرداروں میں سے کسی بھی ملک، مثلاً امریکہ یا برطانیہ کے ایک فوجی یا شہری کو قتل کرنے پر ۱۰۰۰ گرام سونے کا انعام دیا جائے گا۔ جنرل اسمبلی کے غلاموں میں سے کسی بھی ملک، مثلاً اٹلی یا جاپان کے ایک فوجی یا شہری کو عراق میں قتل کرنے پر ۵۰۰ گرام سونا بطور انعام دیا جائے گا۔ یہ انعامات، امن وامان کی صورتحال مدنظر رکھتے ہوئے، ان شاء اللہ، پہلی ممکن فرصت میں تقسیم کیے جائیں گے۔ جو شخص مذکورہ افراد میں سے کسی کو قتل کرلے، اور انعامات کی تقسیم سے پہلے شہید ہو جائے، تو اس کا اصلی انعام تو ہم اپنے پاس ہی رکھیں گے البتہ اس کے ورثاء کو نسبتاً ایک چھوٹا انعام ضرور دیا جائے گا۔ جبکہ اس شہید کو اللہ کے دربار سے جو انعامات ملیں گے وہ اسے اِن انعامات سے بے نیاز کردیں گے۔

آخر میں، میں مسلمان نوجوانوں سے مخاطب ہو کر کہنا چاہوں گا کہ صلیبیوں اور یہودیوں سے قتال کے لیے آگے بڑھو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو! یقین

جانو، اس راہ میں شہادت یا فتح کے سوا کوئی تیسرا انجام ممکن نہیں، اور شہید ہونے کی حقیقت بھی یہی ہے کہ جب شہید کی موت کا وقت آن پہنچتا ہے تو وہ اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر اللہ کی طرف کُوچ کر جاتا ہے تاکہ وہ سبز پرندوں کے قالب میں عرشِ الٰہی سے معلق قندیلوں کے درمیان اڑتا پھرے......اب خود ہی سوچ لو......گھر والوں کے ساتھ رہنا زیادہ محبوب ہے یا اللہ رحمٰن ورحیم کے ساتھ؟

اے دنیا بھر کے مسلم نوجوانو!......خصوصاً قرب و جوار میں بسنے والو!......جن کی ذمہ داری شدید تر ہے، اور اے جزیرۂ عرب، ارضِ کنانہ اور شام کے فرزندانِ اسلام!......اور اے ربیعہ اور مضر کے سخی باشندو!...... صلاح الدین ایوبی کے وارثو!......محمد الفاتح کے شہسوارو!......اُمّ الفداء اور حلب الشھباء کے جانثارو!......معان اور زرقا کے دلاورو!...... اور اے ازد کے بہادرو!...... اور اے عسیر کے سپوتو!......اے حاشد اور مدحج اور بکیل کے خوش خُلق باشندو!......تم ارضِ رافدین، سرزمینِ دجلہ وفرات میں بسنے والے اپنے بھائیوں کی مدد و نصرت کو پہنچو!!!......وہاں گھمسان کا رن پڑ چکا ہے...... جنگ کے شعلے تیزی سے پھیل رہے ہیں......تمہارے ہزاروں بھائی شہید اور ہزاروں گرفتار کیے جا چکے ہیں......اور اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ تم آکر دشمنوں کی جڑ کاٹو گے...... اُن کے منصوبے خاک میں ملاؤ گے۔ الحمد للہ، تمام تر مشکلات کے باوجود تمہارے بھائی رومی یلغار کے سامنے ڈٹے ہوئے ہیں......اس دین کے دفاع کی خاطر اپنے مال اور جان......سب داؤ پر لگا رہے ہیں۔ یقیناً ان مجاہدین اور ان کے انصار کے تمام کمالات و کامیابیاں اللہ ہی کی عطا ہیں۔

یہ نصرتِ دین کی خاطر اٹھے ہیں
اپنی جان اور مال سب کچھ کھپا دیا ہے
موت ان کے حوصلے پست نہیں کرتی

یہ اپنے سب عزیز و اقرباء سے جدا ہو چکے ہیں
اپنے پیاروں کو گھروں ہی میں چھوڑ آئے ہیں
تاکہ خالدؓ اور بلالؓ کا اتباع کر سکیں

اے اللہ! اے ہمارے ربّ! ہمارے شہداء کی شہادت قبول فرما! ہمارے زخمیوں کو شفاء، قیدیوں کو رہائی اور مجاہدین کو استقامت عطا فرما! اپنی طرف سے ان کی خصوصی مدد و نصرت فرما! یقیناً تیرے سوا ہمارا اور ان کا کوئی سہارا نہیں، نہ ہی تیرے سوا کسی کے پاس کوئی قوت ہے۔

اے اللہ! اے کتاب نازل فرمانے والے، بادلوں کو چلانے والے، فوجوں کو شکست دینے والے! ہمارے دشمنوں کو ہمارے ہاتھوں شکست عطا فرما!

اے اللہ! اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائیاں عطا فرما اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا لے!

اے اللہ! اس امّت پر ہدایت اور راستی کا ایک ایسا دور لا جس میں تیرے اطاعت گزار باعزت اور تیرے نافرمان ذلیل ٹھہریں، جس میں نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے!

اے اللہ! فلسطین، عراق، افغانستان، کشمیر، فلپائن، شیشان اور پاکستان، اور ہر جگہ برسرِ پیکار مجاہدین کو کافروں پر فتح عطا فرما! یقیناً تو دعائیں سنتا اور جواب دیتا ہے!

وَآخر دعوانا اَنِ الحمدُ للہِ رَبِّ العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجاہد شیخ اسامہ بن محمد بن لادن کی جانب سے
یورپی ممالک کو صلح کی پیشکش

(صفر ۱۴۲۵ھ...... مارچ ۲۰۰۴ء)

یہ پیغام بحیرۂ روم کے شمال میں بسنے والے ہمسایہ ممالک کے نام ہے، اور اس کا مقصد ان ممالک کے مثبت طرزِ عمل کو دیکھتے ہوئے صلح کی پیشکش کرنا ہے۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ! یقیناً تمام تعریفوں کی مستحق اللہ ربّ العزت کی ذات ہے جس نے زمین و آسمان کا نظام عدل پر قائم فرمایا اور جس نے مظلوم کو یہ حق دیا کہ وہ ظالم سے اپنا قصاص وصول کرے۔

پس سلامتی ہے اس کے لیے جو ہدایت کی تابعداری کرے!

ابتداً میری چند باتیں ذہن نشین کر لو:

- تم لوگ کسی کو پسند کرو یا ناپسند، بہر حال ہر ایک سے عدل و انصاف پر مبنی بات کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔
- حق بات محض اس لیے غلط نہیں ہو جاتی کہ اسے کہنے والا تمہارا دشمن ہے۔
- یاد رکھو! اپنے تحفظ و سلامتی کی سب سے بڑی ضمانت دوسروں سے عدل کا برتاؤ کرنا اور ظلم و زیادتی سے باز رہنا ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

سرکشی خود سرکشوں ہی کو مار ڈالتی ہے　　　اور ظلم کا نتیجہ ہمیشہ برا ہی ہوتا ہے!

فلسطین کے حالات اس کی واضح مثال ہیں، اسی طرح ۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء اور ۱۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو پیش آنے والے (میڈرڈ ٹرین حملوں جیسے) واقعات بھی دراصل تمہارے مظالم کی قیمت تھی، جو تم ہی سے وصول کی گئی!

یہ حقیقت کس سے پوشیدہ ہے کہ پائیدار امن تمام انسانیت کی ناگزیر ضرورت ہے۔ چنانچہ ہم اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتے کہ تم امن وسلامتی کو بس اپنے ہی لیے مخصوص کرلو۔ اسی طرح کوئی عقل مند قوم بھی اپنے سیاسی قائدین کو کبھی یہ اجازت نہ دے گی کہ وہ ان کے امن وسلامتی کو اپنی حماقتوں سے خطرے میں ڈال دیں۔

یہاں میں یہ بھی واضح کرنا چاہوں گا کہ ہمیں دہشت گرد اور ہمارے اعمال کو دہشت گردی کہنے کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ تم بھی اپنے آپ کو دہشت گرد اور اپنی حرکتوں کو دہشت گردی تسلیم کرو، کیونکہ عمل اور ردِعمل ہمیشہ ایک ہی نوعیت کے ہوتے ہیں...... ہم جو کچھ کررہے ہیں وہ دراصل تمہاری ہی کی حرکتوں کا ردِعمل ہے اور افغانستان، عراق اور فلسطین میں بہائے جانے والے خون اور تباہ کیے جانے والے گھروں کا بدلہ ہے۔ تمہارے مظالم کی ایک واضح مثال وہ لرزہ خیز قتل ہے جس نے ساری دنیا کو ششدر کردیا ہے، جہادِ فلسطین کے بزرگ اور معذور رہنما شیخ احمد یاسینؒ کا قتل۔ اللہ ان کی شہادت قبول فرمائے! ہم اللہ ربّ العزت سے عہد کرتے ہیں کہ جب تک امریکہ سے اس شہید کے خون کا قصاص نہ لے لیں، چین سے نہ بیٹھیں گے۔

یہ کون سی ملت ہے جو تمہارے مقتولین کو معصوم اور ہمارے مقتولین کو بے وقعت قرار دیتی ہے؟ کس مذہب کے تحت تمہارا خون تو 'خون' ہے، مگر ہمارا خون 'پانی'؟ عدل وانصاف اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ سب کے ساتھ مساوی سلوک کیا

جائے اور زیادتی کا آغاز کرنے والا ہی حقیقی قصوروار ٹھہرایا جائے۔

تمہارے سیاستدان اور ان کے متبعین تمام مسائل کی جڑ یعنی 'فلسطین پر جاری غاصبانہ قبضے' کو نظرانداز کرنے پر مصر ہیں اور ہمارا حقِ دفاع ومزاحمت تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ یہ لوگ نہ تو خود اپنا احترام کرنا جانتے ہیں، نہ ہی اپنے عوام کی جانوں اور ان کی آراء کو کوئی وقعت دے رہے ہیں، نتیجتاً ان کا یہ غیر منصفانہ رویہ تمہاری حفاظت یقینی بنانے کی بجائے بالآخر تمہارے ہی مزید خون بہائے جانے کا سبب بنے گا۔

اگر تمہارے اور ہمارے ممالک میں ہونے والی قتل وغارت کا منصفانہ تجزیہ کیا جائے تو یہ اہم حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے کہ ہمارا اور تمہارا دشمن ایک ہی ہے، یعنی تمہارے سیاست دان، جو تمہاری مخالفت کے باوجود تمہارے بیٹوں کو ہمارے علاقوں میں مرنے اور مارنے کے لیے بھیج دیتے ہیں۔ چنانچہ دونوں فریقین کا مفاد اسی میں ہے کہ ان لوگوں کے تختے الٹ دیئے جائیں جو اپنے محدود ذاتی مفادات کے لیے اور روائٹ ہاؤس سے وفاداری کا حق ادا کرنے کی خاطر عوام الناس کا خون بہاتے ہیں۔

یہ بات سمجھنا بھی نہایت ضروری ہے کہ ہر نئی جنگ کے نتیجے میں بڑی بڑی کمپنیاں اربوں ڈالر کے منافع کماتی ہیں، خواہ یہ اسلحہ ساز کمپنیاں ہوں یا جنگ کے بعد تعمیرِ نو کا کام کرنے والی ''ہیلی برٹن'' اور اس جیسی دیگر کمپنیاں۔ لہٰذا یہ بات سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ جنگ کے شعلے بھڑکتے رہنے اور خون بہائے جانے سے کس کا مفاد وابستہ ہے؟ ظاہر ہے کہ انسانیت کا خون چوسنے والے جنگ کے انہی سوداگروں کا، جو پسِ پردہ رہ کر دنیا کے معاملات کنٹرول کرتے ہیں۔

جہاں تک امریکی صدر بش، اس کے گرد طواف کرنے والے رہنماؤں، ذرائع ابلاغ کے بڑے بڑے اداروں اور اُس اقوام متحدہ کا تعلق ہے جس کا کام اپنے ویٹو پاور والے آقاؤں اور جنرل اسمبلی کے غلاموں کے درمیان تعلقات ٹھیک ٹھیک چلانے کے لیے قانون سازی کرنا ہے، تو ان سب کی حیثیت محض کٹھ پتلیوں کی سی ہے جنہیں لوگوں کو دھوکہ دینے اور ان کا استحصال کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ آج انسانیت کو درپیش سب سے بڑا خطرہ یہی ہیں اور ان میں سے خطرناک ترین دشمن صیہونی لابی ہے۔ ہمارا عزم ہے کہ ان شاء اللہ ہم اس دشمن سے جہاد جاری رکھیں گے۔

اِن تمام باتوں کی روشنی میں، اور اس مثبت طرزِ عمل اور عوامی جائزوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپی عوام کی ایک بڑی تعداد امن کی خواہاں ہے، میں یورپ کے لوگوں خصوصاً اُن کے علماء اور تاجروں سے، جن میں حق گوئی کی خو ہو، یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ خون کے ان سوداگروں کو مزید موقع دینے سے بچنے کے لیے ایک مستقل کمیٹی بنائیں جو یورپی عوام کو ہماری منصفانہ جدو جہد، خصوصاً مسئلہ فلسطین پر ہمارے مؤقف سے آگاہ کرے۔ یہ شعور و آگاہی پھیلانے کے لیے جدید ذرائع ابلاغ سے استفادہ کرنا ناگزیر ہوگا۔ ساتھ ہی میں ان لوگوں کو صلح کی پیشکش کرتا ہوں۔

- اس صلح کی بنیادی شرط یہ ہے کہ ہم ہر اس ملک کے خلاف کارروائیاں روک دیں گے، جو مسلمانوں کے خلاف جارحیت بند کردے اور ان کے داخلی معاملات میں دخل اندازی سے باز رہے۔ اسی جارحیت کی ایک مثال اسلامی دنیا کے خلاف جاری امریکی سازشیں ہیں۔
- کسی ملک کی حکومت بدلنے کی صورت میں سابقہ حکومت کی طے شدہ مدتِ صلح ختم ہونے پر، فریقین کے باہمی اتفاق سے معاہدۂ صلح کی تجدید کی جاسکتی ہے۔

- ہمارے علاقوں سے کسی ملک کے آخری فوجی کے انخلاء کے ساتھ ہی اس ملک اور ہمارے درمیان صلح کا یہ معاہدہ نافذ ہو جائے گا۔
- صلح کا دروازہ ہمارے اس اعلان کے تین ماہ بعد تک کھلا رہے گا۔

اب جو کوئی امن کی بجائے جنگ کو ترجیح دے، تو وہ جان لے کہ ہم لڑنے کے لیے ہر دم مستعد ہیں اور جو کوئی واقعتاً امن کا خواہاں ہو تو ہم نے صلح کا ہاتھ بڑھا کر اسے ایک موقع فراہم کر دیا ہے۔

بس اب ہمارا خون بہانا بند کر دو، تاکہ تمہارا خون بھی نہ بہایا جائے۔ اس سیدھے سادھے مگر نہایت نازک مسئلے کا حل تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے۔ اور تم خوب جانتے ہو کہ ہر گزرنے والا لمحہ مسائل کو مزید گھمبیر اور حالات کو مزید سنگین بنا تا جا رہا ہے۔ اب اگر حالات مزید بگڑے تو ہمیں نہیں، اپنے آپ کو ملامت کرنا!

کوئی بھی عقلمند انسان محض وائٹ ہاؤس میں بسنے والے کذّاب کی خاطر اپنی جان، مال اور اولاد کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہے گا۔ اگر وائٹ ہاؤس کا مکین واقعتاً پائیدار امن کا خواہش مند ہوتا تو کبھی بھی صابرہ اور شتیلا میں حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کرنے والے اور فلسطین کے امن منصوبے کو برباد کرنے والے شخص ایریل شیرون کو 'مسفیرِ امن' کے خطاب سے نہ نوازتا، نہ ہی وہ اپنے عوام سے یہ جھوٹ بولتا کہ ہم (مجاہدین) حریت کے دشمن ہیں اور بغیر کسی سبب کے...... قتل برائے قتل کرتے ہیں۔

حقائق اس بات کے شاہد ہیں کہ ہم سچے اور وہ جھوٹا ہے۔ ہم نے تو روسیوں کو تب مارنا شروع کیا تھا جب وہ افغانستان اور شیشان پر حملہ آور ہوئے، اور نیو یارک میں امریکیوں کو اس وقت مارا گیا جب انہوں نے فلسطین میں یہودیوں کا ساتھ دیا اور جزیرۂ عرب کی مقدس سرزمین پر اپنے پنجے جمائے، صومالیہ میں بھی امریکیوں

کواس وقت قتل کیا گیا جب انہوں نے ''آپریشن ریسٹور ہوپ'' کے نام سے وہاں جنگی کارروائی شروع کی، اور الحمد للہ تائیدِ الٰہی کی بدولت انہیں وہاں سے ناکام ونامراد لوٹنے پر مجبور کر دیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ ''پرہیز علاج سے بہتر ہے''۔

اور یہ کہ:

''خوش بخت وہ ہے جو دوسروں کی غلطیوں سے سبق سیکھ لے''

اور یہ بھی سچ ہے کہ:

''سیدھی راہ پر لوٹ آنا باطل پر جمے رہنے سے بہتر ہے۔''

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

اور سلامتی ہو اُس پر جو ہدایت کی پیروی اختیار کر لے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجاہد شیخ اُسامہ بن محمد بن لادن کی جانب سے
عراقی مسلمانوں کے نام پیغام
(رجب ۱۴۲۴ھ......اگست ۲۰۰۳ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. تمام تعریفیں اس ربّ کے لیے ہیں جس نے فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ وَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝ (التوبہ: ۷۳)

﴿اے نبی ﷺ کفار اور منافقین کے خلاف جہاد کریں اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آئیں، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بیشک یہ بدترین جائے قرار ہے﴾

اللہ کی رحمتیں اور سلامتی ہو نبی ﷺ پر، جن کا فرمان ہے:

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِیْنِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ. (سنن نسائی، ابوداود)

(جو کوئی اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے، اور جو کوئی اپنی جان کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے اور جو کوئی اپنے دین کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے اور جو کوئی اپنے خاندان کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے)

امّا بعد، یہ دوسرا خط ہمارے مسلمان عراقی بھائیوں کے نام ہے۔

اے سعدؓ، مثنّیٰؓ، خالدؓ اور معنّیٰ کے فرزندو! صلاح الدین کے

جانشینو! تم پر اور تمہاری جدو جہد پر اللہ کی سلامتی اور رحمتیں ہوں! میں اس مبارک جہاد پر تمہیں سلام پیش کرتا ہوں۔ اللہ گواہ ہے کہ دشمن کو بے پناہ نقصان پہنچا کر تم تمام مسلمانوں ، خصوصاً اہلِ فلسطین کے دلوں کی ٹھنڈک کا باعث بنے ہو۔ اللہ تمہیں بے پناہ اجر سے نوازے۔ یقیناً تمہاری جدو جہد قابلِ ستائش ہے۔ اللہ تمہارے قدم جمائے اور تمہارے نشانے ٹھیک ہدف پر بٹھائے۔ تمہارے تمام تر کمالات درحقیقت اللہ ہی کے عطا کردہ ہیں ، اور جب اللہ تمہارے ساتھ ہو تو تمہاری کامیابی میں کون شک کرسکتا ہے؟

اللہ مجھے تم سے لمحہ بھر بھی دور نہ کرے
تم گھوڑے کی پیٹھ پر شجاع گھڑ سوار ہو
اور گھوڑوں سے اتر کر عظیم بطل
جنگل کے ایسے شیر جن کا کوئی ثانی نہیں
سوائے ہند کی تیز دھار تلواروں اور نیزوں کے

خوش رہو کہ امریکہ دجلہ وفرات کے دلدل میں پھنس گیا ہے۔ بش

تو یہ سوچ کر آیا تھا کہ عراق اور اس کا تیل ایک آسان شکار ہوں گے، لیکن الحمدللہ اسے بڑی مشکل صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، آج ساری دنیا امریکہ کو چیخ و پکار کرتے دیکھ رہی ہے، اُس کے تنزل اور تباہی کا تماشہ دیکھ رہی ہے۔ یقیناً تمام تعریفیں اللہ ربّ العالمین ہی کے لیے ہیں جس نے اس کی ہر ہر چال یوں ناکام کی کہ اب وہ سب سے گرے ہوئے لوگوں سے بھی مدد مانگنے اور مشرق و مغرب سے کرائے کے فوجیوں کی بھیک اکٹھی کرنے پر مجبور ہے۔ امریکہ کو تمہارے ہاتھوں جس ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا

پڑا ہے وہ قطعاً باعثِ حیرت نہیں......آخر تم انہی عظیم شہسواروں کے جانشین ہو جو اسلام کا علَم لے کر مشرق کی سمت بڑھے یہاں تک کہ تمام رکاوٹیں عبور کرتے ہوئے چین تک جا پہنچے۔بس ضرورت اس بات کی ہے کہ تم مزید جدو جہد، قربانی اور فراخدلی کا مظاہرہ کرو۔

چھاپہ مار جنگ اور شہیدی حملے جاری رکھو! یہ شہیدی حملے افضل ترین عبادات میں سے ہیں، اللہ سے قرب کا بہترین ذریعہ ہیں اور ایک ایسا ہتھیار ہیں جسے استعمال کرنا دشمن کے بس کی بات نہیں۔الحمد للہ اس ہتھیار نے دشمن کو عاجز کر دیا ہے، انہیں ذلیل و رسوا کیا ہے، اور ان کے حوصلے بہت بری طرح پست کر دیے ہیں۔لہٰذا مزید شہیدی حملے کرو، دشمن کے پیروں تلے زمین کو آگ لگا دو اور ان کے ہر ٹھکانے کو نشانہ بناؤ یہاں تک کہ وہ شکست کھا کر بھاگ نکلیں۔بقول شاعر:

ہتھیار سے اپنی زمین کا دفاع نہ کرنے والا تباہ ہو جاتا ہے
اپنے آپ کو بے عزتی سے نہ بچانے والا ہی بے عزت ہوتا ہے
موت کے اسباب سے ڈرنے والے کو موت آن دبوچتی ہے
خواہ وہ کسی سیڑھی کے ذریعے آسمان تک ہی کیوں نہ جا پہنچے

جہاد کی ذمہ داری پوری طرح ادا کرو، اللہ تمہیں کمال تک پہنچائے گا، اور یاد رکھو کہ اللہ کے نزدیک وہ عمل کوئی حیثیت نہیں رکھتا جس کے پیچھے درست نیت کارفرما نہ ہو۔یہ معرکہ عالمِ اسلام کے خلاف ایک نئی صلیبی جنگ کا نقطۂ آغاز ہے۔یہ امّت کے لیے ایک فیصلہ کن جنگ ہے جو اسلام اور اہلِ اسلام کے لیے بہت خطرناک نتائج اور مضمرات کی حامل ہو سکتی ہے جن کا ٹھیک سے اندازہ بھی اللہ کے سوا کسی کے لیے ممکن نہیں۔چنانچہ اے شرق و غرب کے مسلم نوجوانو! خصوصاً عراق کے ہمسایہ ممالک اور یمن میں بسنے والو! تم پر جہاد کرنا اور اس کٹھن جدو جہد کی تیاری کرنا فرض ہے۔اٹھو! حق

کی پیروی کرو اور اُن لوگوں سے خبر دار رہو جو دنیا سے چمٹے ہوئے ہیں، اپنی خواہشات کی پیروی اور ظالموں کی حمایت کرتے ہیں، اور تمہاری حوصلہ شکنی کر کے تمہیں جہاد سے روکتے ہیں۔

آج پھر یہ نعرے بلند کیے جا رہے ہیں کہ مرتد حکمرانوں اور غاصب یہودی و صلیبی افواج سے نمٹنے کا درست طریقہ پر امن جمہوری جدو جہد ہے۔ یہ آوازیں آج عراق میں اسی طرح گونج رہی ہیں جس طرح پہلے فلسطین، اردن اور مصر میں گونجتی رہی ہیں۔ یہ راستہ گمراہ کن ہے، اللہ کے قانون سے متصادم اور روحِ جہاد کے خلاف ہے، لہٰذا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ تمہیں یہ راہ اختیار کرنے کے خطرات سے مختصراً آگاہ کر دوں۔ اس راستے کی طرف بلانے والوں کا اتباع کرتے ہوئے دین قائم کرنے کے کتنے ہی قیمتی مواقع کھو دیئے گئے! کتنے قیمتی وسائل ضائع کر دیے گئے! پس خبردار رہنا!......ان لوگوں کی پیروی سے بچتے رہنا!......اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی اس آیت پر غور کرتے رہنا:

رَبَّنَا اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَ نَا فَأَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ○

(الاحزاب: ٦٧)

﴿اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنے رہنماؤں اور بڑوں کی پیروی کی، پس انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا﴾

آج بات سمجھ لو تا کہ اس دن نہ پچھتانا پڑے جب پچھتاوا بے سود ہوگا۔ حق کو پہچاننے کی کوشش کرو، اہلِ حق کو خود ہی جان جاؤ گے اور لوگوں کو حق کے معیار پر جانچو نہ کہ حق کو لوگوں کے معیارات پر۔ اسلام ہی دینِ حق ہے، وہ دین جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے، لہٰذا یہ دیکھو کہ نبی ﷺ کس چیز پر قائم تھے اور پھر اسی

سے چمٹے رہو۔

ایک صحیح حدیث میں نبی ﷺ فرماتے ہیں:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ لَا اَنْ یَّشُقَّ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ مَا قَعَدْتُّ خِلَافَ سَرِیَّۃٍ تَغْزُو فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَبَدًا. (رواہ مسلم)

(اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، اگر مجھے مسلمانوں کے مشقّت میں پڑ جانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں اللہ کی راہ میں نکلنے والے کسی لشکر سے کبھی پیچھے نہ رہتا)

.....تو پھر تم کیسے ان لوگوں کی بات مانتے ہو جنہوں نے جہاد فرض ہونے کے باوجود اللہ کی راہ میں ایک گولی تک نہیں چلائی؟ کیا تم غور نہیں کرتے کہ ان لوگوں نے اس امّت کے حق پرست افراد کی صلاحیتیں معطل کر کے رکھ دی ہیں اور قانون ساز اسمبلیوں میں لوگوں کی خواہشات کی بنیاد پر فیصلے کر کے دینِ جاہلیت 'جمہوریت' کی پیروی اختیار کی ہے۔ بلاشبہ یہ لوگ خود بھی گمراہ ہیں اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔

کیا اسلام اس بات کا نام نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں؟ اسلام نے جو چیزیں سب سے پہلے تباہ کیں ان میں قریش کی قانون ساز مجلس ''دارالندوہ'' میں بیٹھے افراد کی خواہشات تھیں، کیونکہ قانون سازی کا حق فقط اللہ کے لیے مخصوص ہے اور اللہ کے مقابلے میں قانون سازی کرنے والا دراصل اللہ کی بجائے اپنے آپ کو معبود قرار دے دیتا ہے۔ یقیناً ایسا کرنے والا صریح کفر کا مرتکب ہو کر ملتِ محمدیہ ﷺ سے خارج ہو جاتا ہے، خود طاغوت بن بیٹھتا ہے جب کہ ایسے طاغوتوں کی نفی توحید کے ان دو بنیادی تقاضوں میں سے ہے جن کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ٥ (البقرہ:٢٥٦)

﴿اور جس کسی نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا، تو بیشک اس نے ایک ایسی مضبوط رسی کو تھام لیا جو کبھی نہ ٹوٹنے والی ہے، اور اللہ سب سنتا اور دیکھتا ہے﴾

آخر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ مجالسِ شرک یعنی قانون ساز اسمبلیوں میں شریک ہوتے ہیں جب کہ اسلام ان چیزوں کے خاتمے کے لیے آیا تھا؟ اب اس کے بعد یہ کہنے کی کیا بنیاد باقی رہ جاتی ہے کہ یہ لوگ حق پر قائم ہیں؟ بیشک یہ لوگ غلطی پر ہیں اور اسلام ان کے اعمال سے بالکلیہ بری ہے۔ چنانچہ انہیں چاہیے کہ اللہ سے ڈریں، ان جاہلانہ اعمال سے توبہ کر کے اس کی طرف لوٹ آئیں، کفر کی اسمبلیوں اور اسکے طاغوتوں سے اپنی بیزاری کا اظہار کریں اور کفر کو ڈنکے کی چوٹ پر کفر کہیں، اور انہیں اسی حیثیت سے مخاطب کریں، یہی اللہ کی سنت ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ٥ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ٥ وَلَآ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ٥ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ٥ وَلَآ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ٥ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ٥ (سورة الكافرون)

﴿کہو، اے کافرو! میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو، نہ تم اس کی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں اس کی عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرو گے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین﴾

اسلام اللہ کا دین ہے اور قانون ساز اسمبلیاں قبل از اسلام جاہلیت کا دین۔ چنانچہ جو شخص بھی حکمرانوں یا علماء کے کہنے پر اللہ کے حرام کردہ کو حلال جانے مثلاً قانون ساز اسمبلیوں میں شرکت، یا اللہ کے حلال کردہ کو حرام ٹھہرائے مثلاً جہاد فی سبیل اللہ کو، تو یقیناً اس نے اللہ کے ساتھ ان لوگوں کو بھی خدائی میں شریک کیا۔ اور بلا شبہ اللہ کی مدد کے سوا کسی کے پاس کوئی طاقت اور قوت نہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحَانَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (التوبه: ۳۱)

﴿ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو ربّ بنالیا ہے، اور مریمؑ کے بیٹے مسیحؑ کو بھی، حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، پاک ہے وہ (اللہ) اس شرک سے جو یہ اُس کے ساتھ کرتے ہیں﴾

اللہ ان کے اس فعل کو شرک قرار دیتا ہے۔ ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہم کسی طور بھی شرک کرنے والوں میں شامل ہوں۔

دین کا قیام اور فتنے کا خاتمہ قتال فی سبیل اللہ ہی کے ذریعے ممکن ہے اور یہ بات ہمارے عزیز وحکیم ربّ نے قرآن مجید میں نہایت وضاحت کے ساتھ ہمیں بتلادی ہے:

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ.

(الانفال: ۳۹)

﴿اوران سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ ہی کے لیے خالص ہو جائے﴾

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ....وَ یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ.......

(رواه البخاری ومسلم و ابن ماجة)

(مجھے لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں......اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں......)

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ. (رواه البخاری)

(جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے)

یہی ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے۔ یہ دین تلواروں کے سائے تلے کھڑے رہ کر قائم کیا جاتا ہے، نہ کہ نمائندہ اسمبلیوں، پارلیمنٹ اور مرتد حکومتوں کے سائے میں بیٹھ کے، جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے......تو کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی گمراہی ہو سکتی ہے؟

ایک شاعر کے الفاظ میں:

جو لڑنے پر آمادہ نہیں بیشک وہ یہ راستہ چھوڑ جائے
لیکن قتال پر آمادہ لوگوں کو تو نہ بہکائے

اے دنیا بھر میں بسنے والے مسلمان نوجوانو! اس گمراہ کن راہ سے اپنے آپ کو بچاؤ اور جہاد کی راہ پر جمے رہو کیونکہ آج یہ فرداً فرداً تم میں سے ہر ایک پر فرض ہو چکا ہے۔ اور جہاد کے فرضِ عین ہونے کے باوجود جو بیٹھا رہ جائے تو وہ شریعت کی نگاہ

میں فاسق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ ○ (التوبہ: ۲۴)

﴿ کہوا گر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور وہ مال جو تم کماتے ہواور وہ تجارت جس کے ماند پڑ جانے کا تمہیں خوف ہے اور وہ گھر جو تمہیں بہت محبوب ہیں، اگر یہ (سب چیزیں) تمہیں اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں، تو اللہ کے (عذاب کے) فیصلے کا انتظار کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا﴾

میں اس موقع پر تمام مسلمانوں خصوصاً اہلِ عراق کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ وہ امریکی صلیبی افواج اور ان کے ساتھیوں کی مدد سے باز رہیں۔ اور جو کوئی بھی ان غاصبوں کی گود میں پل رہا ہے اور ان سے تعاون کر رہا ہے، خواہ یہ تعاون امن فوج، پولیس، آرمی یا عبوری حکومت جیسے کسی بھی نام یا عنوان کے تحت ہو، تو ایسا شخص کافر اور مرتد ہے، اس کا خون حلال، اور قتل واجب ہے۔

اسی حکم کا اطلاق کفری طاقتوں کی حامی و مددگار سوشلسٹ بعث پارٹی اور کرد جمہوری پارٹی جیسی دیگر جماعتوں پر بھی ہوتا ہے۔ کفار کی مدد اور ان سے دوستی نواقضِ اسلام یعنی 'دائرہ اسلام سے خارج کرنے والی' دس چیزوں میں سے ایک ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ مَنۡ یَّتَوَلَّهُم مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ. (المائدہ: ۵۱)

﴿اور تم میں سے جو کوئی ان (یہود ونصاریٰ) کا ساتھ دے وہ انہیں میں سے ہے﴾

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

بَشِّرِ الۡمُنَافِقِيۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا o الَّذِيۡنَ يَتَّخِذُوۡنَ الۡكَافِرِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَيَبۡتَغُوۡنَ عِنۡدَهُمُ الۡعِزَّةَ فَاِنَّ الۡعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيۡعًا o (النساء: ۱۳۸۔۱۳۹)

﴿منافقوں کو بشارت دے دیجیے کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے، وہ منافق جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار کے حامی و مددگار بنتے ہیں۔ کیا وہ ان کے پاس عزت کی تلاش میں جاتے ہیں؟ یقیناً ساری عزت تو صرف اللہ ہی کے لیے ہے﴾

لہٰذا اللہ ہی سے ڈرو اور توبہ کرتے ہوئے اسی کی طرف لوٹ آؤ، ان کفری اور طاغوتی پارٹیوں سے اپنی بیزاری کا اعلان کرو، ایک اللہ پر ایمان لاؤ اور اللہ ہی کے کلمے کی سربلندی کے لیے جہاد کرو۔

یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ امریکہ کی بنائی ہوئی ہر حکومت، خطے کی باقی حکومتوں کی طرح غدار اور کٹھ پتلی ہوتی ہے، اس کی واضح مثال کرزئی اور محمود عباس کی حکومتیں ہیں، جنہیں جہادی تحریکیں کچلنے کے لیے برسرِ اقتدار لایا گیا ہے۔ فلسطین کے لیے پیش کیا گیا ''امن منصوبہ'' انتفاضہ کو ختم کرنے کے لیے کی جانے والی سازشوں کے سلسلے ہی کی ایک نئی کڑی ہے۔ اس سازش کی تیاری میں بدترین مجرموں نے اپنا حصہ ڈالا ہے۔ جن میں بش، شیرون، عبداللہ بن عبدالعزیز، عبداللہ دوم، حسنی مبارک اور محمود عباس سرِ فہرست ہیں۔ ہمیں اِن دھوکوں میں آنے کی بجائے جہاد جاری رکھنا ہے،

یہاں تک کہ فلسطین میں ایک اسلامی ریاست قائم ہو جو اللہ کی زمین پر اللہ کی شریعت نافذ کرے۔ اِس منزل کے حصول تک ہمیں غاصب صلیبیوں اور یہودیوں سے صرف ایک ہی زبان میں مذاکرات کرنے چاہئیں......اور وہ ہے اسلحے کی زبان!

اِن دشمنوں سے جنگ تو اللہ نے ہم پر واجب کی ہے۔اللہ ربّ العزت کا فرمان ہے:

فَاِذَا انۡسَلَخَ الۡاَشۡهُرُ الۡحُرُمُ فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَيۡثُ وَ جَدۡتُّمُوۡهُمۡ وَ خُذُوۡهُمۡ وَاحۡصُرُوۡهُمۡ وَاقۡعُدُوۡا لَهُمۡ كُلَّ مَرۡصَدٍ.

(التوبہ:۵)

﴿اور جب حرمت کے مہینے گزر جائیں ،تو جہاں کہیں مشرکوں کو پاؤ انہیں قتل کرو، انہیں پکڑو،ان کا محاصرہ کرواوران کے لئے ہر گھات میں تیار بیٹھو﴾

ایک موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا:

جَاهِدُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ بِاَمۡوَالِكُمۡ وَ اَنۡفُسِكُمۡ وَ اَلۡسِنَتِكُمۡ.

(رواہ ابوداود)

(مشرکوں کے خلاف اپنے اموال،اپنی جانوں اوراپنی زبانوں سے جہاد کرو)

کسی شاعر نے کہا ہے:

شرک کے شعلوں کو لہو رنگ بارش ہی بجھا سکتی ہے
توحید کی بنیادیں بہترین نیزوں اورتلواروں ہی سے کھڑی ہوتی ہیں

جو فرد یا ملک بھی امریکہ کی مدد کے لئے عراق آتا ہے، چاہے وہ امن قائم کرنے کے بہانے آئے یا بارودی سرنگیں صاف کرنے کے لیے یا اسلام دشمن صیہونی صلیبی ادارے 'اقوام متحدہ' کی آڑ میں،اس کے خلاف قتال واجب ہے۔کیا یہ اسی اقوامِ متحدہ کی قرارداد ہی نہیں تھی جس نے پچاس سال قبل یہودیوں کو سرزمینِ فلسطین پر

قبضہ دلایا تھا؟ اسی طرح جو کوئی بھی امریکہ کی پکار پر او آئی سی یا عرب لیگ کے سائے تلے عراق آئے تو اس سے بھی لڑنا واجب ہے۔ کیا یہ سات عرب ممالک کی فوجیں ہی نہیں تھیں جنہوں نے اقوامِ متحدہ کی قرارداد کی منظوری کے اگلے ہی سال امریکہ کی تابعداری میں فلسطین یہودیوں کے حوالے کیا تھا؟ ان بدبخت افواج میں شاہ عبدالعزیز آلِ سعود، مصر کے شاہ فاروق، اردن کے شاہ عبداللہ بن شریف حسین کی فوجیں بھی شامل تھیں اور ان سات کی سات افواج کی کمان ایک انگریز فوجی اہلکار (کلوک) کے ہاتھ میں تھی۔ کیا اس سے بڑی بھی کوئی خیانت ممکن ہے؟

مسلمانو! یہ کوئی معمولی بات نہیں، انتہائی سنگین نوعیت کا معاملہ ہے۔ پس جس کسی کے پاس بھی کوئی قوت، طاقت، مشورہ، مادی یا جسمانی وسائل موجود ہیں، اب وقت آ گیا ہے کہ انہیں استعمال کیا جائے۔ ایسے ہی حالات میں لوگ آزمائے جاتے ہیں، سچے اور جھوٹے، دین کے لئے غیرت رکھنے والے اور پیچھے بیٹھے رہنے والے چھٹ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ انہی کٹھن حالات میں میدانِ عمل بہادر، غیرت مند مردوں اور باہمت، پاکیزہ عورتوں کی راہ تکتا ہے۔

اے فاطمہؓ، سمیہؓ، خولہؓ اور اسماءؓ ذاتُ النطاقین کی بہنو! میدانِ جنگ منتظر ہیں کہ کب تم اپنے باپ، بیٹوں، خاوند اور بھائیوں کو جہاد پر ابھارو گی اور کب انہیں تیار کر کے قتال فی سبیل اللہ کے لیے روانہ کرو گی! اپنی سب سے قیمتی متاع اللہ کی راہ میں قربان کر کے اللہ کے دین کی نصرت کا فریضہ سرانجام دو اور اللہ سے جزا کی امید رکھو۔

عراق میں برسرِ پیکار مجاہدو! اللہ کی قسم میں تمہاری پریشانی میں برابر کا شریک ہوں اور تمہاری ہر کیفیت کو محسوس کرتا ہوں۔ تمہیں جہاد میں مشغول دیکھ کر مجھے رشک آتا ہے۔ اللہ شاہد ہے کہ اگر میرے لئے محاذ تک پہنچنا ممکن ہوتا تو میں ہرگز پیچھے نہ

بیٹھتا اور میں بیٹھ بھی کیسے سکتا ہوں جب کہ یہ بات میرے علم میں آ چکی ہے کہ ہمارے لیے بہترین مثال اور اتباع کا اولین نمونہ، ہمارے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ لَا اَنْ یَّشُقَّ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ مَا قَعَدْتُّ خِلَافَ سَرِیَّۃٍ تَغْزُو فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ أَبَدًا. (رواہ مسلم)

(اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، اگر مجھے مسلمانوں کے مشقّت میں پڑ جانے کا ڈر نہ ہوتا، تو میں اللہ کی راہ میں لڑنے والے کسی لشکر سے کبھی پیچھے نہ رہتا)

اور آپ ﷺ ہی نے یہ بھی فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ اَغْزُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اَغْزُوْ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اَغْزُوْ فَاُقْتَلُ. (مسلم: کتاب الامارۃ)

(قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، مجھے یہ بات بہت محبوب ہے کہ میں اللہ کی راہ میں لڑوں اور مارا جاؤں، پھر لڑوں پھر مارا جاؤں، پھر لڑوں پھر مارا جاؤں)

یہ ہمارے نبی ﷺ کا منہج ہے، یہ اس دین کی نصرت اور اسلامی مملکت کے قیام کا راستہ ہے۔ اس راہ پر قائم رہو اور اس راہ پر سوائے مخلصین کے کوئی قائم رہ بھی نہیں سکتا۔ میں تمام مسلمانوں، بالخصوص ربیعہ اور مضر کے قبائل اور کرد فرزندوں سے اپیل کرتا ہوں کہ تم علمِ جہاد بلند کرو......اللہ تمہیں بلندی عطا کرے۔

یہ غنڈے تمہیں اپنے ہتھیاروں سے ڈرانے نہ پائیں، اللہ نے ان کی چالیں ناکام اور ان کی قوت ختم کر دی ہے۔ ان کی کثرتِ تعداد تمہیں خوفزدہ نہ کر

دے، یہ تعداد میں زیادہ مگر اندر سے کھوکھلے ہیں۔ یہ اللہ ہی کا فضل ہے کہ یہ لوگ عسکری اور معاشی، دونوں اعتبار سے دن بدن کمزور ہورہے ہیں۔ یہ تنزل یومِ نیویارک کے بعد تو اور بھی تیزی سے بڑھا ہے۔

اس کارروائی (گیارہ ستمبر) اور اس سے رونما ہونے والے نتائج نے انہیں ایک کھرب ڈالر سے زائد کا نقصان پہنچایا ہے۔ یہ امریکی بجٹ میں خسارے کا مسلسل تیسرا سال ہے۔اس سال، اس خسارے کا تخمینہ ۴۵۰ ارب ڈالر سے زائد لگایا گیا ہے۔

یقیناً ان کامیابیوں پر تعریف اور شکر گزاری کی مستحق تنہا اللہ ہی کی

ذات ہے۔اس جنگ کے جاری رہنے سے ان کی معیشت کا خون مسلسل بہہ رہا ہے اور روزانہ ۱۰۰ ملین ڈالر سے زائد خرچ انہیں برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔لہٰذا دشمن پر ٹوٹ پڑو، اسے سنبھلنے کا موقع نہ دو، اسے اپنا تیل چوری کرنے اور اپنے بھائیوں کو اغوا کرنے کی اجازت نہ دو، اور جب اس پر حملہ کرو تو ایسی کاری ضرب لگاؤ جو اسے دوبارہ اٹھنے کے قابل نہ چھوڑے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اِذَا عَمِلَ اَحَدُكُمْ عَمَلاً اَنْ يُّتْقِنَهٗ.

(مسند ابی یعلیٰ)

(یقیناً اللہ کو یہ بات پسند ہے کہ تم میں سے ایک شخص جب کوئی کام کرے تو اسے بہترین طور پر پورا کرے)

اس فرمانِ رسول ﷺ کو بھی ملحوظ رکھو:

اِسْتَعِيْنُوْا عَلٰى قَضَاءِ حَوَائِجِكُمْ بِالْكِتْمَانِ. (مجمع الزوائد)

(اپنے کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے رازداری سے کام لو)

کوئی مجاہد بھی کسی ایسی کارروائی میں تانک جھانک اور دخل اندازی نہ کرے جس سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ اپنے علَم بلند کیے پیش قدمی کرتے چلو اور بزدلی کا مظاہرہ مت کرو، ورنہ تم دوسروں کی بزدلی کا بھی باعث بنو گے۔ ڈٹے رہو! جمے رہو! استقامت دکھاؤ! صبر سے کام لو! بیشک فتح کی منزل صبر کرنے والوں سے قریب تر ہوتی ہے۔

صبر کرو! موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر صبر کرو
حیاتِ جاوداں پانا ہرگز آساں نہیں
انسان زندگی میں کچھ نہیں پا سکتا
اگر وہ قربانی دینے کے لیے تیار نہ ہو!

لہٰذا تم بس اللہ ہی سے مدد مانگو، اسی پر بھروسہ رکھو، اور شہیدوں کی اُس اولین صف میں شامل ہونے کی کوشش کرو جو اس راہ میں اپنا سب کچھ لٹا دیتی ہے۔

ایک صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے روایت ہے:

(اَفْضَلُ الشُّهَدَآءِ)......اَلَّذِیْنَ اِنْ یُّلْقَوْا فِی الصَّفِّ لَا یَلْفِتُوْنَ وُجُوْهَهُمْ حَتّٰی یُقْتَلُوْا اُولٰٓئِکَ یَنْطَلِقُوْنَ فِی الْغُرَفِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَّةِ وَ یَضْحَکُ اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ وَ اِذَا ضَحِکَ رَبُّکَ اِلٰی عَبْدٍ فِی الدُّنْیَافَلاَ حِسَابَ عَلَیْهِ

(مسند احمد: باقي مسند الانصار)

((سب سے افضل شہداء)......وہ ہیں جنہیں اگر (ایک مرتبہ) صف میں ڈال دیا جائے تو (دوبارہ) پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے، (اور لڑتے جاتے ہیں) یہاں تک کہ شہید ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ جنت کے سب سے اونچے محلات میں چلیں پھریں گے، اور ان کا ربّ ان کی طرف دیکھ کر ہنستا ہے، اور جب تیرا ربّ دنیا میں اپنے کسی بندے کو دیکھ کر ہنس لے تو اس

سے (قیامت کے دن) حساب کتاب نہیں لیا جائے گا)

نوجوانانِ اسلام! قرآن وحدیث کے ساتھ چمٹے رہو، عدنان اور قحطان کے جوانو، جلدی کرو! اٹھو! اور سرزمینِ دجلہ وفرات کے دینی اور نسبی بھائیوں کی مدد کرو۔ محمدِ عربی ﷺ کے ماننے والو! گھمسان کی جنگ شروع ہو چکی ہے، آنکھوں میں خون اتر آیا ہے، صفیں باہم ٹکرا گئی ہیں، اور تلواریں اٹھ چکی ہیں۔ یہی مشکل ومصیبت کے لمحات ہیں۔ پس اے اللہ کے شہسوارو! دوڑ پڑو...... اے جنت کی ہواؤ! کچھ قریب آ جاؤ!

کیا ہی شاندار ہے وہ جنت اور اس کا قرب
اور کیا ٹھنڈی اور مزیدار ہے اس کی شراب
اور روم، تو اس کی تباہی کا وقت تو قریب آن لگا ہے
کفر میں غرق اور اپنی جڑوں سے اُکھڑا ہوا روم
اگر میں اس سے ٹکراؤں تو اسے مارنا مجھ پر واجب ہے

آخر میں، میں عراق میں موجود مجاہد بھائیوں، خلافت کے مرکز بغداد اور اس کے گرد ونواح میں موجود سرفروشوں، صلاح الدین ایوبی کے جانشین انصار الاسلام، باقوبہ، موصل اور انباط کے حریت پسند عوام، اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں، اپنے والدین، اولاد اور گھر والوں کو اللہ کی خاطر چھوڑنے والوں اور نصرتِ دین کی راہ میں شہید ہونے والوں کو، اِن سب کو سلام پیش کرنا چاہوں گا۔ تم اللہ کا لشکر اور اسلام کے تیر ہو۔ تم ہی آج اس امّت کے دفاع کا خطِ اول ہو۔

رُومی ہمارے حبیب محمد ﷺ کی امّت سے لڑنے کے لیے آج صلیب تلے جمع ہوئے ہیں، چنانچہ تم جہاد ہی سے اپنی امیدیں وابستہ رکھو۔ میں امید رکھتا

ہوں کہ تم مسلمانوں کو مایوس نہیں کرو گے۔ آج تم پر ایک بھاری ذمہ داری آن پڑی ہے، اس کی ادائیگی میں اللہ کو نہ بھولنا۔ اللہ کے بعد تم ہی سے کچھ توقعات وابستہ کی گئی ہیں، ان توقعات کو بھی یاد رکھنا اور مسلمانوں کی رسوائی کا باعث نہ بننا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ اِنْ تَكُوْنُوْا تَأْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَأْلَمُوْنَ كَمَا تَأْلَمُوْنَ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًاo (النساء: ۱۰۴)

﴿اس گروہ کے تعاقب میں کمزوری نہ دکھاؤ۔ اگر تم تکلیف اٹھا رہے ہو تو تمہاری طرح وہ بھی تکلیف اٹھا رہے ہیں، اور تم اللہ سے اس چیز کے امیدوار ہو جس کے وہ امیدوار نہیں ہیں۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور وہ حکیم اور دانا ہے﴾

حضرت سعدؓ کی مثال اپنے سامنے رکھو جنہوں نے غزوۂ خندق کے موقع پر فرمایا:

ذرا انتظار کر، کہ اک سرفروش میدان میں اترا ہی چاہتا ہے
اور جب وقتِ مقررہ آ ہی گیا تو پھر موت سے کیا ڈرنا

اور حضرت عاصمؓ کے قتال سے متعلق یہ اشعار بھی ذہن نشین کرلو:

میرے پاس کیا عذر ہے جبکہ میں قوی اور صالح ہوں
جب میری کمان کی تار بھی سلامت ہے اور میں جانتا ہوں
کہ موت حق اور زندگی محض اِک فریب ہے
اگر میں پھر بھی تم سے نہ لڑوں تو میری ماں مجھ پہ روئے

میں اپنے نفس کو اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کھلے اور چھپے، ہر حال میں اللہ سے ڈرو، قرآن کی تلاوت کرو، اس کی آیات میں غور و فکر کرو، خصوصاً قتال کے موضوع سے متعلقہ سورتیں، مثلاً سورۂ توبہ و انفال غور سے پڑھو۔ اللہ کا ذکر اور دعا تم سے

نہ چھوٹنے پائیں۔

اے اللہ! اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔

اے اللہ! یہ تیری ہی بھیجی ہوئی ایک آزمائش ہے۔ پس تو مسلمان نوجوانوں کو ان کے دلوں اور پیشانیوں سے پکڑ کر راہِ جہاد پر چلا دے۔

اے اللہ! مجاہدین کے دلوں کو تقویت عطا فرما، ان کے قدم جما دے، ان کے نشانے ٹھیک ہدف تک پہنچا اور ان میں باہم الفت ڈال دے۔

اے اللہ! اپنے مجاہد بندوں کو فلسطین، عراق، شیشان، کشمیر، فلپائن اور افغانستان اور ہر مقام پر فتح یاب فرما۔

اے اللہ! ہمارے ان بھائیوں کی رہائی کا بندوبست فرما جو طاغوت کی قید میں ہیں، خواہ وہ امریکہ میں قید ہوں یا گوانتانامو، مقبوضہ فلسطین اور ریاض میں، یا کسی اور جگہ۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اے اللہ! ہمیں صبر کی توفیق دے، ہمارے قدم جمادے اور ہمیں کفار پر غلبہ عطا فرما۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(یوسف: ۲۱)

﴿اور اللہ کو اپنے معاملات پہ مکمل اختیار اور دسترس حاصل ہے، مگر اکثر لوگ یہ نہیں جانتے﴾

اللہ کی رحمتیں اور سلامتی ہو نبی ﷺ، ان کی آل اور ان کے صحابہؓ پر۔ اور ہماری آخری پکار یہی ہے کہ تمام تعریفوں کی مستحق محض اللہ ربّ العالمین کی ذات ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عراق کے خلاف جارحیت کے موقع پر مجاہد شیخ اسامہ بن محمد بن لادن کی طرف سے امریکی عوام کے نام پیغام

رجب ۱۴۲۴ھ......اگست ۲۰۰۳ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ و لَا عُدْ وَانَ اِلَّا عَلَی الظَّالِمِیْنَ

تمام تعریفوں کی مستحق اللہ ربّ العالمین کی ذات ہے۔ اور سختی کسی پر نہیں بجز ظالموں کے۔

یہ پیغام عراق کے خلاف کی جانے والی جارحیت کے موقع پر اسامہ بن محمد بن لادن کی جانب سے امریکی عوام کے نام ہے:

سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے!

امریکیو! ایک وقت تھا جب لوگ تمہارے بارے میں طرح طرح کی خوش فہمیوں میں مبتلا تھے، لیکن اب یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں رہی کہ تمہاری اکثریت نہایت بھیانک لوگوں پر مشتمل ہے جن کا کسی بھلائی سے کوئی واسطہ نہیں۔ تم اپنے بدترین لوگوں کو ووٹ دیتے ہو، ایسے لوگوں کو جو کثرت سے جھوٹ بولتے ہیں اور ہر قسم کی اخلاقی اقدار سے عاری ہیں۔ تم اپنے امیر ترین، بااثر اور میڈیا پر قبضہ رکھنے والے طبقے کے ہاتھوں غلام بن چکے ہو اور یہاں میں خاص طور پر یہودی لابی کا ذکر کرنا چاہوں گا جو جمہوریت کی آڑ میں اور پسِ پردہ رہ کر تمہارے تمام تر معاملات کنٹرول کرتی ہے، اور

اسرائیل کے اسلام دشمن مذموم مقاصد پورے کرنے کے لیے نہ صرف ہمارے خون اور ہماری زمین، بلکہ تمہارے خون اور تمھاری معیشت سے بھی کھیلتی ہے۔ یہ بات سمجھنے کے لیے حالیہ واقعات پر ایک نگاہ ڈال لینا کافی ہوگا۔

آخر کس چیز نے تمہیں مجبور کیا کہ تم عراق پر حملہ کرو حالانکہ تمہارا اور عراق کا کوئی دور پار کا بھی واسطہ نہیں؟ یہ اس کے سوا اور کیا ثابت کرتا ہے کہ تم لوگ کسی اور کے مفادات کی بھینٹ چڑھ رہے ہو؟ بش اور اس کے ساتھی پیچیدہ ذہنیت والے سنگدل لوگوں کا ایک ایسا جتھا ہے جو اس زمین پر بسنے والے تمام لوگوں کے لیے، ان کی جان، مال، عزت و آبرو اور اس کرۂ ارض کے ماحول کے لیے شدید خطرہ ہے۔ یہ لوگ حق اور سچائی پر کاری ضرب لگانا چاہتے ہیں، وہ سچائی جو تمام اخلاقیات کی بنیاد ہے۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنی استطاعت بھر یہی کام کیا، یہاں تک کہ اب یہ اس کام میں طاق ہو چکے ہیں۔

ان کے اس منفی رویے نے دنیا بھر میں منافقت کے بیج بوئے، انہوں نے قدم قدم پر انسانوں کی وفاداریاں خرید کر بے ضمیری اور غداری کو عام کیا، سیاسی بدعنوانی کو ریاستی سربراہوں کی سطح تک نہایت بے حیائی سے فروغ دیا، اور اپنے ذاتی مفادات کی خاطر جھوٹ، جنگ، لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کر کے شیطانی لذت حاصل کی۔ ان کے منہ میں لگے سگاروں سے ویتنام، صومالیہ، افغانستان اور عراق کے بچوں کا لہو ٹپک رہا ہے۔ یہ تمہیں ہلکا اور بے وقعت سمجھ کر تمہارا استحصال کرتے ہیں اور آج ایک مرتبہ پھر تم سے اور پوری دنیا سے جھوٹ بول کر عراق پر حملہ آور ہوئے ہیں۔

کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

قومیں اسی وقت تک باقی رہتی ہیں جب تک ان کا اخلاق باقی رہے

اور جب ان کی اخلاقی ساکھ جاتی رہے تو وہ قومیں بھی ختم ہو جاتی ہیں

بش تمہارے بیٹوں کو ذبح ہونے اور ذبح کرنے کے لیے شیر کے

منہ میں دھکیل چکا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ یہ سب کچھ امریکہ اور عالمی امن کے دفاع کے لیے کیا جا رہا ہے، حالانکہ یہ بات سراسر جھوٹ ہے۔

حقیقتِ حال یہ ہے کہ:

- ایک طرف تو اس جنگ کا مقصد مقبوضہ فلسطین کے قرب و جوار میں موجود واحد مسلمان عسکری قوت کو ختم کر کے اُس یہودی لابی کی رضا حاصل کرنا ہے جو بش کو برسرِ اقتدار لائی ہے۔ اسے اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ اس مقصد کے حصول کیلئے تمہیں کتنا نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔
- جب کہ دوسری طرف بش امریکہ کے دفاع کے نام پر، اپنے اور یہودی لابی کے دلوں میں موجود، عراقی تیل ہتھیانے کی حرص کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔

بش کی ذہنیت بالکل اپنے آباء و اجداد جیسی ہے جو سرخ ہندیوں

(ریڈ انڈینز) کو ایک آسان شکار پا کر قتل کرتے، ان کے وسائل لوٹتے اور یہ سمجھتے تھے کہ انہیں روکنے والا کوئی نہیں۔ لیکن بش کی قسمت میں تو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا تھا کہ خلافت کے مرکز بغداد میں اس کا پالا ایسے بہادر مردوں سے پڑے گا جن کے نزدیک موت کا ذائقہ شہد سے بھی زیادہ لذیذ ہے۔ الحمد للہ ان شیروں نے امریکیوں کی کامیابی کو ناکامی، اور ان کی خوشیوں کو غم میں بدل کر رکھ دیا ہے۔ اب تو امریکی بس اپنی کھال بچانے کے چکر میں ہیں۔

یقیناً تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے بش کے جھوٹ کو عیاں کیا، اس

کو رسوا کیا اور تمہاری ذلت وخواری میں اضافہ کیا۔

میں بش سے کہتا ہوں:

اگر تم ان شیروں سے بچ نکلے تو واقعتاً یہ ایک بڑی آفت سے بچ نکلنا ہوگا
لیکن میں تو تمہیں کسی طور بھی نجات پاتا نہیں دیکھتا

میں بش سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح تم دنیا بھر، حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے ممالک سے اسلحہ اور کرائے کے فوجیوں کی بھیک مانگنے پر مجبور ہوئے، اس نے تمہارے غرور کو خاک میں ملا دیا ہے، تمہیں دنیا والوں کی نگاہوں سے گرا دیا ہے اور تمہارے طاقتور ہونے کا پول کھول دیا ہے۔ تمہی تو وہ ہو جو پہلے دعوے کیا کرتے تھے کہ ہم تنہا ساری دنیا کا دفاع کریں گے، اب تم خود اپنا دفاع بھی نہیں کر پا رہے۔ غالبًا تمہاری ہی حالت دیکھ کر کسی شاعر نے کہا تھا:

وہ مالک کی تلوار سے لوگوں کی حفاظت کرتا تھا
اب اپنی جان بچانے کے لیے محافظ ڈھونڈ رہا ہے

ظالم یہ بات کان کھول کر سن لیں کہ ہم مناسب جگہ اور مناسب وقت آنے پر ہر اس قوم کے خلاف جوابی کارروائی کا حق رکھتے ہیں جو ہمارے خلاف اس ناجائز جنگ میں کسی طور بھی شریک ہے، برطانیہ، سپین، آسٹریلیا، پولینڈ، جاپان اور اٹلی کو بالخصوص تیار رہنا چاہیے۔ اسی طرح اس جنگ میں حصہ لینے والی نام نہاد مسلم حکومتیں بھی اس دھمکی سے مستثنیٰ نہیں، خصوصاً خلیجی ریاستیں جن میں کویت کی حکومت، جو صلیبی افواج کے لیے مرکزی ٹھکانے اور ہوائی اڈے فراہم کر رہی ہے، سرِ فہرست ہے۔

میں عراق میں پھنسے امریکی فوجیوں سے بھی کہنا چاہوں گا کہ اب جب کہ دن کی روشنی پھیل گئی ہے، جھوٹ بے نقاب اور حق عیاں ہو چکا ہے، تمہارا عراق

کی سرزمین پر مزید ٹھہرے رہنا محض ظلم اور حماقت ہے۔تم درحقیقت چند لوگوں کے عارضی مفادات کی خاطر اپنی دنیا برباد کررہے ہو۔تمہارا لہو وائٹ ہاؤس کے مافیا کی خاطر بہہ رہا ہے، اس لیے بہہ رہا ہے تاکہ بش، اس کے ساتھیوں، اسلحے کے تاجروں اور بڑی بڑی کمپنیوں کے بینک کھاتوں میں اضافہ ہوسکے۔ بلاشبہ اس سے بڑھ کر احمق کوئی نہیں ہو سکتا جو دوسروں کی دنیا بنانے کی خاطر اپنا وجود بیچ ڈالے۔اگر تم اب بھی نہ لوٹو تو عراق میں فرزندانِ اسلام کے ہاتھوں مارے جانا ہی تمہاری برحق جزا ہے۔اسی لیے کہا گیا ہے کہ:

ظالم اپنے لوگوں کو بھی تباہی سے ہمکنار کرتا ہے
اور ظلم کا انجام ہمیشہ برا ہی ہوتا ہے

ہم اپنے بھائیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ تم پر حملے کریں، تمہارا خون بہائیں، اور تمہاری بنیادیں ہلا ڈالیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے:

خوف و ہراس کے وقت ہی شہسوار پا بہ رکاب ہوتے ہیں
اور نہایت مہارت سے دشمن کو چیر پھاڑ کر رکھ دیتے ہیں

آخر میں، میں امریکی عوام سے کہنا چاہوں گا کہ ان شاء اللہ ہم امریکہ سے لڑتے رہیں گے، امریکہ کے اندر اور باہر شہیدی حملے جاری رکھیں گے یہاں تک کہ تم ظلم سے باز آجاؤ، حماقتیں ترک کردو اور اپنے کم عقل حکمرانوں کے منہ کو لگام دو۔

یاد رکھو کہ ہم اپنے شہداء کو ہرگز نہیں بھلاتے، خصوصاً وہ جو فلسطین میں تمہارے حلیف یہودیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے ہیں......ان شاء اللہ ہم ان کا بدلہ تمہارے ہی خون سے وصول کریں گے، اسی طرح جیسے یومِ نیویارک (گیارہ ستمبر) میں

ہم نے کیا تھا، اور میری وہ باتیں بھی یاد رکھنا جو میں نے اُس روز اپنے اور تمہارے امن اور سلامتی کے حوالے سے کی تھیں۔ جہاں تک دارالخلافہ بغداد کا تعلق ہے، تو ان شاء اللہ وہاں تمہارا قبضہ کبھی مستحکم نہیں ہو سکے گا۔ جب تک ہمارے ہاتھوں میں ہتھیار اٹھانے کی سکت ہے ہم تمہارے خلاف لڑتے رہیں گے... اور ہمارے بعد ہماری اولاد یہ ذمہ داری سنبھالے گی۔ ہماری مائیں ہم پر روئیں اگر ہم اپنی سرزمین پر تمہارے ناپاک وجود کا ایک ذرہ بھی باقی رہنے دیں!!!

بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ شخص چین کی نیند سو جائے
جس کا مقصد ہی ظلم کے خاتمے تک تم سے لڑنا ہے
جھوٹ کہتے ہو، ربِّ کعبہ کی قسم! تمہیں بھاگنے کا موقع نہ ملے گا
جب تک ہمارے ہاتھ میں ایک بھی تلوار باقی ہے
جب مجھ پر حملہ ہو تو میں بھی میدان کا رخ کرتا ہوں
پھر میری تلوار کی کاری ضرب کھوپڑیاں اڑاتی ہے
پس میدانِ جنگ میں کفر کی تباہی تک کوئی امن ممکن نہیں
اور ان کی مکمل شکست سے پہلے صلح کی کوئی راہ نہیں!

وحَسبنا اللّٰہُ ونِعم الوکیُل

اور ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے، اور وہ بہترین کارساز ہے۔

واللہ مولٰنا ولا مولیٰ لکم

اور ہمارا حامی و ناصر اللہ ہے، اور تمہارا کوئی حامی و ناصر نہیں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

اسلامی حکومت کا قیام.....مسلمانانِ پاکستان کا دینی فریضہ

مجاہد شیخ اسامہ بن محمد بن لادن کا پاکستانی مسلمانوں کے نام پیغام

(رجب ۱۴۲۳ھ.....اکتوبر ۲۰۰۲ء)

بسم اللّٰه، والحمد اللّٰه، والصلاة و السلام علی رسول االلّٰه، و علی آله و صحبه و من والاه،

امابعد!

پاکستان میں بسنے والے میرے مسلمان بھائیو!......السلام علیکم و رحمة الله و بر کاته۔ میں یہ خط آپ کو ایسے حالات میں لکھ رہا ہوں جب امّتِ مسلمہ ایک نہایت نازک دور سے گزر رہی ہے۔ اس خط کے ذریعے میں آپ کو اسلام، قرآن اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد پر ابھارنا چاہتا ہوں۔

میرے مسلمان پاکستانی بھائیو!

یقیناً آپ کے آباء واجداد نے اپنی جانیں اس مملکت کے قیام کے

لیے قربان کی تھیں، صرف اس لیے کہ یہ ملک اسلام اور مسلمانوں کا قلعہ بن جائے، لیکن افسوس کہ اسلام کا یہ قلعہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے والے حکمرانوں کی وجہ سے محض ایک امریکی اڈہ بن کر رہ گیا ہے، ایک ایسا اڈہ جو مسلمانوں کا خون بہا رہا ہے، ان کی بستیوں اور شہروں کو مسمار کر رہا ہے، ان کے گھروں کو جلا رہا ہے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قتل کر رہا ہے۔ الغرض، اس ملک کو ایک امریکی کالونی میں تبدیل کر دیا گیا ہے جو امریکی مفادات کی نگہداشت کر رہی ہے اور اپنے وسائل کو امریکیوں کے ناپاک مقاصد کی تکمیل کے لیے جھونک رہی ہے۔ اس ملک کے حکمرانوں نے امریکہ کی قیادت میں اٹھنے والی عالمی صلیبی تحریک سے تعاون کا سمجھوتہ کر لیا ہے، اور یوں پرویز مشرف اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس جنگ میں بش کے پیچھے اور صلیب کے سائے تلے کھڑا ہو گیا ہے! اگر امریکہ کو پرویز کا تعاون میسر نہ ہوتا تو امریکی استعمار کبھی بھی اپنی اس صلیبی جنگ کے ذریعے افغانستان میں قدم نہ جما پاتا۔ بیشک امریکی بمباری کے نتیجے میں گرنے والا مسلمانوں کے خون کا ہر ہر قطرہ ایک لعنت بن کر پرویز اور اس کے دوستوں کے چہروں پر برس رہا ہے۔

پرویز نے صرف افغانستان پر حملہ کرنے کے جرم پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس نے کشمیر کے جہاد پر بھی شب خون مارا، مجاہدین کے لیے لائن آف کنٹرول کو بند کر دیا، کشمیر کے نوجوانوں کو جہاد سے محروم کیا، مجاہدین کو جیلوں میں ڈالا......صرف اس لیے کہ اس امریکہ کی مدد کی جائے جو کشمیر میں جہاد کو 'ارھاب'، یعنی دہشت گردی قرار دیتا ہے...... جو فلسطین میں مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کی تائید کرتا ہے...... جو چیچنیا میں روس کی مدد کر رہا ہے...... جو عراق میں ہمارے بچوں کو ذبح کر رہا ہے......جس کے جنگی لشکر اس جزیرۂ عرب کو اپنے پیروں تلے روند کر ناپاک کر رہے ہیں جس کی گود میں اسلام پروان چڑھا تھا......جو القدس کو اسرائیل کا دارالخلافہ قرار دے رہا ہے......! چنانچہ، اس

دور میں اگر بش کفر کا سردار ہے تو پرویز منافقت کا!

میرے مسلمان پاکستانی بھائیو!

بیشک اِن حالات میں ایک مقدس اسلامی فریضہ آپ پر عائد ہوتا ہے، یعنی اس منافق حاکم کو ہٹانا اور پاکستان میں ایک ایسی اسلامی حکومت کے قیام کے لیے کوشش کرنا جو جہاد اور اسلام کی نصرت کرے۔ چنانچہ آپ پر لازم ہے کہ آپ ایک ہو جائیں اور فِرقہ واریت سے بچیں، تاکہ منافقین کی حکومت کو الٹانے کے بعد...... جو مسلمانوں کی وحدت کے ڈر سے کانپتی ہے...... آپ اسلام کے احکامات کو نافذ کر سکیں۔ آپ پر یہ بھی لازم ہے کہ ان سچے لوگوں کے گرد اکھٹے ہو جائیں جو اپنی طاقت اسلام کی نصرت اور مسلمانوں کے دفاع پر صرف کرر ہے ہیں۔ اللہ تعالی کا حکم ہے کہ

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ. (التوبة : ۱۱۹)

﴿اے مومنو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ﴾

میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں نے اس بات کا عہد کر رکھا ہے کہ امریکہ بھی ان شاء اللہ اس وقت تک امن وسکون سے نہیں رہ سکے گا جب تک ہم مسلمانوں کو فلسطین اور سارے عالمِ اسلام میں حقیقی امن اور اطمینان میسر نہ آجائے۔ اور بیشک میں اللہ کی مدد سے اپنے اس عہد پر قائم ہوں! اسی طرح میں اللہ سے اس بات کا بھی عہد کرتا ہوں کہ امریکہ اس وقت تک امن کا خواب بھی نہیں دیکھ سکے گا جب تک ہم مسلمان کشمیر اور ہر خطہء اسلام میں امن و اطمینان کی زندگی نہ دیکھ لیں، اور یہ عہد میں نے اپنے اللہ سے باندھا ہے۔ میں آپ سب کو بھی اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ آپ اس کام کی انجام دہی میں ہمارے ساتھ تعاون کریں...... اللہ سے ڈریں اور اسلام کی مدد کرنے سے پیچھے نہ ہٹیں۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ٥ (التوبة : ٣٨)

﴿اے مومنو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا گیا کہ اللہ کے راستے میں نکل کھڑے ہو تو تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے۔ کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے ہو؟ تو جان لو کہ آخرت میں دنیا کی زندگی کا یہ سامان بہت تھوڑا نکلے گا﴾

میرے مسلمان پاکستانی بھائیو!

میں آپ کو پکار پکار کر بلا رہا ہوں......اس بات کی طرف بلا رہا ہوں کہ آپ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں اور پرویز جیسی مسلط 'شرمندگی' سے اپنے آپ کو نجات دلائیں۔ میری یہ پکار خاص طور پر پاکستانی علماء کرام کے لیے ہے۔ میں انہیں وہ فرض یاد دلا رہا ہوں جو اللہ نے ان پر عائد فرمایا ہے...... **ابلاغِ حق**، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض! اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ (اٰلِ عمران :١٨٧)

﴿اور جب اللہ نے اہلِ کتاب سے عہد لیا کہ تم کتاب (کے احکام) کو لوگوں سے صاف صاف بیان کرو گے اور اس کو نہیں چھپاؤ گے﴾

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ (مسند احمد)

(بہترین جہاد وہ حق بات ہے جو ظالم سلطان کے سامنے بیان کر دی جائے)

پس اے علماءِ کرام!...... اللہ سے ڈریں اور اپنے دین کی نصرت کریں! صلیبیوں اور ان کے حواریوں کے خلاف جہاد کے میدان میں اپنی ملت کی قیادت کریں اور خوش خبری سن لیں کہ بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ o وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ o فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ o

(آلِ عمران : ۱۴۶۔۱۴۸)

﴿اور کتنے ہی نبی ایسے گزرے ہیں جن کے ساتھ ہو کر اللہ والوں نے قتال کیا، پس انہوں نے اللہ کے راستے میں پہنچنے والی کسی تکلیف پر بھی ہمت نہ ہاری، نہ انہوں نے کوئی کمزوری دکھائی اور نہ ہی وہ (دشمن سے) دبے اور اللہ تعالیٰ ثابت قدم رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اور ان لوگوں کی بات صرف یہ تھی کہ وہ کہتے تھے، ''اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے کاموں میں ہم سے جو زیادتی ہوئی اسے بخش دے اور ہمارے قدموں کو ثابت رکھ اور کافروں کی قوم کے خلاف ہماری مدد فرما''۔ پھر اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب دیا اور آخرت کا بہترین بدلہ بھی دیا اور اللہ نیک کام کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے﴾

میرے مسلمان پاکستانی بھائیو!

بیشک پرویز اور اس کے لشکر مجاہدین کے خلاف ایک یلغار شروع

کر چکے ہیں...... وہ انہیں جیلوں میں بند کرر ہے ہیں، اذیتیں دے رہے ہیں اور انہیں پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کرر ہے ہیں...... تو اے پاکستانی مسلمانو! اپنے مجاہد بھائیوں کا دفاع کرو...... ان کی مدد کرو...... اور صلیبیوں اور ان کے حواریوں کو ان مجاہدین پر قابو پا لینے کا موقع نہ دو...... اور ہاں! جہاد اور شہادت کے راستے پر ڈٹے رہو، یہاں تک کہ اللہ اپنے دین کو غالب کر دے یا ہم اس کی جنت پا کر کامیاب و کامران ہو جائیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین